TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222566

UNIVERSAL
LIBRARY

هُوَ الغفور الرّحیم

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

تذکرۂ شعرای زبان اردو ی معلے موسوم بنام تاریخ

بحسن تصحیح و زیبا تسطیر باوان سعادت اقتران

مطبع منشی نول کشور مین بمطبع مین مزطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس سخنبندگستان جہانکی رونق افروز جمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلبن آرائے زمین وزمان کی بہار افزائے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو دیا جلن سبانی سے پیرایستہ اور ابکار افکار کو روائح از ہار بلاغت اور نوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرما اور نونہالان گلشن لطائف کو عمائل ظرائف سے مزین فرما کے جیب بطون سے منصۂ شہود پر جلوہ نما کیا اور اپنی سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نونہالان گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے

شعر

اے موج نسیم کرم الطاف تیرے ۔ دیکھا نہین اس گلشن بیخار مین کھلتا

اور گلدستۂ درود نامحدود وصلواۃ غیر معدود و پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت مرحمت سے معطر ہر دو باغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غرہ شان گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ در باے علوم

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہای
اہتمنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ماطلی الجعد الدخار وعب العجاج التیار بعد اسکے ہیچ میرزا ابو محمد عبد الغفور
خالدی متخلص بہ نساخ ڈپوٹی مجسٹریٹ و ڈپوٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ راسپور بولیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فرید پور باشندگان دارالامارۃ کلکتہ سکنہ فرمان سخن سنجان
زمین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ بیان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشا و فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودای گلریزیان مضامین پیدا ہوا اول
غنچہ لسان معانی کا شنیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق ہاتھ
دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر
داد سخن کی دی ہے جانفشانی وجانکاہی کی ہے یہ مضمون شیرۂ حیات ہے
ہے مہر انداز شیرین غیر
ہے بہ طرز رنگین رشک لب شیرین ہر بے
چاہا کہ شربت تالیف
برون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار
مین اطناب و ایجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات انباے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زواید کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ہمارا عزم ہدف مراد مین دو سار ہوا کہ بارہ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

ان خرابا تیون کی صحبت نے | | تجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ نا سنح سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۱۷۵ بارہ سو اٹھاتیس ہجری ہے انکے تین دواوین اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور بداشوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسارِ جانان کا
کتابِ عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا

کوئی ثروت مین بھی انداز غربت بسی جاتی ہے
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا

ہجر مین ای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کام نا لے کر رہے ہین تیشہ فرہاد کا

کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا

روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام ہے
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا

پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ماہ نو کی طرح جو بر تو اضع خم ہوا

ہے بجا اے گل اگر کہیے تجھے رشکِ بہار
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا

رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا

بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
کشتہ ہون اک برق دش کی مین نگاہ ناز کا

تیرے ہر ایک سخن مین مین بھم دو پہلو
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا

نور آتا ہے [illegible]
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا

[illegible]
ہفت کشور جیوڑ کر مین کیج عزلت مانگتا

طور کم کرتہ مرے [illegible]
جو ملے تا کسی دشمن کو نہو یاری کا

زلف دراز و ابرو خمدار و چشم [illegible]
[illegible] تو انھین تین چار کا

واللہ کیا ہے حسن بت بے غرور کا
[illegible] کو شکست ہوا ہے نرا کے ظہور کا

بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا
طلسم تھا کوئی یا اپنا جسم تن تھا

شعبدے دکھلائے حسن یار نے ہر دم نئے
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا

بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پہ

ہاتھ کیا اونے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام زور

خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مہا ہو گا
وسمبدم منت جلاد کیا کرتے ہین

فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین

مثال قصر گردون جنکے لاکھون قصر عالی تھے
اب انکی خاک اوڑتی پھرتی ہو دشت و بیابان مین

مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جراُو ٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جانین اشک ہین بیرنگ کھوتے ہین
تماشا ہی لیے بھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو

در سے اونکے لاگئی تقدیر پشت آئنہ
مہر سے الا ہوئی توقیر پشت آئنہ

جنا ط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار
رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

آبرو تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جاے
ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد دوغریز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے بیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین راز لب سیہ تر مندہ تھا
جان تجھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی طرح

سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہو نہین
یہان تک تو فرق عشق مین کامل ہوا ہو نہین

دور خاموش بیٹھ رہنا ہون
اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے او سکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین
اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

وابن رضا تخلص ونام سید ابن رضا لکھنوی کاکاتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

دیکھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کاٹے
گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا کریم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد دوداماد وزیر اجان طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کانٹے کی اوس
جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سوا ے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھر تا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردای قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آئینے
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا

حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اوسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا

وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا

لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

آتش یہی دعا ہے خدا ے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

کو مسلمان دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائیکا

کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتی ہین گلے
نقش خب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

حیف کی جا ہے نہو ے نرم و چرب اوسکی زبان
پروریش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

دہن اوس روے کتابی مین ہے پر نا پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہی کہ جو تھا

گھڑی بھر روکے کوی یار مین یون از نگ دل کھولا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ جا کر کل پایا

آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھہ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈتا تری محفل مین رہگیا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھہ
سار بان آج ہی کیون چہرہ لیلی اوترا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نرکھا غدر خواہی کا

سامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھہ
اے صبا محفل سے پروانہ کے فاکستر اوٹھا

اسقدر نازان نہواے شیخ اپنی زہد پر
بندگی کرتے سے تو شاید خدا ہو جاے گا

کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مینے جو افسانہ گو کو خواب آیا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا ہے
ہمارے ساتھہ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اوڑجاتا ہے روے مردم بیمار کا

طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا

یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا +
پاس رسوائی نے ہکو اور رسوا کر دیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یہان رکھیا وہان رکھیا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

خط دیکے کیہوا بکی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر +
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہوگئے ہین قضا و قدر سے آپ

تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست

واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے مو بہ مو دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہوجائینگے بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا کعبہ تھا زانوے دوست

اوس بلاے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بچے
دل سوا شیشے سے نازک دلسے نازک خوے دوست

اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریزاب نہین ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا +
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث

میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت پڑھکر نماز
کسطرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولوں ترا شلوار بند

پاتا نہیں ہین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس

حرص دنیا حسن خار نگر کو کرتی ہے خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص

حسرت جلوۂ دیدار عبث ہے مجھکو
چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب و صل

مرتے ہین رشک کے مارے پس و پیش رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

برابر جان کے رکھتا ہے اوسکو مر قدر تک
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پکرنے آیا صیاد انجمن مین

خضر و مسیح کا ملتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی زیارتین

یہ کہکے گشت گلپر اون کو ابھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین

دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجے
تا چند بند ہائے خدا آرزو کرین

رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کر تھے

برہمن آنکھو بکو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار کھو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا نچھا یا مردم بیمار کو

دست رنگین سے تری بیعت اوسے کرواتا
ہاتھ آجاتا اگر پنجہ مرجان مجھکو

تمھین دیکھے تو مجنون سے ہو الیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو

کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
تم مجھسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

بوسہ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار
تو کہی مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری

شمع رونے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

آدمی کے واسطے کچھ اور ہو دے یا نہو
ساقی دمے سبزہ و آب روان درکار ہے

پیا میسر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا +
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

کرینگے یار کو مہربان شب وصل
عیان ہو جائے گا راز نہانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
اوسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سہی

بے غش لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ
منکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال کے

تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے

اکیلا پاکے نہین چھوڑتے کامین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کردن جو بت بھی ملے کوہ طور کا

جنکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا

شب کو دم دیدے کیلیجاتا ہے کوے یار مین
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہوگیا

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سے ہے بھیڑ میخانے کے در پر اندنون

کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان یسمے کیسے

کچھ عشق مین مجنون ہے سوا ہے نہ تو فرہاد
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

بیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین | جھلا اوتارے دزد حنا دست بار سے

اکمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دھلی شاگرد معنوی جعفر زٹلی

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے | جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا | دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا | نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہوتا نہین | پیالہ ہو مرے پہلو مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سونے ہین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے | مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ مٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اوڑ سکتی نہین چڑیا | یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہی | بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا | شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر | نصب ہے جوہر کا چشم کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال | عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر | مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین | یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگائے گیا جہان دل کو | آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے | واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا | دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہین کجرویان روزگار کی | کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری یار کی

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر | تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فرو سب یہ ہے اثر
معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی +
ہمین حیرت ہی آپہی تجھکو دیوین کیا جواب اسکا
کہ تجھہ مین اب تلک کسطرح ہے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بتِ وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو
گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرین گے
کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے عور کیا
باتین یہ سب ہین اسپر دل الفت شعار کی
مین اور یار اور شبِ ماہتاب سہے
یارب مجھے خیال ہے یہ یا کہ خواب ہے
پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مر کر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے
عشقِ بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سومر دینگے

اثم تخلص سید غلام مصطفےٰ زمیندار موضع مصطفےٰ آباد متعلقہ الہ آباد

کیب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھسے سودائی کو کچھ حاجتِ زنجیر نہین

آثم تخلص شیخ ہزبر حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسہ کے کہین تیغ نہ ہو بالے
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ
سنہ ۱۱۳۵ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین ہوشیار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم پادشاہ باشندۂ دہلی سنہ ۱۱۶۷ بارہ سو ستشٹھ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
سر عید انکے گذرا تو چاند آیا محرم کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
کہان وہ گریہ و نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موے پہ کون سہے اپنا گریہ سنگ فرار
برائے نام فقط اب سرِ مزار رہا

مجھہ پر نہ پیک یاری کچھہ خشمگین ہوا
نامہ بھی واکیا تو وہ چین برجبین ہوا

سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھہ
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یارین جا

گلے سے لگتے ہی جنسے گلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
سمجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت زدہ کہان سے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

مجھکو مست ٹھکراو بس چلتے سمجھکر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع مین ہو آئے نظر
ہے نہ یارا سخن اور نہ یارا نظر

مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
گر عسس منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
سمجھے یاد کافر بہانے بہت ہین

اوسے پوچھے ہے جو احسان وفا پیشہ کبھی
بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو

کچھہ سانس رکا آے ہی رہ رہ کے یہ دم سے
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو

مرنے کے بعد آن کے کٹوائین بٹیریان
آج آپ اپنے کشتے کی منت بڑھا چلے

کہتے ہین بلٹ گیا وہ رہ سے
تقدیر اولٹ گئی ہماری

چین مجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہین بے دید ہین یہ دیدۂ دل
ہین یہی دیدۂ دوانستہ ڈبوبانے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
دل نے مرے ساتھہ دشمنی کی

خال ابر دنے مار ڈالا
کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگے ہنستے تھے ہم
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن کیون چپ ہو کس کی سمجھے یاد
کچھہ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ بالی

موباف جب پڑے گا تو کیا حال ہوگا
بالو نکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کمھلائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ ہمعصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غصہ
موہنی کمر نے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہون حنا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط سے احسن اللہ
کہ حسن خوبرو بان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سعادت ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین بصیغہ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے نسبت
یہ رنگے سنگ سے وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجو ہے دل
گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین نہ ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل دھڑکتا ہے کہ میرا کھین نہ کوئی سنے
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین جھول بل ہے
ہو کیون نہ بہت پیارا وہ بھتیجی ہوئی کپل کی

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاکر و محمد رضا برق باتھ

راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حصین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
برشش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھر اگئین مری آنکھین
عجب نہین یہ ہے جو ہو رشتہ نظر رگ سنگ

بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
بجا ہے رشتہ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب مذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب چوری جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اٹھے دلربا کے ہاتھ	ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
زمزمہ باز رہنون ہے پوچھتے ہو حال کیا	کر دیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بلدیو پرشاد ولد مہاسکھ راے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف نے تاثیر کی ہے	کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی تزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا مذکور چلا	اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ مہ سر در چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا ٭	احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع	بنتی نہین یہان سمجھے بن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھاکے داغ آہستہ آہستہ	کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے	وہ خفا ہم سے ہے خدا یا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو	اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کین گہری	نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے	ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر یہی ہین دست اپنے نارسا	اون کے دامن تک رسائی ہو چکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین مجھسے	پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج
مین نہ جانون کسنے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن
بل بے قسمت واہ ری تقدیر روبے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادۂ کرنیل محمد زمان خان شاگرد آتش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

ورد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین
پہلو مین شیشۂ مے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق بیخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر
رات دو وضو انے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد
تو کیون نہ سامنے گل کے ہو مثل خرد صیاد
بچاے جان کدھر عندلیب زار ای گل
پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادۂ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اجنبہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش تخلص یہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جدا گانہ لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی
لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا اٹھیہی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا
سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبۂ زانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی
دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کر گئی آئینہ رویون کی دوستی
صورت کوئی نظر نہین آتی بناہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاتے ہی بزم مین جو اوسنے جھکائین آنکھین
جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف سید عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین یدطولیٰ رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا تر گمانہ جو لختِ جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جسمین بسکل گل ثمر نکلا

خواب راحت مین ولا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا
جونہی اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم

بزم مین کس کے رات جاگے تھے
ہے جو اب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون
سینے مین دل رہا ہے نہ جان ہے تن مین

پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم
کس نوبہار حسن کی آمد چمن مین ہے

شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی
جلوہ گر وہ نہوا کاشانۂ احسان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری ازنون کلکتہ کے موجی کھولیمین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ مین بھی مع پابوش سماؤ صاحب

طفل غنچہ کے تو یون کان مڑوڑا نکرو
خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب

میکدے مین تن لاغر مرا لیلو سا تھے
بادبان کشتی مے کا جو بنا و صاحب

غمزہ وعشوہ و انداز و ادا نے مارا
ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا ہجر کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندۂ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین
زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال رکھتا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے
فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا — مخمہ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا
کر لیا بند ادسنے در کو دیکھتے ہی میری تکمل — کھولتا تھا بند مین جسکے قبائے ناز کا
اے مے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام — تو نے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا
گنج دل ہیم ہو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ — اشک کا ہر تار اکی تسبیح مرجان ہو گیا
لطف بیحد سے ترے سب دشمن جان ہو گیے — ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ بنکے مجتہد عصر سا گیا — دیکھا سے باغ سبز ثواب و عذاب کا
کہنے لگا زراہ تبختر مجھے یہ طنز — معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا
مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا — پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون — لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش — اور کوئی بھی نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب — یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا
کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ — دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے — گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا
اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو — گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام — قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا
مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا — ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب
نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر — مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب
جگر آتش دل آتش دیدہ تر شعلہ آتش — ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلہ آتش
تہمت سے قبا لاکھہ ہو پیراہن یوسف — ہے جامہ عصمت سے مزین تن یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر
نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا محشر اشک

ہے سوزِ دل کوہ مین بھی لب سے جو تیرے
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ

کوچے مین پریزادون کے جاتا ہے تو اختر
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل

دیا بوسہ دہن کا اوسنے مہت اسکو کہتے ہین
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین

ڈر ہے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے یار ہون
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین

آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو

عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
ہے یہ آتش یادگار روانِ سوختہ

بسکہ اوسکا جلوۂ چین جبین آنکھون مین ہے
ہر نگہ اک مدحیرت آفرین آنکھون مین ہے

کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے

روز عاشق کو ترے بادیہ پیمائی ہے
شب کو بے چینی ہے جو بیخوابی ہے تنہائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیرانِ قفس
کچھ جو اوڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے

ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
دودِ نفس سوختہ سینے مین فغان ہے

ہاتھ سے دل لے گئے جی سے قرار آنکھون سے خواب
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد بستی ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے

حصولِ جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

دور اب وہ ہے کہ اختر جایئے جس بزم مین
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی

جگر ہے مائل سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے
الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے

ہم آغوشی میسر کسکو ہو اے سیمبر تیری
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے

قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
فراقِ یار ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے

ادھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وجیہ الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کے ہین

وان اوسنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا
یہان ونکو نکلنا بھی میسر نہین آتا

یہ عمر اور عشق کا آزار دیکھنا
اور دل پہ پھر یہ صدمۂ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروائے بھوپال

نہ پڑھا اونے کبھی مثل خط پیشانی | نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ آمادہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا | لچکی جو کمر اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی | سونگند بے مرتضے علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزا پور باشندۂ عظیم آباد

خود نما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ | ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال مہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان امیوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھہ سکون | باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھہ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان مخلص

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد | کہ ایکسان ہے مرجسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے | آخر کار مرے نام سے بچتا ہے بہت
صبح تک جوش تمنا مین رہا مین گستاخ | بیقراری سے مری رات وہ جھنجھلائی بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی استاد نواب من الدولہ بہادر باشندۂ لکھنؤ
شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا | تو پھول کے روئے گا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی محبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا | مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار نہیں بہتر

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر دہان زبان کٹتی ہے | شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کا لیا | جو مین نہون تو نہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تبر گر باشندۂ دہلی ملازم نواب مظفر یاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکھنا تو ہمارا ہی رشک گلشن چھوڑ دے	خاک عاشق پر جھٹکنا کیون ہو دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ رائے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لکھن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدم مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل	اوسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک دردندان کے ایسی آبداری ہے	کہ جسکے سامنے پانی درخوش آب بہتے ہین

آزرو تخلص سراج الدین علیخان اکبر آبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ھ گیارہ سو اوٹھتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تند خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے	ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتما د نہین + +	زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے	زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رشک گلستان ہے دل کھول آگے عندلیبونکے	چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدونکے

آزرو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آورپہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون	دے جام مے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آزرو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

[illegible] دل سے ہر دم یہ آسمان کیسا	چڑھا ہے زور پہ اب نالہ و فغان کیسا
[illegible] ہے پند ہمین پند گو خدا کی ہے شان	کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی | ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ
محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے | اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے
آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا | عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار | کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی | ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا | بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا
دل کیا لائین دل مین کدورت ہے آپ کے | دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا
غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب | مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علے حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھر جاؤ تم | پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم
تا سر بالین او سے آنا قیامت شاق ہے | یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے
ولا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے | بتا تو چاہے ہے وہ بھی جیے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ تیمبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ مین سونٹری مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرا اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا | تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا
رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو | پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نقش پر ترے آیا نہ جائے گا | لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا
دعوی آب و تاب اور اوس شکل سے | منہ بھی تو آتشی سے دکھایا نہ جاتے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے | کہتے ہین ابکی جاکے پھر آیا نہ جاے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی وعربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھارا وس مین سے اوسکی ہر حرف لب | دل جلونکا یہ ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ | خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا
غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے | فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا
وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین | سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہین | درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین بسے بس

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائے گا گنہگارون کو | پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد چکا رہنا آٹھون پہر برا ہے | سہٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر
وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا | وہ دیکھ آئینہ کہنا کہ نہ دیکھ مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اوسکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندون پیارے تری طرز تکلم اور ہے | طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے سنہ ۱۲۱۸ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین فنا کی دیوان الٹکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے | خود نقص آپ مین نہ مری جان لگا لیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے | مژگان نہ ہو تو خنجر مژگان لگا لیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آزاد ہم کو آئین | پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر
صدرالصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ رحمہ کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین
نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم وفضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا — گشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے — یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ مکتوب نہین
کاش مقبول ہو دعاے عدو — کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
تیری آنکھون کے دورمین کیا کیا — سحر رسوا نہین خراب نہین
مختصر حال چشم و دل یہ ہے — اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عشقبازی کا منہ چڑانا ہے — اب وہ موسم نہین شباب نہین
گھر سے گھبرا کے کھلی ہاؤن ہر اک کھٹکے پر — کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین
اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر — کہین پرسش داد خواہان نہین
فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور — کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین
اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی — گم کردہ راہ باغ ہون یا آشیان نہین
اے دل تمام نفع ہے سودا عشق مین — اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ — اک مہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین
کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق — شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین
مین اور ذوق بادہ کشی لیکن مجھے — یہ کم لگا ہیان تری بزم شراب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا — لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم — حضرت یہ باتین بھتی ہین عہد شباب مین
تری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی — وہین بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو
او الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب — لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو
مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین — سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوے
عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے — نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان | جون جون رکے وہ ملنے سے ہم پیچ پیچ ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین | یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین | روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ سیوک رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا حشر آنکھین مری جو وا رہین | مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد نذر علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک بین کو آئینگی کیونکر نظر کمر | اتار نگہ ہے او بتِ نازک کمر کمر
آبِ رواں کی ٹیکے نے طوفان اوٹھادیا | اے بحرِ حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے چاند عید کا | تیغِ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا | خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنؤ کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

ملک تونے ہی گرم کی بغل رات | ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس | کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بتِ گمراہ کسو کے | گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی | مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا الہامی سپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سو اربعین کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یارب | یہ بجلی دیکھیے گرتی کہان ہے
پھر محوِ خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے | پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا بندو متوفی محش گو ولد مرزا مغل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا یہ کھود یو میرے مزار پر | اِن کہسیون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے | نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا | ہین یہ بازوے عقاب اب جو نہی تیر کے پر

اسیر تخلص تلبر از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاد نصیر بڑا زور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو | شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے ہاہا

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون زیست کرتے ہین | کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبر آبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین | کرمان زمین بھی نہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال | خاطر وسوسہ پرداز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار | خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور
توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہرن مو سے اڑاتے ہین ہزارے ہاتھ پاؤن | چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ یا آشنا | بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مردعلی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ
شاگرد مصحفی دیوان اِلٰہی نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساماں کا | شگاف خامۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا | کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی | آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف | نرہا بیچ مین دلال تو سودا اٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہین پیر و جوان سیر
ابن آدم مین نہ ٹھہرا کوئی حوا ٹھہرا

شیشہ ہاتھ آیا نہ ہنسے کوئی ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

بام پر چڑھتے اوترتے موہبت کیا ہے
سچ بتاؤ ہے کلیجا نہ دہلا اپنا

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اولٹا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا

عالم کو معجز بیضا دکھاتے ہین +
لا بھر دے ساقیا مرے چلو مین آفتاب

کہنے کو یون جہان مین ہزارون ہین یار دوست
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ میخانہ آج

لاحسن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی
ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر

قد سے اگر خمیدہ تو لازم ہے تا راشک
لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤن مین

اللہ مجھکو طائر رنگ حنا کرے
ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین

ترقی کچھہ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی
ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین

نہ سہی گر تمہین منظور ملاقات نہین
کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین

غمزہ جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین
ابرو سے پیوستہ قاتل بھی کشتی گیر ہین

چاندنی مین کون آیا پاؤن مین ملکر حنا
جابجا ہین سرخ بوٹے چادر مہتاب مین

الفت دندان جانان مین کٹی جاتی ہے عمر
ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین

گل تازہ ہے جو تن پر ہمارے زخم کاری ہے
مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے

جبسکہ آنکھون مین روشنائی ہے
خار مژگان دیا سلائی ہے

چین سے سوئے شاہد مضمون +
جو رباعی ہے چار پائی ہے +

پیچھے ہم ملا کر بادہ انگور تاڑی مین
اسے تاکا ہے ہم نے ساقیا اور اوسکو تاڑے ہے

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ گفتگو غیون کے ساتھ
باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید غلام نبی برادر خورد سید آل نبی لاغر خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین۔

ہچکیان بے وقت آتی ہین اسیر | وقت مرنے مین کسے یاد آگیا +
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت | ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون اسی ہاتھ سے کتنون کا ہوا میرے بعد | رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے | آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط + | ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دائمی کا گلہ کس لیے اسیر | زلفون مین کیون پھنسا تھا ہی ہوس برائے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی | نہین مہندی یہ ترے تلوو نسے بے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن آقا یار بیگ خان رسالہ دار خواہر زادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان مہین

مبدل کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور | تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے کینسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبہ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا | اشرف بلا ہی جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار مہربان منہ مین | یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم | پھونچے دیگانہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار | نہین کی جبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین | ایک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی نجیو غریبون مین ہم جا

اعلی صدر امین کانپور کے ہین

اوس ستمگر کا قامت تو بلا خیز ہے اشرف | اسواسطے ہے رنج دو بالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندہ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینہ مین ہوئے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر ببر علی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم راقم کے دوستون مین ہین ۔

تو نا ہے بیڑا اوٹھانا نامہ لیجائے کو وہان | گر ہو سیج تو سر خرو یہ سبز پر ہو جائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم غرف بہورے خان افغان باشندہ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسنکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کر کے کسب باطن کی طرف مشغول ہوگئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اوڈالتا ہے پھر الایا | قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

نیلت پوچھو ہاتھ دکھا دو فال کھلاؤ کوئی پر | بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین

پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے | سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے | جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور | کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار و نسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجہ ٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادات اے مری زیست مسیح | آئے تب بالین پر جب بیمار کا قل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین
اس قدر انتظار تھا دل مین

دم آخر جو ہچکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل مین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مرگیا اِک صنم پر آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہیہات آگ لگتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندۂ دہلی مونامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چونتیس ۳۴ پینتیس ۳۵ برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا
اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مرگیا

جان دی عاشق نے تیری شب کو اک ناکام نے
آدمی تھا آخر خلد مہ اوٹھا کر مرگیا

ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ
سُن ہی لوگے اک نہ اِک دن پھوٹکر سر مرگیا

ہای یہہ غیرون سے کہنا اور سکا رک رک کر اب
مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا

زلفون سے بھی زیادہ کیا رنج نے دل پہ جو
کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون

اِک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندۂ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہین کہان دل آیا

آشفتہ بزم یارمین ساقی بنا ہے غیر
کیونکر پیون کہ کرتی ہے ٹکرے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال
لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید مئور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان ونواب مصطفےٰ خان شیفتہ وطن اصلی کاکورہ مولد دہلی

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ لڑکون کا کھیل ہے
دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

پُرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور مین بھی پس مُردن نہ کچھ آرام آیا

جونامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ٭ اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی ہجر کا غم ظاہر مین ہون پاس پر خدا ہون
تم غیر سے ملین کبھی سے ملا نہین سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نے قتل کا خیال انھین اور نہ موت کو قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تا بہ رخِ جانان سے پوچھے گا قیامت مین بیہوشون سے کیا کوئی
میرا ہی کیا قصور ملے بیتاب و بیقرار جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے کئی دن ہو گئے او سکو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ نعیم فارسی وارد و خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوقِ شہادت عاشق دلگیر کا کیا تڑپ کر جو م لیتا ہے گلا شمشیر کا
قبر پکی کیون بناتے لوگ ہین حیران ہون مین کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا یہ اثر کب تھا الٰہی نالہ شبگیر کا
وادی وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا دیدہ غول بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
ہوا نہ ور مین انداز گر بشر کا سا تو ر نج خلد مین ہوگا ہمین سقر کا سا
کھل گیا ہے میکشی مین جوہر انوار قدس ہے تماشا گاہ بزم قدس کی منظر شراب
رکھے زانو پر بت بے پیر پشت آئنہ ہون مین حیران پائی یہ تو قیر پشت آئینہ

آشفتہ تخلص جبار الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر مختلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امانعلی سحر

خون سے میرے حنا بندی کسی نے طور ہے چشم ناخن سے جو کرتے ہین اشاری ہاتھ یا ن

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق بھی کہتے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سر
ہوگئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالائے سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوئے پامال
نکالے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک ہو پہنچے
لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن

پھرکے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین

در بدر پھرتے ہی اب بنت عنب قدمین
پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈرہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دل ستمزدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سنی نہ ایک مری بات ہائے صد افسوس
سنا یا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

آشکار تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آب کی آنکھو کی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جائے اوٹھائین جو کبھی سر بلکین

آشکی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا یاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن
شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھرا نامہ بر اوس دم
جسوقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور مفت مین بد نام کیا نام خدا کا

کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ بلبل ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر سبز و مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیش برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ۔

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب ہے

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد اے صبا — کہتے ہین روز حشر کو دنیا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین — اسی دل لگی ہے خاکِ دربار پاؤن مین
زنجیر در سے باندھیے دست گناہ گار — چوکھٹ کا کاٹ ڈال دمے دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین — ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبدالکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا اتم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا — تو گل ہوا شعلۂ تراک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا — شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہو گیا — کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہو گیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فروغ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھنا یہان تک تن اس ناکام کا — استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شمع نے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے آئینگے — ہاے اپنا بھی ہوا وہان سے پھر آنا نکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین — وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہای کتنا شب ہجران مین پریشان ہونگین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے — مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب
پتھر کے ہے آج میری سمت بار بار چشم

ہوا ہون بسکہ خضاب تو اپنے جینے سے
لگا ہی لونگا مین تیغ اوس نرن کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بہاولہ الہ آباد آگرہ کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھے

جو مرے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار
مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامر نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجۂ آتش داماد نواب طہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین اکثر بہت روز رون تک رہے آخر ش ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستون مین تھے صاحب مثنوی و دیوان اگرچہ راقم زائد انکا انتقال کی تاریخ بھی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوئی ملک عدم
شد دل نساخ محزون را زبس رنج و الم

شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اے جان نذر
تتبۂ ذیقعدہ ہے ہے آہ دردا ہائے غم

الصیغ

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ
غین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج

کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ
علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین
تمہین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا

مٹا ئے آپ نے منت کے بال جب سے
ہر رنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا

شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے
خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا

وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے
مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا

آتا ہے جب کہ یاد مرا اضطراب کا
سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل

کیون جا کے زلف خم بخم بار مین پھنسا
اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین — وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے
ہنوز آنکھون بھر فصل بہار عاشقی آئی — دل سودا زدہ پھر رنگ لایا اے رسوائی
یہ کس پردہ نشین نے جہانتاب کر تکل اپنی دکھلائی — بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی
تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے — خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی
نہ کھینچا ہاتھ ترک جیتم نے قتل غریبان سے — ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی
دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا — نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی
بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر — کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا

اصف تخلص وزیر الممالک نواب یحییٰ خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد و مکانا فیض آباد و مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد تجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا — یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چھیڑ کے ہی چھیڑے — ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین — وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال — ترے چہرے کا عالم رہا ہے نرالا

اطفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دون مدراس رہے پھر وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دہلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے ✦ ق ربط بار دگر کیا پیدا
شکر للہ آہ نے میرے — اطفری کچھ اثر کیا پیدا
تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا ✦ آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندۂ دہلی ترک وطنی کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

نہیں ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے	نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہیں

جہاں ہے انہیں کس گل کے خار مژگان کا	کھٹک سی رہتی ہے میل نہاں آنکھوں میں

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون معلمی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل	دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص سردار مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کاکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمہاری غم نہیں	کونسی وہ آنکھ ہے فرقت میں جو پرنم نہیں
یہ آہ و شیون نے سراوتھا کہ بجز یہ نہ تاثر لائے	کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالوں میں یہ آہ
تمہارے کوچہ میں آ کر کی شب کٹی ہے کہ لوٹ کر پھر نہ	خبر بھی تم نے نہ لی ہماری یہ کوئی تم سے یا جگر ہے

اظہر تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور قوانع فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی میں مثل ثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو رہنما دل کا	طریق عشق میں جاری ہے سلسلہ دل کا
بہشت پہونچے ہی زاہد کب اوسکی وسعت کو	عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا
لگائی کس بت مے نوش نے ہی تاک اسپر	سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا
کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا	سواد ہند میں لٹتا ہے قافلہ دل کا
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل	اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل
تاثیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل	اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہیں

شعلۂ حسن یہ دن رات نظر رہتی ہے	نور ہی آنکھ میں تیرے سو اب ہو کہیں ناری آتش

اعظم از تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو | جگھ سرمہ کو دی بیکار اے طناز آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری دلف | رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

جھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا | سرکاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نرکی چوٹ یار کی | کہائی وہ ہتکنی جو اوٹھائی سر پر کا ہاتھ
مردوں سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے | سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو سلا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے | کیا جانے پڑ گیا کہان مجھ بخیر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہین | بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم موے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبر آباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا | انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا
خرمے کا بوسہ لب شیرین مین ہے مزا | گالی مین تیرے لطف ہے کھٹی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کر وعزم سفر | جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہین وعدہ دیدار کیا ہے | جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسی کے سامنے | مٹھی جو کھول دو دید بینا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجہ اللہ خان بہادر متخلص بہ وارث ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض وفلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا | جسنے دیکھا تجھ کو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس کے عدو ت کا نین سے اعظم اداس | ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ | دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھکر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ | صورت سیماب ہو میتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روئے صاف سے | کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سر دھری ہے | جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طلبیون سے نہان رکھتی ہین ہم | شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ کم ہے دام کم ہے جوشن فولاد سے | ہے اسیری مین رہائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلے خلف میر ولایت اللہ خان باشندۂ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھہ اوسکے بند قبا کھولتے تھے | وہ مشغول ہین اب بکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا ہے | اونھونکے ہاتھہ کا پتھر اسے سنگ جرس ہے

اغا تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندۂ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا پہ ہمو | کچھہ مجھکو چپ سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اغا تخلص آغا حسن ولد مرزا میر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر صبا شکار بارہ سو اسی ہجری مین لکھنؤ مین تجارت کرتے تھے۔ راقم کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب بھی کرتا ہون دعا ای آغا | حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہے ضعف ای آغا | کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اغا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جایسی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جاے ابھی زیر نگین ملک سلیمان | پیروے سے جو آغا کو دکھاے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق یحیی گو باشندۂ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین نخ پر تری دلبر کیسو | ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر کیسو

آفاق تخلص سید فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے پیونگے جام شراب ہم
لالے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مردمان کہنے لگے دن کو پہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر محمد ابو العزیز شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی حال

خوب سا سید ھا بنے گا دیکھ اے سرو چمن
اوسکی رعنائی سے مت تو اپنی رعنائی بھلا

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے
شب دل آرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے
اجی آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تخلص اصنایح باشندہ سمارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد

نہ جا چمن مین تو اے آفرین کہ جون غنچہ
لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل

بہت ہین گرچہ تمہین اور ناز کرنے کو
بری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندۂ لکھنؤ دکن مین جا کے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن مین ہے اوس یار کی آنکھ
جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کہلاتا تھا دکن مین

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا
بھیڑ سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا

عشق گیسو مین الجھتی ہے طبیعت پہ ورن
خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبر آباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو دہن اوسکا
غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمد دہوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مرا کان مین ہے دم
کیا آج بھی وہ یار خدا یا نہ جائے گا

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرتبہ گوے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصطفی

جب دیکھتا ہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہے اوسے رشک ترے روے حسین پر

معلوم نہین کیا ہے تہ خاک تماشا
نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری ہان ہند کا لکھنا ہے حال	چاہیے کاغذ دم فکر سخن کشمیر کا
نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین	جانی غرفہ کی تری ہے دم آہو گیسو کا
ہوتی ہین مفلس غنی وصف طلائی رنگ مین	کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص حضور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے نثار اللہ خان فسانہ اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

بار در برسے خدا خیر کرے	خانہ بیدر سے خدا خیر کرے
کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے	کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر قمبر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نرگس مین زرد تھا رخ افسوس	چنیے رنگ نے اوسے مارا
یہان تلک ہے نزاکت گلون کی گجری سے	لچکنے لگتا ہے اوس گلعذار کا ہیونچا
قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس	حصول کیا ہے جو فرودہ بہار کا ہیونچا
باون یہ گاڑے کہ جون نقش قدم پھر نہ اوٹھے	خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد	بجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین	دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین
ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو	طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو	وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو
کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف	مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

پوچھے ہی کیا لگائے اگر سر مین درد ہے — اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے
نہین جانتے اس مجلس سے ہم بے اوسکی لجائے — قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہمنے پاؤن جلائے
آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر — چاندسی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسوں تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

اگگئی جان بدن مین دل شہید اٹھرا — آکے بالین پہ جو دم پھر وہ مسیحا ٹھہرا
فرصت ملی نہ لاش تب مہ جبین سے کب — ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسوں تخلص سید احسان حسین خان نبیرہ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح — ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۲۱۹ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

بشام و سحر خیال قد یار ہو گیا — پھر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا — کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا — یہان گل چراغ زیست سر شام ہو گیا
اوسوقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ — افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا
مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی — منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار بات
اتنے خط بھیجے ہین لکھ لکھکر کہ ہین یکدست شل — نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان
افضل مین کیونکہ زانو نہ پیٹون کہ یاد ہے — باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ
مجھانکتے ہین وہ در و زن در سے — نقش دیوار ہم ہین شش در سے
دل سے شکوہ زبان تک آکر — بنگیا شکر آپ کے ڈر سے +
ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے — مے ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے آنکھو سے
کل سے بیکل ہون بھلا خاک مجھے کل آئے — کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدیں — کوئی یہاں آنے نہ پائے مگر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے — بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

یہاں نہ آنا ہی غرض ہے عذر ورد شب — مشتاق من اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیئے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد اللہ دولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالہ دار باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجۂ آتش اونسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانو کو آتا ہے — فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
یہ یہانکی فکر مین ہے وہ وہان کے خیال مین — دیکھو جسے وہ مست ہے اپنی ہی حال ہین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے — غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے — انصاف ہو تو قصۂ قارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی — خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین اے پری — شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے ✦ — بندہ ہون رسم سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اکبل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انسے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیارت افضل — سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون — ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی ✦
جی جاے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جاے کلیجا — کیا تجھکو خبر اے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میرا تو جی گیا | مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفےٰ خان شیفتہ
شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا | ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی | کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوتی ہے یہان جو تیز | مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا | مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرلا تہ اکبر کو چھپا یا گھر مین | بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا ادھر مین
وہان رسم اختلاط سے انکار و غدر تھا | یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا بھجو دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو تک اوسے تو بگڑ کر کہا کہ واہ | تم کون ہو کہ ہاتھ لگانے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سچ کہ نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر | دیکھہ اوسکو ابر بھی یہان پانی بھر لاتا ہے

اکرام تخلص شیخ اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی | کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز بر لبوہ لب جان بخش آ گئے | مُردون کو زندہ کر کے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے | مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسداللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا | غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے | جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت
لایا تو اوسے جذبہ محبت کا یہین تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کرون سیر جہان کی تو بجا ہے
دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو
مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص فور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقہ چشم مین کیون آج ہے دم پار کاب
ہے کہان کا ہمین درپیش سفر دیکھین تو

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی
باتین بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

آگہ تخلص نیڈرت جوالا ناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا
دیکھتے کیا ہو تماشا کیا ہے

تیرا دیدار میسر ہو مجھے
اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص مسگل سین کایتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آنے مین سو سو بار
کیونکر گھر جائے لگے شام و سحر دو چار کے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سلمن جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا
جس جگہہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان مین

چوسے ہین مین نے کب لب شکر فشان یار
آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری زبان

چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا ے خون
گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان نمازی پوری شاگرد ضیا

گالیان سنتا ہون مین تیرے ہی منہ سے ورنہ
مجھکو اک بات تو کہنا یہ دہن کس کا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر	الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہنسے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے سیان تک ہمین ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہو ن	بُرے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد عزلت سورتی

جا ہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجۂ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہی اشک تو جوش اوپر	مژگان نہین رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امامی تخلص خواجۂ امامی مرثیہ گو ولد خواجۂ آتمی دہلوی سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہو کر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہی جی کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا
کف افسوس ملتے ہو	کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ بعون کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے سنہ ۱۱۷۱ بارہ سو چھیتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان دستیاب نہ ہوا

نادان کی محبت مین ہے سو طرح کا ضرر کا	دل دون کسی نادان کو مین ایسا نہین فرد
وہ دم حسینون کا بھرتا ہے ہو جکی مرمی ریت	جو خود مرتا کسیکو جلائے گا پھر کیا

مرزا علی

مرکی بھی بار خاطر ناز کبدن رہا | تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
نے کرم نے صبر نے دین نے مروت نے وفا | اے امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر
محشر کا کیا وعدہ یہان فضل نہ دکھلائی | اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
باغ مین جاتی ہوا دس گل کی سواری اندنون | دم چرائے پھرتی ہے باد بہاری اندنون
جی چاہتا ہے منعت صانع پہ ہون نثار | بت کو بٹھاکے سامنے یاد خدا کرون
آئینہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ خسار صاف | بنگیا حیرت سے مین تصویر پشت آئینہ
بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمھاری | یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری
رفتار کی چلن سے غضب بول لیجیے | چھوٹے سے سن مین بار بڑے تم ہو جایئے
گردون کے دور مین اونھین کل نہین نصیب | جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے
خلاق نکالے بیکھ مجھنا مہر دیتھا اک گالے | کہا سینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت لڑکے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاو برنامہ بر تو بھیجو | مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی حیدرآباد مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے | ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دست جنون کہ ابد | دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک کے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین | جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہون مین جن قطرہ اشک | اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ اجمیر علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد | کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بیکسی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے | آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیجان مشفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کو بھیجے تھے

فراق مین لطف اوٹھا چکے ہین سو کسی ہم رو کو ہم نہ ہون
اثر یہ نالے دکھا چلے ہین کہ دل تو نکلے ملال ہین
سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو
پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو
پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل
مجھکو پوسے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امراو علی نام و تخلص امراو علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہر چند حرف آشنا نہ تھا مگر ذہن اور ذکی تھا سترہ برس کی عمر مین انتقال کیا

دو پھول گر کسی نے چڑھائے اوڑا دیئے
بادِ صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

دل وہ کیا تھا کہ پہنچے مین نہ آہای لیک
ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

نشد رنہ ای امید ہو ہرگز فراق مین
آخر دو چار ہو تینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضاے ہمدانی امراے محمد شاہی مین تھے ہندی موسیقی مین انکو کمال تھا ۱۱۷۵ گیارہ سو انسٹھ ہجری مین دہلی مین وفات پائی اشعار فارسی انکے اچھے ہوتے ہین

یار بن گھر مین عجب صحبت ہے
در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان ہوگلوی

معلوم نہین شیخ کا ایمان کہان ہے
زاہد کی تو تسبیح مین زنار نہان ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف کیے دیتی ہے جوانی کی امنگ
سر پر اوڑھنے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا
لگتے آنکھون ہی آنکھون مین چرا کے دلکو
دیکھیے دیدۂ دانستہ مین اندھا ٹھہرا
بوسہ طلب کیا تو وہ جبین پر جبین ہوا
دل کی ہوس بر آئی بت شرمگین سے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الممالک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گوری دہلی مین اپنے مکان مین مجلس مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آرزو و جمع یہ سب چیز ہے
بلبی ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

کل جو ہم نے تنہجہ کے ساتھ سیر دیر کی
لڑکھڑایا تھا پہ لیکن خدائے غیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کہا تی ہین قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر بلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا
لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا ہاتھ ہے

کب تلک روگے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر
ہار مرنا سہل ہے اور زہر کھانا ہات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر
کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھائے ہوئے ہین
کیا ہمسری عارض گلفام کریگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندر پور مقیم اٹیھی۔

جو اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر
کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید
سامنے تیرے آگیا ہوگا

اوس تبسم کا انداز سے لگ کر کوئی چٹکی ہے آنکھ
کیون نہو سوے تفائنہ وقت رقم پھیر گیا

ای سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

بس مین آیا جو تمھاری اوسی چاہو سو کرو
کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر مرحوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس بتنہ گلو پہ ہی پھرا دیکھیو قاتل | بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سخت کاوش مین ہون پر ننگ تسکین | ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے | ہر صدا ہی یا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خور رشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا | مہ چاردہ مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ورد سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے | ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو | اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جو ہر نمایان تیغ تیز یار پر | کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین تجھ خواب و بے آرام ہے | رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک ہمار پر
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھکو | ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا | کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم | نکھڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے | میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص سید محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ | رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ سپر طاؤس
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ | ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی | سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس فی نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۲۵۹ بارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھہ اپنے سر کے تہا انجام پاس سلطنت	شکوہ ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نعش میری دیکھہ کے مقتل مین یون کہنے لگے	کچھہ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم	نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے آگے کیا ہووے	دل ملی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا	سو سو خیال نکلتی ہون جسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل	ایک ہاتھہ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم	غیر کچھہ چپکے ہی چپکے ہین پڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ سلیمان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل پژمردہ قفس پر	اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بارا تھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے	کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو	کہین بر پا نہ کرین فتنہ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا	پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندہ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھین	اب کبھی بزم مین روئین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبر آبادی امرائے محمد شاہی مین تھے ۱۲۵۵ بارہ سو اٹھاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبر آباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و دھر و مہ سب تجھ مین ہی انسان | نظر کر دیکھ تو مستِ خال مین کیا کیا جھکتا ہے

انسب تخلص میر ابو طالب خلد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرطِ داغ سے انسب کا سینہ گلخنۂ باغ | بر نگِ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ مثلِ مرکزِ عالم نظر کمر | ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

انسخ تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سپہر الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین

باغ مین عکسِ رخِ دلدار سے یہ گل کھلا | بنگئی تپون پہ جم کر دھوپ سونے کا ورق
ہے یہ تصویرِ بتِ بے پیر آنکھہ مین | پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھہ مین
آئینہ روحِ جمال یہ انسخ کو ہے ترا | پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھہ مین

انسخ تخلص مولوی عصمت اللہ دلہ چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبۂ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۳ھ بارہ سو ترپن ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اوائل ابتدی سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر مجبور تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا | خورشید یہ ہووے گمان شمع سحر کا
ایک ہی صیاد زیرک نواہ سکار ہے | سجدہ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جاے رعب کوچۂ قاتل ہے عاشقو | تھرا رہا ہے پانو قرار و ثبات کا
پاؤن تلک پہنچی لٹک کر سر سے دامن اوٹھ | عرش تک پہونچا دھوان یہان آہ آتش بار کا
ہو مجھہ حال تو آغاز عشق کا انسخ | یہ مبتدا وہ ہی جسکی نہین خبر پیدا
رکھے نہ کام زینتِ دنیا سے صاف دل | محتاج سرمہ ہووے نہ دیدہ حباب کا
کس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج | دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور پر عرق | دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھہ ٹکرہ گئے ہم فصل گل مین اے جنون | پاؤن جب زندان مین پابند سلاسل ہوگیا

ہو گیا جو مجھے دریا نوش کو ذوق شراب
آسمان شیشہ بنا اور مہر ساغر ہو گیا

ہین جو اے طفل مجھی لاشہ عاشق پر پڑے
تیرا کوچہ آج و خمہ کے برابر ہو گیا

کام لے آہو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا

نمایان سلسلہ خط کب ہے گرد عارض جانان
اثر افسونگر و پھیلا ہے زہر مار گیسو کا

دیکھ پائے گر ستارہ وے منور آفتاب
زرد ہو جائے شہر نیلگون پر آفتاب

ہے تماشا ان روزون کس نو تجسم کی دے
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب

آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
کس دن نہین ہے سرو لب جو یا نہیں

فیض بہار عام ہے اے دل تعجب نہین
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جائین خار پشت

کیا خطا صیاد کی ہے دام کا ہے کیا قصور
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس

سر بلند دنکو کیا ہے کسنے عالم مین آہ
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس

روے روشن سا نہو گا بزم عالم مین چراغ
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع

ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل ہون مین
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر تا کمر

ہوے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین

وہ دست رو ضعف نے ہے سے بڑھا یا کہ
نقش قدم کی طرح سے اوٹھتے قدم نہین

تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین

گھر پار کہا اب مجمع عشاق ہوا ہے
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین

بری ہین منت اغیار سے اہل عرض امید
نہ ہووے حاجت روے من جانب ماہ روشن کو

نہ پہونچے فائدہ سنگین دلونسے خلق کو ہرگز
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو

روی صافی کی بھلائی کا بیان کیا کیجیے
آئینہ روبرو ہے مرا حال دل زار آئینہ

چاند تو ابر بیان انگاری ہین پاپوش کبک
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ

ہے دل صافی کو ہر دم روے صافی کا خیال
آینہ کے روبرو رکھا ہے اے بیمار آئینہ

بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے
مانند شمع جسم مرا پیرہن مین ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے
جوشِ جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی

مخاطب جس سے ہو قاتل شہید اجل وہ ہو
زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر الکلا مولد مرشدآباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روزون میان معحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوکے جو لکھی تھی میان متطرنے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما برب کریم یہان تری ہین ہر ادا مین بلا
کہ اگر است بگیم تو ابھی کہے تو کہین بلا

وہ جو محو دشت نظارہ مین بھی آہ بھر کے کہین مڑ دیا
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

بہ محمد عربی تو وہی دو سہ جام بادہ نور وہ
کہ نہو جسے سکر مین سا قیا مجھے کچھ جہان کا کر بھلا

بروان ساقی کوثر اسرخم کو پیر مغان بلا
سبھی اہل وجد کو مے پلا کے تو کشتہ وشاب کو جی دیا

یہ جو کہتے کعبے مین ہی فقط سو غلط ہی محض ہے ٹکٹ
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون نظر آئے مجھکو وہ جا بجا

تجھے انشا اور کہ کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی طرح نہین
جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال دہر مین ہے خلا

وہان جھوٹ جھوٹ تم نے بنا وٹ سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسا روئے کہ یہان سچ مچ غش کیا

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تس پر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

جھڑک کے کہنے لگے لگ چلے بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اوسے کلام مین نے کیا

ہر چند کہ تیور تو لڑ جاتے ہین آپس مین
پر اپنا مین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا

کیون جی کیون آپ کی خاطر مین بھلا کیا آیا
کہ خفا ہو گئے کل ذکر جو میرا آیا

اوسکی بن پوچھے جو مونٹون کی مسی یاد آئی
سامنے آنکھون کے اکبارگی اندھیرا آیا

اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون
جیسا ہی پڑتا ہے وہان جو مین وہ گذرا ہوا

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بہر اتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کو وقت
تاڑ کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کیوقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا مزاج آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اور ڈھب سے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو مرے سینے سے درد ازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی خوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے گلا بیٹھے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے گھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا میں نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیون سا فسانہ لال ہوا تا یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جامی سنگ فرش

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور رنگ
مین نے لین کر دیئے مہتاب تک کے ہوا چونا سفید

کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہون
جب کھکھلا کے ہنس دو دو ہین صفائیان ہون

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھاری چتون کے آگے آگے یہ کرتی ہین اہتمام تھے

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عدو آ اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آب کا میلا کچیلا پن ہے کچھ بیداد سے

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے لگھڑ پہ مجھے حور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہر زہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بنا ہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزار دن سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی دن سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہے
سن کے بولے اب ہوا کیا بات تیری یاد ہے

دو بوسون مین راضی ہوا مین تو وہ بولے
تیری تو کسیطرح سے نیت نہین بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میری پاس سے
تس پہ یہ مجھسے پوچھا بیٹھے ہو کیون اداس ہے

یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شوربے سے
بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار مین ہے

عجب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ مین ہے
کہان ملاپ مین وہ بات جو لگاڑ مین ہے

کہان گئی آنکھون مین کل جلوہ نمائی تیری
مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صبا ہو گھٹا ہو اور خلوت ہے
اگر ایسے مین آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

رنجیتی

بن بیٹھے ہین دولہ دولہن اسوقت بیچ ہم تم
تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

اپنا جو جتانا ہو ہمین زور زنگو لچا
صدقے ہاوے سے کر ڈالیے در گور یہ نگوڑا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لادیجیو لیا

سمجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پری اور کم بخت
تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے او کم بخت

پھول کی ایک کلی چونچ مین اپنی لیکر
دم یہ بلبل نے پھلائے کہ الٰہی تو یہ

گٹھ گئی مجھسے دوکانا کی ہین جو چھٹکی
تو بس ان جا دبھرے لوگون سی مجھسے کھٹکی

رات بھر اتنا ترستا ہی رہا جی ! جی
اب تو نوبت بھی اٹھوا جی باجی باجی

ایلو اس کوٹھری مین میرے ڈرانیکے لیے
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہین جا جی باجی

کیا کہین بات ہم اوس مردے کی مستی کی
آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبر آبادی واسوخت مطبل ایہ بلوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر و کلا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رہی

کیا ہی نادم ہوئے ہین اے انصاف
بے وفاؤن سے ہم وفا کر کے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین
ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شرط ہمسری کی
تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر آب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنؤ

لکھونگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا
کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال
دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آے دل
اور آے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھاے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اوجھا
اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی خان بے

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر
خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب
شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولے محمد خان باشندۂ دہلی جد و آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا
مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان
رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون
حیرت نظارہ سے جون غنچہ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا پہ خیال وفا بھی ہے
وہ بے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون منت اپنی جان تمھارے لیے کرون
نقصان کے سوا ہمین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا پوچھتے ہو قیمت دل کا معاملہ ۔ تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراو مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین مشہور استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجائینگے جو درد اوٹھایا نہ جائے گا ۔ الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا
نالہ نہ آئی ضعف سے گو تابلب نہ آئی ۔ کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا
ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا یہان ۔ خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا
پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا ۔ داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا
وہ آنکھین نہین ہمارے کیا ہوگیا ۔ وہ کافر تو اب کچھ نیا ہوگیا
مراجب ہے ضد کا کہ تو مجھسے مل ۔ فلک یار اغیار کا ہوگیا
تمھین یہان تک آنا قیامت ہے ۔ ہمین جی سے جانے مین کیا ہوگیا
مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال ۔ جرم سے میرے ہوئی تو پشت آئینہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارہ دلبر جو ہین لکھکا دل مین ۔ روح کی طرح اوسے مینے چھپایا دل مین
نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین ۔ رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن متخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنو مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑہنے مین کمال رکھتے ہین سوائے مرثیہ کے اور کسی صنف سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے ۔ پر اک تو ہی نہین افسوس ہے ہے
کس سے اے شوخ ہوئی رات کو اٹھا پٹخی ۔ نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ۔ آج کی شب تو نکل جائے مرے قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون بشاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعر گوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ | چہرہ جو غضناک ہوا اور بھی چمکا +
کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج | رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشاں نہین
آہ یہ کسکی یادگاری ہے | آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جا کے کرگی کہین کیا | بادِ خزان سے سب گلِ گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادۂ لکھنؤ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا | میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا
ہوگئے پیر انتظار سے مین | تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا
دل و دیدہ لے جو یار تھے سو وہ رنج و غم مین پھنسے | ہمین جسسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان غشا گرد شرف

زندگی ہوگئی فرقت مین قضا کرنے سے | ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا
بندہ ہے تیرا لکھ چڑھے آسمان پہ چاند | ٹلتا ہے یہ کلنگ کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبدالکریم برادر کوچک شیخ عبدالصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ

باشندۂ میرٹھ

قتل پر ہین نہ وصل پر راضی | رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا
فلکِ دون سے کیا مدد چاہین | اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل | کیونکر نہ ہو فلک پہ تمہارا بھلا دماغ
دو چار چیز ہین جو ہمین معشوق مین ضرور | انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان

نرگس ہے چشم سرو ہے قد غنچہ ہے دہن | رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبہ پہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا | دل کو مرے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندہ وھنا مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

بھاتا ہے جوش عشق شیرین وشان مین دونا | ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار محبت اوج ہین اوس چشم مرگون کے | ہمین اس جرم پر آنکھین نکالے جبکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا | ہوتے نہین ہین مست شراب کس کے پاؤن

اولی تخلص نام میرا ولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اولے | ادا کس طرح مجھکو اوس پری رخسار کی بھولے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا | چراغ حسن کو پانی سے استعمال کیا

ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر | ادھر تو ہاتھ مین تسبیح ادھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندہ بریلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

لکھتی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ | ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

آہ تخلص میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس قدر رویا ہون خون مین ڈوبی چشم مست مین | ہین حنائی پنجۂ مژگان ترکی اوگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندہ دہلی شاگرد مومن خان مومن معما مین اچھا دخل رکھتے تھے

تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے | اگر ہووے تو وابند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے

اوٹھ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی دہان
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لے گئے

شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا

دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا

یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات

یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجاے
کیا یاد وہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو

لگے ہمسے نظر اپنی چرانے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح

دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شبیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعرائے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو بنگ پر طاؤس
ہو کیون نہ مجل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
بیان شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق انصاف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد مخزون ہو

مے گلگون کا جب دم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکھون سے

قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے

ہے بنا گوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھون کی رہ تیری انتظار مین روح | رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار مین روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جور بتان سے سینے مین کیا کیا خراش ہے | دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھیو | خانہ خراب یہان پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ

غیر کے کہنے سے گو اونسے چرائین آنکھین | ہوگئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر | یار نے چین بہ جبین ہوکے دکھائین آنکھین

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہاے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن | مجھ سے ناکام کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

جھکائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا | اگر ذرا ہمین دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح | تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرتے ہو آنیکا پر آتے نہین | قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ بازکا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری اے جان | حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر | میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ و سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور رقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومۂ ذیل سن کر دیے لیے بھیجے تھے

خاک پر دانون کی تھی بس ولیکن مین کچھ نہ تھا
صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا

نمیش غم نے اسقدر رگ رگ مین میری کی خلش
مغز بنکر دردہرا کی استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کہ دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اونکو نازنین کو بار کاکل کا

بعرش علی تک گزر ہے نالہ شبگیر کا
دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جھجھ سائی کے بہا تک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ درجانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے پہ اونسے وصل مین کیا مجتبی رہین
گذری تمام رات سوال وجواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن

اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب آشنا دہن

آگے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تھی
اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
واکر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ حال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چھپائین کاسے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص ونام شاہ ببر علی مرید وتلمیذ شاہ محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرلے اب بلبل
پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض وقوافی مین

اچھا دخل رکھتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا تو سوا اسکے کہ ہمین ملاقات ہوئی تھی شعر انکے بہت اچھے کہتے ہین

تو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
برا بھلا نہین ہوجائے فیصلہ دل کا
خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے
کہ دل لگی ہے ہماری یہ مشغلہ دل کا

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر

پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح

آنکھ کھلتے ہی سیر ہوا دیدار قفس
ہوے مژگان مری قسمت سو ہوی تار قفس

ہم اسیرون کی اگر تیر نظر کاری ہین
ہوگی دیوار چمن صورت دیوار قفس

کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوتے
مرگئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس

پر خدا دے تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات
کب ہوا بلبل تصویر گرفتار قفس

یہان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے غم
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس

روبصحت ہوے زندان سے جو مر کر نکلے
گور مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

ایسے عمامے سے تو انگوچھا ہی خوب ہے
زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاون

مجھسے ہنستے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے
خوش مین ظاہر مین دلی آگ بگولا دل مین

آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سا دل ہے
بیچتے ہین کوزۂ قند مکرر چھا تا ن

ایک دن مجھکو پہنسائینگی مقرر پلکین
آنکھین صیاد ہین بٹتی ہین سنگمر پلکین

تو وہ بے دید ہے جسوقت پھری تیری نظر
تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین

جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
کچھ بھیڑ چھٹے تو ور آستا ہو +

ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو
جسکو چاہو اوسکو بھر دو

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
گہن مین چاند ہے تاری شریک حال نہین

ہوے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
کسی سے لاش بھی اوٹھے یہ احتمال نہین

جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے
ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم
وہان دماغ سے اوٹھتا ہی سر کے بال نہین

جو منچلے ہین سپاہی کسی سے دبتے ہین
جہان مین سبزۂ شمشیر ہا بال نہین

ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ
سحر ہی شام جوانی سپید بال نہین

ہر ایک لاف زنی کرے اپنی گھر مین بیٹھکر
نکل کے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین

محفل مین بیٹھکر بہ اشارے بھلی نہین
فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

سنجشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جس سے مین اونکو بلا لاوہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آئینگے نہ آئینگے

بدر ر تخلص مرزا ابالبقی ابن شاہزادۂ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا سپاہی ثابت

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کہا لیا
غم کہا گیا یونہین جو یہ مخوار آپ کا

اپنے ہی پرسش مین ہوگا ختم کوہ ہنگامہ سب
گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا

اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنایا
اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا

گھٹا نہ خاک ہوے پر بھی کچھ وقار اپنا
ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ بھی
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر ر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس سوختری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر
ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلایان

بدر ر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مزہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہان
ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلۂ اشک کے ساتھ
دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر ر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان بلیس

قسمت نصیب ہو اجبکہ فضل گل آئی
نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بھوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھا اوسنے شکستہ حال مجھے

برشتہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ	اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ	کوئی زلف یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے انڈی ہے گھٹا ایسی ہوا مین	افسوس کہ ساقی وے وجام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صالح شاگرد ناسخ و احد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ۱۲۵۶ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد فرکان آشیانے بحر فرقت ہے مجھے	مغتنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا پیچ سے بالون کے نکلنا ہو محال	پیر بھی آئین اگر اے مہ تابان سر پر
کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین	بدلے جبین کے ہو خطِ تقدیر پاؤن مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
مسکنو آہ رحمت ہون غنیمت سمجھو	سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت	آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان	آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے
یکسان ہین بادشاہ و گدا جوش عشق مین	پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے	روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو رونا ہون تو کہتے ہین مجھے منہ نہ لگاؤ	جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے
اودی کرتی لال کیون اور اوسپہ نہری گوٹا لگی	ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندر آباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اڑے ہین جیب و گریباں کے ہمراز ۔ ہاتھو سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس پاے نگارین کی نہار ۔ جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا
صورتِ گل چاک اپنا جگر ہو برق بیاں ۔ چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہوگیا
رشک عدد و حسرت وصل آرزو مرگ ۔ صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی ۔ ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیسا ۔ سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یہ یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے ۔ زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردۂ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندۂ کوتانہ بیشتر فارسی گوئے تھے

چلا پہانک تیغ غم سے دل غمناک سینے مین ۔ اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندۂ خیر آباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو ۔ نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی ۔ مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے ۔ ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑ رہے تو کہتا ہون ۔ ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خط کی نمود چہرے پہ معلوم ہو گئی ۔ قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو رکا رکا سا جو پایا تو یہ کہا ۔ پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرۂ محمد صمصام الدولہ بہادر

جب آہ کھینچی پلے مرے بس پہونچ گئی ۔ کوتہ کمند نکلی یہ عرش بریں سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جنار گڈہ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت برستی ہے نہ تنہا چشم سے ۔ ہے تماشا استخوانون مین مرے گلزار کا

ہر دم تجھے نیاز ادا سے نازہی رہا ۔ انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
باد آگہی مشت خاک اپنی اوڑ گئی جو کہین غبار دیکھا تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مغفور دہلی

مرے بالین پہ وقت نزع کا تو ایک دم آسکا رہے گا حشر تک سینے مین مرنے کا ارمان
مین کیا کہ خبر اوسکو اپنی ہی نہین ہمدم کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا
وحشت ہی پرستی ہے آوارہ ہے پھرتے ہو دل آپ کا ای بسمل سچ کہیے کہان آیا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا
شیخ مے کو برا بتاتے ہو اسکا تم کو مزا چکھائینگے ہم
ناصحا توبہ لے وخدا کا نام دل لگانے سے باز آئینگے ہم
ہر ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس لیے اپنا تو اب وہ دل ہے نہین وہ جگر نہین
قاصد پھرا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین
کھلے گا جس گھڑی حق ہم پہ اور ہم سر کو جھکائینگے نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ مہو دہلوی شاگرد مرزا فاخر بخش حسرت

نہ آوے گا یہان تک اور نہ مطلب دل کے ہوئینگے نہ ہوگا قیامت تک کبھی دامن تہی اسکا
دل تو نے ہم سے اوبت کافر اوٹھا لیا اس نازکی مین بوجھ یہ کیونکر اوٹھا لیا
تم سے دل کی ناز برداری نہ ہوگی دل نہ لو جان من یہ دل بڑی نازوں کا ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا باد مین پنجہ مین مژہ کے کب اشک ہے تسبیح عقیق جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا آلہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد مہدی طاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف و معنبرین اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل

عشوہ کرشمہ شوخی وغمزہ ادا و ناز
قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل برائے دل

گرم جوشی غیر سے کرتا ہے وہ بیوفا
سرد ہو جاتے ہین غیرت سے ہمارے ہاتھ پاؤن

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندہ کاکوری کلکتہ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اور یہین انتقال کیا

ہاے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا
آپ، تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا

دربا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ
فانوس مین گرد ہو گئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بختی ٹیکا رام شاگرد ناسخ وطن اگلا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ مین
کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین

گوری گوری اور گلابیان یہ شب کو آتی ہین نظر
شمعین ہین کافور کی کوپاکہ روشن ہاتھ مین

آرسی سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے ہے کیون اے شوخ پرفن ہاتھ مین

انگلیان کر نیچے دبائین اور گلیان اغیار کے
مین جو چٹکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا
وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین

بھلائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین
ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین

کرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے
کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹنا ہے مشکل سے

محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو
جدائی آپ کی دیکھی نہین جانیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بنارسی

نہین میرے در پے ایذا ہے آسمان تنہا
ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ کڑہ مانک پور

کہہ رہی ہے موت ہر دم ہر زبان بالا سر
غافلو آتا ہے وقت ناگہان بالاے سر

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ مین وفات پائی

دلِ بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین — دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین
یارب نہ کھلی زلفِ گرہ گیر کسی کی — وابستہ ہے دہان خاطرِ دلگیر کسی کی
شاید دلِ بیتاب کو تسکین ہو اپنے — کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبر آبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبر آباد مولد و مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا — پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ سینے کا تار لگا
سرسری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا — راہ بس ناپنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا
آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین — اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین
اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے — مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون
مجھسے کب تک اس دلِ صد چاک کا پیوند ہو — اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو
شب گذرتی ہے اے سحر کے نالو — پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو
گر قتل کیا بقا کو خوبو — اس بات کو منہ سے مت نکالو
پنہان ہے بھلا ہے خون عاشق — بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو
تو نے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو — کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو
گر دو گے بقا کو تم آنزع کے دم بوسہ — تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دو گے
کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے کم ہے — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت شکم ہے
ترے جو خال سیہ لب پہ آشکار ہوئے — کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے
یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے
آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی — طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے
شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان — مت کھڑا ہو تو عصا رکھ کے زنخدان کے تلے
یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشہ دل چور اوسکی گفتگو سے | یارب یہ ہند ناصح بیسنگ محتسب ہے
عشق مین بو ہے کبریائی کی | عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے آہ | تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص مصدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر علم حساب مین اچھا دخل رکھتے تھے

بیوفا پیمان گسل دیر آشنا دزدو رنج | جو تجھے ہمنے کہا اے یار زیبا ہو گیا
کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف | شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا
روز رہے اوسکو میرے قتل کی فکر | غیر سے رہیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبر آبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا | کیا محبت ہے درد کو دل سے
اے بہادر نہ چھوڑیو میدان | نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی | ہماری جامہ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین .

کب تلک دل کو کری عاشق دلگیر کڑا | گر دن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم معاصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تار کہتے ہین | کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین
اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر | سلیمانی کے خط کو دیکھہ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلائی

زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ | پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین
مژگان جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوتر ین | ڈبڈبا کر جو ہین اشکون سے بھرائین آنکھین
یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو | ہین جو بچھڑا ہون تو آواز در آتی ہے
ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا | ایک وہ ہین جنھین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

وہ میرے گھر آئین تو لہون حال دل بیان | تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر آئی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی | ہے مشک بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

بھید تخلص نوازش علی خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

لبکہ ہے انیس غم تیرے مرے سینے مین | ناوک نگہ تراول سے بھی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت فرسا مظہر جانجانان
ومرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے
اور دیوان خوب کی کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس مین مین رہائی کے لیے کیا کیا نہین کرتا | تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
کہتا نہین مین عرش پہ اے نالہ جا پہونچ | کانون تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہونچ
باتون مین آہ کہنے لگا یا اوسے بیان | رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف
کافر ہون گر زیادہ کہون اس سے آرزو ہو | اک بے خلل مکان ہو بس مین ہو اور تو ہو
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون بھیسے جنسین | شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی
رخصت ہے چشم و دل جہان چاہے جا رہی | اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہان رہے
بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو | تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے
مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | جسطرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی + ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
ظاہر مین وصل کا نہین اسباب کچھ بیان | نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے | نہین ملتا نشان ترے گھر کا
مر کر بھی ہون ستم کش آزار بے سبب | اوس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہین

بیباک تخلص میان بشیر احمد رام پوری کلکتہ مین بھی آئے تھے سرمندے پیرزادے تھے

وحشت مین اگر پاؤن کا پھیلانا ہے منظور | بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے پہلے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن اٹکھاعرب مولد قصبہ کول امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے دہلی مین بھی رہے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا | گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے | روز کے انتظار نے مارا
دادخواہون سے گھر گئے رستے | اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے وائے | ہو خانہ خراب اس اجل کا +

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل رخون کی گلی مین اے بیتاب | خاک پا ہے گلال کے مانند

بیتاب تخلص خدا وردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا | فائدہ کیا ہے ابھی ہمسے قسم کھانے کا
مجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر | قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبدالرسول خان شاگرد امراو مرزا انور

مراد سکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا | تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ بت تو ہمسے منایا نہ جائے گا | یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق | کچھ درد دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رائے شاگرد محمد بقا

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا اے ہمنشین یارب | کہ خوبان بوالہوس ہین دشمن ہم اذکو اسطرح جانین
ادھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا | عجب دن تھے کہ جین وزو ہمین رکھتی تھین اختراعین

بیتاب تخلص کشن نرائن کھتری باشندہ بارس

تیلیان آنکھونکی کب خالف ہین بحر اشک سے | مردم آبی کو کچھ خطرہ نہین سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری مین ماموریت تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن | دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبدالعلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھاگیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو | بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم | یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران مجھکو
آخر فریب کھاکے کیا اوسنے مجھکو قتل | مینے کہا تھا تم سے ادھا مینگے مرنے مجھکو

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفے خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین | بڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قد مرا آفت ہوگا | قد م آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا
جی کیون نہ جلے جب کہ جلادے جگر آتش | سب بستی کو بڑ رہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روی تابا | گمان ہوتا ہے تو آرے یہ اب سرو چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دل کی | مرے گنج لحد پر حکم ہے گنج شہیدان کا
شاہد معرکۂ عشق ہین محمود و ایاز | غالب اس جنگ مین سلطان پہ غلام آتا ہے
کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا | ہان فقط کان سے سننے مین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم کندورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے غرنیردون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے مُنہ سے نہ نکلی کبھی یہ اُف قاتل | لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیوک سنگھ رسال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر | جب کہین آہ ہماری مین اثر ہوئے گا

بیجان تخلص غریب خان افغان باشندۂ رام پور

ایسے ناوان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے | ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آپ بدل

بیجان تخلص شیخ آلہی بخش باشندۂ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری کرتے ہین
راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے | یعنے وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مرعا تم کو بیان نہ آنا تھا | رو ٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندۂ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

می نگاہون کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد | بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہگیا بیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا | دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس | ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار بہری برادن مقیم لکھنؤ شاگرد
خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین پھوٹین جو دوبارا بھی تمھین دیکھا ہو | ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
نہ تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو | تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
اون نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو | دیکھین کب توڑ نیگی پر نہ یہ بیمار آنکھین
ایک بوسہ پہ ہوئین مثل ثمرہ برگشتہ | آدمیت نہین رکھتین وہ پرنزاد آنکھین
آگیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا | بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اے درد عشق | بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مری

کیا مین نے شکوہ تو برہم نہ ہو — تمھین کے بگاڑی ہے عادت مری
چشم حیاتی پر ہوا اگر فدا — بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی غزنیدون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایہ دیوار سے مجھے — حلقہ بنا ہے روزن دیوار باون مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ میلاپور ضلع سلہٹ شاگرد مرزا احسان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا — تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کہانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے — نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر لیا

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پا — لو آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق دھریہ حضرت مولانا فخرالدین شوکر گوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبر آباد مین جاکر راجہ ملک بقا ہوگئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے مین شمار الفت خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہوگئے ولیکن — جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار — گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھر انہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا — کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون — رہگیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے — ہم سے ہونا آشنا غیرون سے ہونا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک — ہرچند غبار ہو گئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہون — دل زاہد کباب کرتا ہون
جانین مشتاقون کی لب پر آئین — بل بے ظالم تیری بے پروائیان

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین ۔۔۔ ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوئے ۔۔۔ کس سے اونھین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی ۔۔۔ کون سینے سے لے گیا دل کو

دیکھ اوس گیسوئے مشکین کی ادائین شانہ ۔۔۔ دونون ہاتھون سے یہ لیتا ہے بلائین شانہ

ہے زمانے سے خدا روز و شب شوخگان ۔۔۔ شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ

شکوۂ کم نگہی آنکھون سے اوسکی نہ کرو ۔۔۔ گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

اُسنہ دیکھ تو اس منہ سے مجھے اے طوطی ۔۔۔ دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ

اب تک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے ۔۔۔ اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم ۔۔۔ مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبدالرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کیلیے ۔۔۔ مین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا

عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی ۔۔۔ کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرۂ خواجہ رحمت اللہ خان بالق تخلص شاگرد عبدالرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کو ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا ۔۔۔ ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

آہ اوسکو دم تاوک فغنی ۔۔۔ گاہ دل گاہ جگر یاد آیا

دل پر غم کے رہنے کے یہی دونون نشانی ہین ۔۔۔ کبھی چاک گریبان مین کبھی زلف پریشان مین

نگہ گل چشم کی زلف دوتا کے ۔۔۔ سہی اک دل جفا کس کس بلا کے

بتون سے ملتے ہو رانون کو بیدل ۔۔۔ تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبدالقادر وطن اصلی توران مولد بخارا کم سنی مین ہند وستان آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیانا تقفنا شعر سنجتہ بھی

کہتے ہیں سنہ ۱۲۱۱ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ گیا را | پردے سے یار بولا بیدل گمان ہے ہم مین

بیدل تخلص بستی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم ٹالی گنج مضافات کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت پر سر ہے | طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا ہی پیشہ مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن مجھکو | افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ

فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی | شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد ہرگوپال آفت بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخود ان عشق کو کیا حاجت ترک لباس | تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرہ زادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جس طرف پھر تا ہا روہ رشک آفتاب | جون گل خورشید دل اپنا مقابل رکھیا

رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑی ہی دو شب تاب | اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رکھیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ہاتھ نہین

طاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ | سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین عیوب | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشد آباد مین نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج و لوا دیا | اے آسمان بتا تو مجھے تو نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نعش بیمار پہ قاتل بھی گزارو تا تھا | لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رام پور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا | خلق تمنہ دیکھتی ہے قاتل کا
بسانس آہستہ بھیجو بیمار | ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سر شکوہ کہان رکھتے ہین | بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار | کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرکر | کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین منبط کے قابل | لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جاے | وصل معشوق کی یا دلسے تمنا اوٹھ جاے

حرف بائے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار اے دل | مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن | مست ہون نرگس خمار ہی سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف مکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفے خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے درد دل رہتا ہے نت گھیرے میا صاحب | خبر لیتے نہین کیسے ہو تم میرے میا صاحب

پدیر تخلص خلف گداز علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہ ہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین سب پدیر | اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پیروانہ تخلص علی شاہ مراد آبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

عہد مین تھے

آج ثابت نرہی دل نہ کوئی جان درست | اوسکے مژگان نے کیے پھر پرد پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیر آبادی

قتل کرمان مت کسو کی قسم | تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکا جی خلف راجہ بنی بہادر بہادر تخلص شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۳۵ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو | ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو خوش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم | اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
سدا ہے جام مے شرمندہ خم مست سی تیرے | صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کی تاثیر | شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے | اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب | جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص جھمن بخشی گویا باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مرد وے ہین دغا باز بیوفا | اگلے تماش ہین خدا جانے کیا ہوے
ذکر ہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین | در گور مرد وے مرے روزے قضا ہوے

پریشان تخلص محمد خان باشندہ الہ آباد

مین اوس کان ملاحت کے لیے ہر لحظہ رو تا ہون | عجب کیا لخت دل آنکھون سے میری بہ نکل نکلے

پریشان تخلص عبد الرحیم آینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر | اتنی نہین پسند جانان اور چنین مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے | ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو | یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد انا پور کے پیرزادے ہین مولوی فاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا | تا نہ طرف غیر جائے تیرا دس صیاد کا
خوب اے شیخ ریاکار بنا ہے توبہ | دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین | اک خط وہمی فرض کیا لاکے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ | بلاشبہہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بیس اکیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پر آیا تھا دگر نہ | دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طبابت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم | دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین الدین مقیم دہلی مصنف عربی رسالہ فضیلت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو | اوسکو اورون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل | یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

اشک آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر | کل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مرجائے بھی کوئی تو تاسف نہ واسطے | یا لاش پر آئے آن کے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبر آبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد میں تھے

بات منصور کو فضولی ہے	ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگھ برہمن خوشنویس باشندۂ متھرا مقیم دہلی جوانی میں جوان تخلص کرتے تھے

رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف	اس سے کیا تجھ کو کہ ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو روئے کس پاس کہ اب	نام کو بھی نہ رہا آنکھ میں قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ میں آتا ہوں ترے کوچہ میں	مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دم

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی میں اچھا دخل رکھتے تھے

میں تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کی طفیل	کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادۂ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل اے تاب کس بے مہر کو دیکھو	کہ پروانہ ہوا دیکھو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن الکا کستھ مولد و منشا دہلی

خوبیوں ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی	تو کاہیکو نتی مرے اے فتنہ گر ایسی
تاب تک نکر ناصح نادان مجھے اتنا	پاجیل کے دکھا دے دھن ایسا کر ایسی

تابان تخلص میر عبدالحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسے رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شہ وسع جوانی میں انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اوڑا وے صبا خاک میری اگر تو ✣ تو کوچے مین اوس بیوفا کے لیجا
کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا جیہا ت دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہات
لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تا ن کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز
غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین
انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کہون
ملایا خاک مین گھر کوہ کن کا ہاے خسرو نے یہ کیا بات آگئی اوس خان دمان آباد دل مین
ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب اپنے جفا وظلم کا بھی کچھ شمار ہے
کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے آہ اس بات مین تو میری بھی سوائی ہے
تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز گوشت ناخن سے کہو کیون کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے ✣ توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین ✣
دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش ✣ وہ ستمگر کسی کا یار نہین ✣

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا
بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے ظالم ہین ملاترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنہیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے قریب اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وہ دستی ہون کہ جون نکہت گل اے تارک جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تمیش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب | گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہیں ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا | اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دے | روز کے جھگڑون سے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا

بے طرح پھنسگیا ہے مصیبت مین ہمدمو | آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین | کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبداللہ دکھنی شاگرد عبدالولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہی سو ملک کو خبر نہین | خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین | کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی | ملنے کے ون جو آئے تو اب رات کم ہوئی

جکڑے ہین در دندان مری روئی پنبہ ہی | اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے | اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین | زور ہین بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے مجھ رانے لگے

حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا | وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للے جی شاگرد منشی مینڈو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے | آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدرآبادی

دامن کا عکس کہکے پڑا ہے کہ آج تک | پھیلا رہا ہے سرو لب جو یار ہاتھ سے

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پہنایا ہے بلبل کو قید مین | چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین | امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون | یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص حکیم تجمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پر آیا نہ جائے گا | اوسسے تو خاک مین بھی ملایا نہ جائے گا
سوز درون یہی ہے تو اوس نازنین کو ہے | چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جائے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزر ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا | بیطور رہے نقشہ دل بے تاب توان کا
جب بت سے خدا راضی ہوں، تو بتخانہ مین کیا کام | تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر | ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے | کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار رہین | لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولانا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے | ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد نثار اللہ خان نزاق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھانے کی | آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا محمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد بحر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے اونکو ثانی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین اونکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

تسکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح | بھٹک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح | ہو کو عطر بناتی ہے جس نزار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا | رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
روان ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بھی اک دن | سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول پہ ترک ترک کے دم نکلتا ہے
بزنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار مین روح

کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو
نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر قیصر
متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم
فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہای
یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل الجھا نہین

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف وسجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ
باشندہ کاکوری ۱۲۷۶ بارہ سو چھیہتر ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اس طفل کی جوانمردی
لیا نہ در ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب عشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ
بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جائے
سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد سبر سوز وطن
انکا نیشاپور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نہ پا سکے دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوسکی گلی مین کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن
آواز منصل یہی آتی ہے ہائے دل

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنون جو بن پہ ہے

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست
آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

سخیر تخلص شاہ زادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر قیصر بن
مرزا آغا قدر نبیرہ خیر مرزا جہاندار شاہ شاگرد ہادی علی بیخود اکنا وطن دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہین
کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل

پوچھین نہ غیرون سے مرا ماتی الضمیر آپ
گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادر زادۂ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی
رسا نژاد الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
کہکے تسکین جو مجھے آپ پکارا نکرین

ہر دم کرے ہے یہ دل کا رسنان بغل مین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر
فرخ سیر کی اولادون مین تھے ۱۲۶۵ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا
اشعار انکے تمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

قسمت تو دیکھ جنتے کہے تسکے ہجر کے
اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بد نامی
سچ تو یہ ہے کہ بُرا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزا آتا ہے
یون ہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا مل جانا

یہان آنے سے کسواسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اُسکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

چپ لگی مجھ کو تو پھر چاہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ اے ظالم
کوئی دنیا مین تری نظرون سے گرا ہو دیکھا

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین

یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہوگے کر گزروگے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے انبوہ مین گزر مجھے

دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے
خاک مین دل کی کدورت نے دبا دا ب مجھے

نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا
تھا تخلص جو نہ اوارتو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ بیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن اگلا اٹا وہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرا فاخر یکتا سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سمان جو اس شعلۂ اشکبار کا
ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر
یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر

گو دل مین خفا ہے تو پر اسات کو نادان
کہہ بیٹھو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے
فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین
ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

مین نے ہاتھ اوسکی جو ابرو کو لگایا تو کہا
ہے سزا تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہم

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان الکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین
طلسم راز اپنا توڑتے ہین

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ
چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد
ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین جاکے تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہاے کب تک نہ مین گھبراؤنگا اے دست جنوں ابتو دامن بھی نہین ہے کہ سنبھل جاؤنگا
اک دور سری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
ایجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندہ رام پور شاگرد الٰہی بخش یار

کیجے اوسکے حق مین بھلے ہونگے وہ لب مگر یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بھکا
پہلے اے غنچہ گل منہ تو ذرا بنوا لے کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سادھو رام شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراھیم ذوق دارستہ مزاج درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجیو بد خبر سننے مین آتی ہے جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتے ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشین کوئی گلشن مین بنائے گل بخش ہین اگر ہمسے تو صبا عضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نازکی ہے ختم مرے گلعذار پر پہنی جو ہیچی ہو گئین بہاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندہ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ اور کرتی ہے بہت منجیر شبون یار مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندہ قصبہ بنکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حمد حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین رونے لگے — وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے
رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین — جب تک نہ تسلی کو دل آنے جگر آنے
تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رولاتی ہے — بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے
دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار — پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین — آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا
خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر — چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر
آبلون نے پاؤن کے پانی جو پیا اسقدر — تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ببن باشندہ دہلی تنگی زمانہ سے پیشہ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجود یکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھے

بات بھی کچھ کی تو اونسے ذکر دشمن کا کیا — وائے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا
فدا ناآشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے — اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا
گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی — کچھ اور تھا ارادہ سہیان جان ناتوان کا
صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا — بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا
مین بارہا تمھاری دوستی کی ان سے کہا ہون — مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو
مجھسے کیا پوچھتے ہو غل پس دیوار ہے کیا — تنے جھانکتا تھا سو یہ فتنہ و شر اوٹھا سکا ہے
رہا ہوے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کو گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے
یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چلے
بھر آتا ہے جی تصویر سن کر تری باتین — لگا یا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جانسے
کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے ملا دیا — جو کچھ کیا سو آپ کے دل کے غبار نے
آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے — کل تو لیسے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے
کون موسی تھا کہان طور سے عشق آیا — ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد بہ قامت اوس بتِ مغرور کا | ایک جھکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وے | کچھ وہ آتا نظر نہین آتا
سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون | ہارے کہ اب تو ہوا خوش دلِ مخزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کس دن میرے گھر آیا | سدا سنتے رہے یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیو نکر | تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہی یاد جسدم | کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین | موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا اولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین | کھینچ لاتی ہے اونھین یاس فاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا معجز و خواجۂ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان مین گیا ظاہر | فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مرا دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برابر ہے مرا دل ٹوٹا | ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مرید دن مین تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار کمر ہے | تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا | مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص پنڈت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قد بلند سی ہے ہر خار بیابان | لالی سے ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم | رات دن بیقرار رہتا ہوں
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین | پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رقم کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے دیے تھے

نسترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین | اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصہ طور کا
گو ہی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کم نہین | دیر حق سے کم نہین دیر رخ نیکو ہی دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس | کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفا کار بھی ہے | لطف اور مار بھی ہے قصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا منگل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین میکشون کے ہین شراب کے شیشے | لیے بیٹھے ہین بریون کو یہان مے فروش مینو
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے | پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سیاہی بیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نشہ باز کے | اک جشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین | کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ رہا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے | اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادۂ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چرانے تھے لگے کرنے اشارہ | ہوویگی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا | کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم | پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین | خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان چپ رہون کب تک | ق | کہون فراق مبارک پہ گر ملال نہ ہو
تمہاری رسم کو جو گھیرا ہے خط کے سبزہ نے | یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے اچھے ہین

جو اس طرف سے گزر ہوا ہے تو قبر عاشق بھی اک دکھا دو | نگاہ حسرت سے کر نہ دیکھو بلا سے موری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا بچالے فقط ہمین اب اخیری سنبھالا | گزرتے ہین نانا و ٹھانے والا جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ تحیران بھی آتی ہین | یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ
کہتے ہین سب نے خم خون چکیدہ بہ رنگ گلہا ہمہ نوید | تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بسر عت ہوا س جہان سے کوئی کہے جرس کا رواں سے کہدو | قدم اوٹھانے چلو یہان سے کہ یہ جگہ ہے روادی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مراد نگر ضلع میرٹھ شاگرد ابدا و حسین ظہور

شکوہ ہتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ | جب اپنا دل ہی قابو مین اے مہربان نہین

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین اندنون چوبیس پرگنہ مین مختاری کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اوس خوش خرام کا | ہے بوسہ گاہ کبک نشان جسکے گام کا

گر لپٹتا تو کبھی خواب مین اے مصحف رو
تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جب وہ مہتابی پہ رخسار دکھا دیتے ہین
چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین

دھوئے مہندی لبِ دریا تو اگر ہاتھون کی
جائے ماہی ہو سمندر کا مکان پانی مین

حکم قانون شفائے مرضِ غم ہے یہی
بوسۂ لب دلِ بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو موجِ جنون مین تسکین
غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبشِ ابرو کافی
دمبدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے
لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بشیتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم سطحِ اوپر انکو کھینچکر
آہ مین تاثیر اپنے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی رائے بن دی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڈھ

اچھے وہ ہین جو مر کے تیرے خاک او ہوون
مٹی خراب طالبِ گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھ لین اوسنے بھی اوس عدو فتن کی تا ہین
کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک
یون ہی چلوگے دامن بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر ہے
سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دار وغۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین *

بوسے لون بالمین لون گلے لپٹون کہ دیکھون
کل جا پہ رات ہے ارمان ہزارون

جل جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک
بجلی گرائی تو نے شرارت لی آنکھ سے

تنہا تخلص سید عنایت علی سررشتہ دار زیلدنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

رزیڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد سرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن | پھونچے ہین دست غیر مین دامن لرباکے ہاتھ

تخلص محمد عیسےٰ دہلوی مقیم لکھنو شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہہ ہے یہ تمنا کہ جھٹ گیا | ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین
تھم کے بیوجہ بڑتے نہین بسمل تیرے | آب خنجر سے یہ رہ رہ کے فرا لیتے ہین
مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے بون بولا | کیسے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری | مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تخلص ایک شخص معروف بہ اکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا ہے نا صح کو جی مین ہے | معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تخلص عوض علی خوشنویس

تھا یہی پیغام وقت نزع تھا یار سے | اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرتا کترے اسے بجا تھا | کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد تونا رنجھا

عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلی سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو | مہل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید | غیر ثابت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت

دو ہرے اور کبت اسسے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا شکوے گلہ | دوست ہو نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہرنرائن داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

عشق ہوا جنے تری مہندی کی رنگت دیکھی | شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا | اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
دیکھیے کس کی فتح ہوتی ہے | عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ برین اسقدر مبہوش ہون | جان تن مین آگئی پک قضا کو دیکھ کر
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے | کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل
ہم تو خاطر سے تری غیر ذکی بھی تعظیم دین | رشک پر کہتا ہی میجوانی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب | اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کئی دفعہ | افسوس کہ قاصد سے اب آنا نہین ہوتا
ناصح پند و نصیحت تو نکر محفل مین | کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہو گا
یاب ہی کیا باقی جو ہی کاوش تری دست جنون | چاک دامان ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش صابر و نواسہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ فراجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون | اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان سے گئے | اپنا گویا ہمین آپ قاتل ہون

حرف ثاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دل مین کئی بار اسطرف | پر دیکھتے نہین کبھی اے یار اسطرف

ثابت تخلص اصالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا بھجو فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہو | اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہو

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ ستاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا

خبر دیتی ہیں کچھ فقط گفتار خوبرو
رنج پیری کا کل دھوان بالمابلا رفتار خوب

ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں
اور اوڑائے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف

گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت
اب سناتے ہیں مجھے میرے مقدر لاکھوں

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

آنے کی کسی کی کیا سنی ہے
جاں لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر

کہتے ہیں وہ بے وفا اب آیا
کہنے ہی کی بات ہے سنا کر

ثابت کا ہے حال غیر کل سے
تم بھی اوسے دیکھ آؤ جا کر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
کیسا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزاد انہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہاں تلک محروم
کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے لوسے لیے کیوں آج ہو مرجھائے ہے
کل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض

مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئنہ

نہ کیونکر صاف ہوں بعد شہادت میں تمگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہیں
نہیں کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین کہنچتا ہے ادھر کو
پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا

اوس عصر مین کہتے تھے اسے بابی طوفان
یہ نام مرے دیدۂ تر کا

کیون وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا

گھر بیابان مین بنا یا نہین ہم نے لیکن
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا

وہی جگہ زیر مین ثاقب کو سمجھکر ہم کعبہ
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا

لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ مجھسے بات
مجبور رہ گئی کہ سرے سے دہان نہ تھا

رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا

سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم گنج عافیت
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا نشان نہ تھا

گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کیا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا

جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان ہے اب

کیون ویسے آدمی نہین آتے بروے کار
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب

سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب

اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب

دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو کہین
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب

نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب

ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب

ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب

کیا کہ رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب

نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب

ہم قوت جذب دل دکھائین
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین

کیا چیر کے سینہ دل دکھائین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین

آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے کاش مجھے وہین بلائین

اے بخت کہان تلک برائی
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین وہ شوق سے خنجر آزما تین
جو کام ہین غیر کے ہوئین صرف افسوس وہ دلربا ادا ئین
شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب چلتے ہین شرر فشان ہوائین
خبر کسکو ہو گریہ گہائل ہوئے ہین محبت مین ہم جملہ تن دل ہوئے ہین
تمنا نہین ہمکو پروانگی کی وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین
نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہین
نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہین
ہین ذوق صحرا نوردی سے ثاقب نہ سمجھو کہ جویاے منزل ہوئے ہین
دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین گفتگو رہتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ
ڈرتے ہین وہ جہان لطر آتا ہے گرد باد ستے ہوئے نہین کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے
فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی شرم کو رخصت طوفان نوح ہے ہان نرم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اہتمام بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب نہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیخبی یہ رویئے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص مہر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے زلف کو چھیڑا تو یون کہا تار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی اسنکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا | ثروت بناوٹ ہے یہ اوس آفت نباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم موضع سنہٹے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پر بنجا ثروت بتان ہند کی | نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد شاہد باشندہ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر | بانکپن ہے سنرا وسکا قد رعنا دیکھکر

کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہین | مرگیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین | اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

حدسے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان | پوجھنگے آج اوس بت پیمان شکن سے ہاتھ

کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے | کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابوتراب خلف شاہ مزاخان لکھنوی شاگرد امانعلی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے | غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہے کھلی حقیقت حسن | کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور رہا

تھا تامل امتحان عشق کی قابل ہے کون | بل بے ہمتی اس ضعیفی پر گمان مجھ پہ ہوا

گذر اس نے تو اتنا کیا غضب تھا اگر | مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا

نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اولٹا | کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندہ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھ سے وہ بگڑا تھا بغیر دیکھ | کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن ہے خندۂ گل سے مے دیتا ہے اور تو سے | فغان ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور بین ہے

نواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مرہمِ زخمِ غم یہ احسان معجز قم کا | کبھی حق نمک ہے زخم دل پر دست تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ بدہولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے باد کی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن | نہ دعوی کر سکے گلگوں سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

جھوٹ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو | صبح کا بھولا نہ شب کو لائے ہے جو پھر شام کو
لگا خوبان نوخط سے یہ سالے | گھسیٹا پھر مجھے کانٹوں پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت داروں میں تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا | صبح ہے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص ہو خان باشندۂ سرہند متبنی میر محمد شاگرد امداد حسین ظہور

کس وقت کپ یہ نالہ و شور و فغان نہیں | کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھواں نہیں

جانصاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر رنجش اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

شان میں اللہ کے مطلع و مقطع دیوان کا | جیسے بسم اللہ بھاٹک ہے ہو اقرآن کا
ہوتا نہیں ہے ایسا بھنبھیوں کا طور | حیرانگ دیدہ دیکھا ہے اکثر چھنال کا
سب جھوٹ ہے بین اونکے لیے ہو چکی عبث | بیجا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ | سب سونکے بعد پھر وہی الو نظر پڑا
کلوارنی یہ مرتا ہے لف اوسکی ریش پر | قاضی کے گھر میں کیوں نہ ہو چاغر بکرا

معلوم نبیون سے جو لا ہو نسے جو کھیلے جو سر
چال وہ مجھ سے نکلے گر کی نہ کیونکر چلتا

کیا ہم کو پڑے کوئی زناخی کے گھر آنا
اچھا سین کرنا ہے اجی ذکر پہ آنا

ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی
جاؤن میکے مجھے منگوا دو سواری مترا

نہ پھینکا ڈھیلا نہ کنکارے چنپ چلا آئے
کسی کے گھر مین کوئی بے خطر نہین آتا

کمر کا ہووے جو مضبوط اور دکھاے فرا
مجھے تو اتنون مین کوئی نظر نہین آتا

گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
غصّے سے مرد وے کا عجب حال ہو گیا

کھٹتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہین رہتا

چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی پرچیز رہے
ساری جوڑی مین تو بندی کو خوشی آئی انگیا

خوب ٹھٹھرکایا تھا اوسکو سوت نے
مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا

چھوٹے دیوار سے مرے پردا کیا
باجی صاحب او ہی تم نے کیا کیا

ہو خیر دولہن دولہ کی ہاتھا مرا ٹھنکا
اچھا نہین یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا

نامرد ہی نہ جورو سے اتنک خبر ہوا
قربان اس حیا کی بو اسال بھر ہوا

سو کھا سا کھا گورا گورا
کملو کا گھر والا ہو گا

آتو نے مار مار کے کین چور مڑ مان
مطلب جو مین نے پوچھا علام رسیم کا

یہ بدگمان ہے دل اوس نگوڑی نٹ کھٹ کا
لگایا مین نے جو سرمہ موے کا دل کھٹکا

جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات

مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جانصاحب کے
وہ اوسکی شکل کیا ہے ای بوا قربان کی صورت

کہدے مہتاب نے مہرن سے ملاقات کی بات
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ بچی رات کی بات

کیا سٹرن نے چالیسوان بسنت کے روز
نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار مین روح

سوت کی منہ کو لگی سات تو ڑنکی کا لک
میرے چولھے مین اوسی نے بو لگا کر اقبال

نہ دیکھ دولہہ کو ساس نندون کو اگر گھونگٹ اوٹھا کر
نئی نویلی دولہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن جا کر

نکاحی سیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی کو گھر مین ڈالا
بنایا صاحب الہام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنی ڈھا کر

نصیب سیدھا اگر ہو میرا لگے نکلنے کی کھاٹ اوسکی
وہ سکھ نہ پائیگی جنے بھیجا ہو اولٹی پٹی تھین پڑھا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم ۔ اوسکو کس رشتے سے ملا یا پارس

کھا کچھ تو دل مین تیرے جو ہو بہار کی تلاش ۔ کیون مونڈے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش

آج منجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص ۔ ایسے ہرجائی سے ہو نوج نکوڑا اخلاص

موتی کی طرح رکھے خدا صب کی آبرو ۔ بیرنگ ہے محل کا جواہر نگار رنگ

رنڈی چل دور مجھ پہ یہ بہتان نہ کر ۔ میری بیری میری دشمن ہون گرفتار کہین

نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے ۔ ہم آپ کو تجھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین

جیسے بھاگے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ ہاتھ ۔ گوری گوری تجھے پیاری ہے پیا ہی ہاتھ ہاتھ

جانصاحب مجھکو تم دلکالو بالا پوش مین ۔ مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہیں میرے ہاتھ پاؤن

لے قسمت سے ہے ادبائش جور و ادہی نائی کو ۔ خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھائے گی خدائی کو

سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے ۔ بینے جانا ارے چندیا ترے کھجلاتی ہے

ٹھوے بھاتیے نہ مرے آکے سامنے ۔ یہ نخرے تلے کیجیے جرو اکے سامنے

دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو ۔ رستی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے

در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجھتا ۔ اے جان مین تو مرتی ہون ہارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد معلمی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے دا ہو تا نہین ۔ لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانی کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخار اکے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے ۔ یہان مرے جان کی صفائی ہے

جو کہ حلقہ بگوش نقطے کے ہین ۔ ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا ۔ چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا

کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئنہ ۔ عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئنہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ تا گردجعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق ومعشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین

سنہ ۱۲۲۵ بارہ سوپچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات ما کفانظر سے گذرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پا بوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیون کہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان انتوانی ہے
پھر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہو گا رگر کس کا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی تکدر اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبانسے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
بس صدمہ اوٹھا کر وہ مواتھا در پنھان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجا ہی گیا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکلنا آہا
یا وہ راتون کو سدا بھیس بدلکر آنا

کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو بھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
جسکو تک عید کے دن اسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس سنگدل تک
اونھین کا کاشکے جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے توڑ کر موتی کی سمن مجھسے گنوائے
دیکھا یا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ ہنڈسے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

ہے قرب مرگ احوال اب تری یہ رنجور کا
غم ہے ماندے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھ تو دیدہ نگہ سے تو نکلکر اک رات
چور ساکون کھڑا ہے پس دیوار لگا

دل کو تھامے ہوئے چپکا رہا کیون کہ تو ہی
جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہی کیا

جس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتے تھے
آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا

خط کسکا یہ آیا ہے کہ جرأت جسے تو نے
اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بار لگایا

کیا ڈھکین کا ہے عالم اوسن تاوان کا
بھولی بھولی صورت اور بس پردہ بالاکان کا

یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ان کا

پھر کہو سوتے مین بوسہ کیون لیا تو نے مرا
گو ہے تہمت پر فرا کیسا ہی اس بہتان کا

تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
مزا دکھلا رہا ہے ان دنون دیوانہ پن اپنا

ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
اب سمجھکر اوسے سمجھائیے گا

جو کرتے بات ہمسے تو لڑائی آنکھ غیر ونسے
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے ہو تم اچھا ادا نکلا

ادھر جاتے ہین ٹالنے کو بخیہ نہم جگر کے سب
قصور جب کہ گزرے ہے کیسے مسکرانے کا

ہوا جب بات کرنا ترک بالکل
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا

نہ کھو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا

نہ آئے کی جب مین سنانے لگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
اشارے سے مجھکو بتانے لگا

چمن ہو فریاد اب نہ کر بلبل
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا

خاموش ہون مین شمع کے مانند تس پہ بھی
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا

جاؤ جاؤ کیا لگا یا ہے میان بیٹھے رہو
ہون مین اپنی زیست سے آگہی اوگتا ہوا

مبتلا ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا
جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا

میرے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ
دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا

ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب اہل نظر
جاے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار تھا

دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
یہ ہمین در پردہ گویا عشق ہے اللہ کا

کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا
کیجیو زمین سے قبر برابر مرے کہ مین

ہا بوس میسر ہین نہیات نہین اب — وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
ربط و دشمنون مین سنتے ہین تو ای جرأت کے — سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس چال سے خوب — بعد بوسے کے وہ منہ پوچھے ہے رومال ترا
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات — بول اوٹھا تیوری چڑہا کے وہ بت بیحجاب
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمہاری رات — بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
اوسکا کیا حال کہون اتبو یہ حالت ہے کہ آہ — کچھ بھی سمجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے — پتھر کی ہی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان — دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
وحشی کو دل کی خبر ہے نہ دل کوچی کی خبر — ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو عین وصل مین — کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور — دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق — ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
سنگ برسینہ ہون کہنا یہ کسی کا کریاد — چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھپہ نکوڑے پتھر
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز — جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک — لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالان کی سنا کرتے ہین سارنگ
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو — مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
مری وحشت سے دل ہی دلمین رک کر یون کہا وہ — الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار ہم
بگسک کی درستی ہو تو زینبدہ ہو گرمی — کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگرم
مثل آئینہ با صفا ہین ہم — دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
روز کہتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت — جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین ہوتے ہم
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
جو روٹھے ہم تو بولے ہیلی سے تم کہ آ ملجا — ادھر کو دیکھیو کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
بھیج کر مجھکو وہ کہنے نہ لگے پیارے کہین

لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنین نہین
ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہین نہین

دیدکا طالب ہون تو سن کر کہی جرأت وہ شوخ
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین

جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین

بندے کی سن سفارش بولے وہ یون ہے صاحب یاری جہان مین
عاشق وہ یون ہے صاحب یاری جہان مین

ہلفلان اشک کو دین آنکھون مین کیون جا ہم
کو شوخ ہین یہ لڑکے یہ اپنے تو جگر ہین

دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہادر ہین

دام مین مجھکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہی اور کہین
شعر پڑھا نی ہم سے اور مضمون گٹھا ہوا اور کہین

نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین

جی مین سو بار آتے ہے جرأت نہ ملیے یار سے
پر سمجھکر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین

میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہوا اوسے
اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین

رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین گئے
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین

کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین حنا تا ہون

لی جائی اوس بت نوخوار نے جب بات مین
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب بات مین

بیٹھون تلک پاس رہ اوسکے تو چینون مین کچھ
جل بھن گیا دور تری محفل سے بیزار ہون مین

لگا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھاری دن

اے ستم ایجاد کب تلک یہ ستم دیکھا کرین
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین

روکتا کیا اوسے جرأت نرہا آپ مین مین
بیٹھے بیٹھے جو مین اوسنے یہ کہا جاتا ہون

وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہی کچھ کچھ مسوچ کر لیتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر باز ار لیتا ہون

سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہان سے کیا
تیرے بجا ہو اس اب اے نامہ بر نہین

زنہس وہ آپ کو بسمل سمجھے ہے زمانے مین
ہوا سو فکر ہے حیران کل آئینہ خانے مین

کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کہون کے ہم
اجی پہچانتے ہین نقش پا کے ہم نشانون کو

گئے وہ دن سناتے تھے جو شب کو داستان تجھکو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے رازدانون کو

اگر کہوں بیقرار کیوں تم اپنی ضد ہی سے ہو
تو یہ جھٹلا کر کہے ہے تم تو ہوا ئی سے ہو

میان پھونک دیا تن کو اس بار کو خنجر کا
نالے بھی قیامت ہین کچہ آگ لگانے کو

دل مین آتا نہین اوسکے مرنے کو آنے کو
تا یہ لوگون مین نہ سہے بات قسم کھانے کو

رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
آگ لگ جایو جرأت ترے جلانے کو

نہین دہیان سے بات سنتے کسی کی
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو

رقیب کو جو مٹاتے ہو مین سمجھتا ہون
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو

وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو

ادھر تو دیکھو مینے کہا تھا غیر نکو تم آنے دو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو

پوچھون نامہ سے جو تک ٹکٹکی لگا جاؤ مشوخ
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو

دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک اسکو دیکھیو

نہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا رہا تھ
بلیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ

شرم یہانتک ہو کہ مانگے نہ خدا سے وہ جا
کرتے ہاتھون کو نہ تا روے حسین کا پردہ

گر حیا یا نہین ہے تم نے دل
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھہ

کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھہ

حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی راہ

کچہ منہ سے دو کہ تکتے ہین ہم بار بار منہ
ورنہ تمہارا نام نہ لینگے ہزار منہ

پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے

دم رخصت کہے جرأت کوئی اوس کافر سے
اکو مسلمان کو کیون جانے ہو تڑپائے ہوئے

سمجھے نہ کیونکر وہ ہے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
یہ اوسکا گھر انہین ہے گو یا خدا کی قدرت نقاب مین ہے

نہ کبھی گہ آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین دونون نیچی نظرین
بری ہی چتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے

یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
میری طرف سے وہ بھی کرے جستجو مری

خلق گزرتا ہی دیکھا کیا سنون ہون حسرت بھرا جیب مین
کہ کوئی مشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہے

یا دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک
یا مرے آنے کی من کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

چاہ کی چتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تار تار مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی

غم سے گھٹنا یہ مراسب مین بڑھاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے

مین یہ نظرون مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری

ہووے کس مُنہ سے بیان وہ کہ دم بوس و کنار
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی

کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے مجھے

حیرت ہی کہ کہان اوسنے کہی کان مین میرے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی وہمان مین میرے

موئی اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین گئی
پریشان بے سر و پا غمزہ آوارہ حیران ہے

ہاے وہ اگر ہوا اوسکا تھا غنیمت وصل مین
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے

سوطرح کا سوچ اوس دم دل مین اپنے آئی ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاے ہے

یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی

مُنہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھہی گلا کیا ہے

خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
وہ سُنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے

شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانی لگی
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے

گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے

کچھ بات مرے آگے وہ کب مُنہ سے نکالے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے

روز فلک آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے

وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے

جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تھہرا اوسکا اثر ہی ہم
کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے

جب سینے پکارا اوسے آواز بدل کے
کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے
وہ اوٹھے اوجھڑے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل تھا آگے سو بحسرت کہتے ہین
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ مرتے رہے

اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل برآوے
جو خواب مین بھی آوے تو نہ ڈھانک کر آوے

یون وہ آنکھون مین کہے ہے جب کہ روبرو ہوتا ہے کوئی
پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہوے ہے کوئی

چاہیے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین
کہے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا جون جون کہ دل زار کی بیتابی
زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی
مرے کم بولنے نے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلا یا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہائے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پانون زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے

اب دن کو کیون وہ آوین ماہ صیام آیا
ڈر ہے او نہین کہ ہے ہے روزہ کہین تو توڑے

رو دو اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہون مین کہ آتے ہی دہن سے مکر گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہمراہ افسوس یون اے زندگانی
چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کرے ہے کس فرے سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین بلا سے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو مکانہ روٹھو
چلو بولو مین باز آیا محبت آزمانی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنی کی
کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ
حیران ہون مین کیون کر پیوینگا تو پیمانہ

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی شمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح ملا کے دینے مین مت کر درنگ تو
اسواسطے کہ زخم مرے بار گرم ہے

جسرا رتخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مرا رہین سے تا آسمان گیا | دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا
اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید | میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا
جن تہی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود | سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا
اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم | جو ٹھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسرا رتخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے بادفا | اے ترک یہ چھپے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا فوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ زمیندار محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد بیرق

کانون سے اوسکے ہستی نہین ایک دم کبھی | مثل جری ہے عاشق روئی کا رزلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

چکتے دا ہٹ دیکھیے یار کے سئی لگا ئی میں | بڑی ہین قلمیان الماس کے نیلم کے خانی مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین بنت سفر حجاز سے پھرنے وقت اکتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اکدم لبھو نہ آیا | آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا
سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا | داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا
تیغ یون دل مین خیال نگہ بار نہ کھینچ | ناخدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ | سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادۂ داوری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی مچھلی

الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے | شہید ناز ہون مین آہ کس دست خانی کا
اے دل خیال لعت بتان کیون کہ چھوڑدون | وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر ہی نہین

جلا تخلص نواب مرزا امجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جائین شل ہون ٹوٹین جلین خاک ہین یہ ہاتھ — تیرے سوا کسی کو لگاؤن تو یار ہاتھ
آتا ہے ہجر مین جو خیال وصال دوست — گھبرا کے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گوے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق

وہ یارب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر — کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ — اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جمال الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑ کر — دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے ابتو تری شیدائی کا — آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا مین نے جو تک جانب ابرو دیکھا — اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص آقا وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندۂ دہلی

تیرے دہن سے ازبس کہنچی ہے اک ندامت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرد نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان گوشہ

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا — جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کر تا ہمہ کیون — سانولا تیرا بدن اے ماہ سیما ہو گیا
موج دریاے فنا پر کی ادا ہم نے نماز — ہم سبکسر و تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے — آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین
کیتائی کا دعوی تجھے اے یار بجا ہے — تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہو گا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین — ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
وہ راہ بخدا ہون مین دل و جان سے لقد ق — دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید صاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر | اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مراد آبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یا اے جم | دامن سے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے | کہتا ہوں جسے دیدۂ پر اضطر شب قدر

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمہین آشنا سمجھتے تھے | آپ کیا جانے کیا سمجھتے تھے

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح | رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین | تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی | ہر چند کہ وہ شوخ پر زیادغضب ہے
مت برا مانیو جمیل اسکی کا | اوسکی گالی نہین سہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فتح آبادی

سوز درون سے ہے دل عاشق کی زندگی | آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا پہ ہے نہ سنے گا ہزار کے | پیغام بھیجا چاہیے بادِ صبا کے ہاتھ

جنون تخلص چنکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو تیغین | جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو تیغین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی داخل میر عباس عرف میر منل فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر پر تن | ایسے ہی منور تری اے رشک قمر تھا

کسی نے تارے نہیں دیکھے چاند میں اب تک
تمہارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال

رخسارے دو نو ہر ہن لب و بال ہین
گر بانگ کہکشان ہے تو ماہ مبین جبین

چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری
کبلح چار کرین آہو صحرا آنکھین

گو وہ صل بار تھا پہ لڑائی نہین گئی
میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبداللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسرہا شندہ بھاگل پور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسرڈیہا کے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اوٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر
ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون اپنے کا کون
دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور ستم سے ہے یہ دل چھلنی کا
آہ سینے سے نکلتی ہے تیر کل صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد سپہسالار امیر دولت تھے آخر ایام مین نابینا ہو گئے تھے

آنست جان ہو گئی آخر بینائی مجھسے
جو بلا کہنے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے

تری چشم مست سے ساقیا جنون نے پیا تو کیا
کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی دھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس طرافت دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے
قاصد اشک خبر لاتا ہے

جنون تخلص سید فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے مست تخلص کرتے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دکھا سر اے سینہ کو لے کر چراغ دل
بوسونگھا ایک بھی نہ ذرا غیر داغ دل

جنون تخلص مخدوم الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے | بنجر حجاب بہان کچہ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص مائید یال خلف منشی نوندھ رائے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبدالصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین | دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم | چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندہ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے | فردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دستبرد کا | مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر | بہ ضرب کعبہ پھر دو ہین چڑینگے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد صفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا | یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے بیٹھے اوسکی ناف کے اوپر | رشید انے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہے | کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر در گوش اوسکا جان دے ہم | بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس | جولے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جادو سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر | خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جوت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارکپور
عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ فسخ

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب | یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند | ہوگیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہنے کا نہین | پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا مجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا | بولا کہ ابے میرا روتے ہی جنم گزرا
دریا مری آنکھون سے اِکل جاری لہو کا ہے | بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی دلد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن | ہے دہان زخم مین گویا زبان بالائے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کمپنی شاگرد نواب ظفر یاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دل مضطر کی ہوئی | بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پار اٹھہرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام | دولت حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا
چار سو کشتہ ہے عالم اوس بت بے پیر کا | نام کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب | باز آئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب
یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی | تڑپا نہ ترا عاشق مضطر تہ خنجر
ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کر و تم | اے آنکھو قسم ہے تمھین رویا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا غمزہ و عشوہ تیرا | ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح | خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے | سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی | خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی
نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر | حیران ہون کہ جلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
پاس اونکا رہا اور اونھین پاس حیا کا

ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ ہمین تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین

منظور ہے شفا کسے درمان درد سے
ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوشش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
ہے نشان میرے دیدۂ تر کا

دل لگائین گے اور سے ہم بھی
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو

قدم عشق پیشتر بہتر
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سر کے

جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عرف سرشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیےٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہوے
رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا

نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا

کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا

ہاے اوسکی وہ نظر جانب در
رات بیمار ترا مر نہ گیا

ہمین رہجائین ہمین غیر سہی
آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا

کیلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا

تنزانی کی نہ لین جوش سے کچھ یاد بھی ہے
اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپ کو کیا

ساری دنیا سے بے خبر پایا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا

لوگ کہتے ہین شدت غم سے
جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا

زہے قسمت زہے طالع زہے بخت
کہ آیا وقت پر اے یار تو آج

ہے بزم یار مین دشمن بھی ہین سب
کہے دیتا ہون قصہ ایک سو آج

سخن شعرا

مقتل مین دیکھ لے جو میری بیکسی کا حال — بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک
دل کو بھایا آنکھون کو بے نور کر دیا — اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین سرشک
غم دلدار ہے یار شک عدد — اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک — یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم — ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے
مراحظ لاکے دے قاصد عدو کو — یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوش — جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے
حورون کا دلارہا ہے پھر شوق — واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین — ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبون مین نہین ہے آدمیت — ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتا ئین — کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ دل مین کچھ کٹی ہے روتے — ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار و دشمن — ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت راے ناگر کے عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گریون ہی یہ دل درد سے آزار رہیگا — اک روز نہ اک روز مجھے مار رہیگا
نہ چھوٹتے ہین شنگوفے نہ غنچے کھلتے ہین — چمن مین شور پڑا کس کے سکرانے کا
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا — میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے تھے بیخبر — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش — ہوچکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
جز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش — ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
قیس پھرتا جو ہوا دشت مین دیوانہ تھا — اوسکو لیلی ہے کے دروازے پہ مرجانا تھا
دیکھکر ایک ستم تیرے جفا کاری کا — کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھا دون تجھے تیری بیوفائی کا | اگر نہ ہووے تجھے یاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل | روز جزا ملک نہ سمجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین | عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین
راغب نہین طبیعت گرحور روبرو ہو | اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے | تھام لیتی ہے دست قاتل کو
دمبدم بزم مین کا ہیدہ ہوتے جاتی ہے | لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے | بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا | تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتی ہین | ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کے اگر مجھکو | تو لے چل وحشت دل اب جدھر جائے اودھر بھی

جولان تخلص سیّد قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی جھوکری کو نوان اب کی سال ہے | انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے سہ کے درد فرقت کا | رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن | شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر | کہ جسکو دیکھکر زاہد کے مُنہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے | اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو | اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر شرف علی عظیم آبادی

نشترِ فصّاد بنا بچھڑے سے ۔۔۔ خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرر بار کو ۔۔۔ سینۂ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد نجتا در سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجۂ وزیر و مرزا ناجی فارسی گو دیوان انتخاب سے گزرا

ترے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے ۔۔۔ دھر کٹا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
رو برو آپ کے کیا یوسفِ مصری کی بساط ۔۔۔ سر بازار بچاتے ہیں خریدار آنکھیں

جوہر تخلص مادھو رام ساہو کار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھوں میں بھری ہے کہاں رات بھر رہے ۔۔۔ کس کے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شبِ وصال ۔۔۔ جب یہ نگاہ آپ کی وقتِ سحر رہے
باہر نہیں میں حکم سے اے جان آپ کی ۔۔۔ دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہیں تقدیر اے جوہر بہم ۔۔۔ بن نہیں پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ملو خراب نور سے ہے آج ایاغ دل ۔۔۔ کیونکر چڑھے نہ عرش بریں پر دماغ دل
کیا خاک بولے چالے کوئی در دہجر میں ۔۔۔ مہر خموشی لب عاشق میں ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھوں نے مردان علی خان رعنا کی ہجو کیکہ کہی ہے

تم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہیں ۔۔۔ باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کولھار توابع بلیج آباد

اب کی بلاے عشق سے خالق بچائے دل ۔۔۔ کافر ہو میر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آئے وہاں سے بنارس میں آکر سنہ ۱۲ بارہ سو ایک ہجری میں روانۂ ملک جاودانی ہوئے

مرکس کے انتظار مین یہ بے اجل گیا | آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا | تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتے ہین
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی | پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جا کر مالیخولیا مین مبتلا ہو کر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوئے زندان مین فوت ہوئے

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے | جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا | اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

جلالک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن جان پر | دل کی جا کاوش مرے سینے مین پتھر ہو

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

فنا اپنے تئین کر کے بقا کو پا وے | اوسکو ہر جا پہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ ردولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہائے ہائے | تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین | سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے باد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے | گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کھاتے ہین | مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدیان | گوڑ کی لعل سے بھی زیادہ خریدے ہے
افسوس آج ادنکو نہین گانڈ کی خبر | کل تک خراج لیتے تھے جو ردم زنگ سے

مسند گو ہے بھی صاحب عجب مسند زور گھوڑا ہے | پھٹی ہے شہ سواروں کی بھی جسکی بدلگامی سے
گاڑ کھولے سوتے ہیں وہ خاک برزیر زمین | پوتڑے سیتے تھے جنکے قاقم وسنجاب سے
عبث بدنامیوں کا ٹوکرا سر پر اوٹھاتا ہے | لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھانا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا بر باد مٹی جسم لاغر کی | نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمردی | اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا | اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد نوکر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال | پھٹے مین پانو کسی کے دبا نہین جاتا
ہوش جس مہ نے زلیخا کے اوڑائے خواب مین | ہم بھی اے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حا مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی صرف تسخیر پیر و یا بن عمر | رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہی تیر | دل ہمارا سہم اب کھاتا ہے ان چار و نسے آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے | حق رکھے ایمان سلامت ایسے کافرستان کے بیچ
تھا دشمن جان بغل میں حاتم | جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم | قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم
حاتم افسوس دی و امروز گذشت | فردا کی رہی امید سونا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے میں تل ہے ای پیارے | نظر پڑا ہے کہیں خال خال آنکھوں میں
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو | ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

کرے ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم تری قد کی | جو تو آئی چمن میں تو ہمارا بوں بالا ہو
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو | اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور داغ اے حاتم | کیا قیامت کرے جو دولت ہو
دیکھ جراح تیرے مرہم کو | میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

بجز اس دور میں ہیں سب حاتم | ان دنوں کیا شراب سستی ہے
پیری میں آج یار مرا ہمکنار ہے | ساقی شتاب آ کہ خزاں میں بہار ہے
سر کو پٹکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے | ہنسنے شب ہجر کی دولت سے فراواں ہا ہے
ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے | زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رام پوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

ہمرہ غیر جو جانان ترا آنا ہوگا | جان لینا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی میں خوب دخل رکھتے تھے

ابر میں مہ کیطرح زلف کے پردے میں آہ | تو نے گر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے | مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبد اللہ ملیح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روئے محمد | چشم دو جہان ہے نگراں سوئے محمد

حالی تخلص میر محب علی مرشد آبادی

عرض میں بوسے کے دی ہوگا سوال مگر جواب دیگا	یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینوں زبانوں میں اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہیں رائم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط	الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا
کیوں چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو	پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا
بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ	ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائیگا
کچھ اپنی حقیقت کی مگر تجھکو خبر ہوتی	میری ہی طرح تو بھی غیروں سے خفا ہوتا
ملتے ہی اونکی بھول گئیں کلفتیں تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر	لاتقنطو جواب ہے ہل من مزید کا
سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور	مرا شکوا اونکا گلا ہو گیا
نہیں بھولتا اونکی رخصت کا وقت	وہ مل مل کے رونا بلا ہو گیا
لغزش نہ ہو بلا ہے حسینوں کا التفات	اے دل سنبھل وہ دشمن دین مہربان ہے اب
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں	اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں
ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی	دل چاہتا نہ ہو تو زبان میں اثر کہاں
ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات اور ہے	عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں
ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار	بات چھپتی ہوئی کوئی گل و ریحاں میں نہیں
کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھوں	خط میں لکھا ہے وہ القاب جو عنوان میں نہیں
خلوت خاص میں رہ رہ کے عدو سیکھ گئے	وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان میں نہیں
بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ	اب وہ اگلی سی درازی شب ہجر انمیں نہیں
خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور	سچ تو یہ ہے کہ کوئی تم سا طرحدار نہیں
حالی انصاف کر آخر تئے انسان کب تک	طعن اغیار ہیں کچھ آپ کے اشعار نہیں

خوشی مین بھی نہین ہم خوش آتا ایک حالت پر
کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی در دہجرانمین

مجھے ٹالا ہے سو وہم و گمان مین
بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک
دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم
یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن
کبھی پرتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین
کچھ بہتر اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا
ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا
نہ تو بولے نہ مجھسے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزاد انہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیاے دنی کو جو کہ فانی سمجھے
وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے

دریاے حقیقت کو وہی جاوے تیر
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

ملنے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار
مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست

شیرین ہو نیشکر کی طرح اب نے قلم
لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی محل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آکے تھے

نامۂ شوق رقم کرتا ہون او سکو حامد
کیون نہ دو بولون مشتاق کبوتر بنجاے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے | یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روے حسین کا پردہ | اوٹھگیا خلق کہی خلد برین کا پردہ

حبیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا | ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین | چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدر آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کہیو راز جون تیر اے کمان ابرو | کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون چھوڑ دیتے ہو

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

لگا یک بیک ہو گیا ہم سے جدا دل | نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے حبیب | پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم موناس سے تھا

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے | بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی آرسائی نہیں ہے دہان | حجام کسطرح سے یہ ملین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان | عشق کے لوگون نے تہمتین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین سو گھڑی باتین | بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو
ہے جی مین کہ اک روز مین اون آنکھون سے پوچھون | بچنے نہین کسو اسطے بیمار تمھارے
فلک چلیے جو اوس شوخ سے رستے مین تو آوے | جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور رہ اے

حرق تخلص میر حسن مرزا نواسۂ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر رجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

بخدا ترک آرزو کے سوا | دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین دہوم ہے جور و جفا کی
بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

پھٹی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون بولے
کسی غیار نامحرم کی یہ چالاک دستی ہے

تمھین صورت کا غرہ ہو تو یہان دل کی محبت ہے
تمھارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی
اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

خرین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

خرین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کروں کیا وصف میرا دس شعلہ رو کے قد و قامت کا
بھبوکا ہے دھوان ہے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

خرین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا
یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوسسے تو بولے ہنسکر
عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

پینگا میوہی کوچے مین اونکے رہا تو کیا
ادریس جا کے آئے ہین خلد بریں سے کب

خرین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خاں عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے
سمجھتے نہ خرین اوسسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا ہے کو لکھا جائیگا
جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا
ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر
سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جائونگا

بگانہ وار نعش پہ آ جاے ناگہان
سمجھے نہ یہ بھی اے بت نا آشنا ہوا

تھے آنسو تو اب تھمتا نہین دل
یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر لگا ہون مین ہین ہلکے
سبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

خرین کس سے توقع ہو وفا کی
نہ ہوا امید جب اپنی ہی جان کی

اگر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملکِ عدم | جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن | سخت ٹھوکر کا ہے مجھے اس دلِ خودرائی کا
دلِ دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کھاتا ہے دل | جانتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم | چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری | کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا | شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
سات بھرتارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح | تم دکھا دو جو ترا زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و رشتہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشترِ مژگان جو مشغلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترے اے گل | کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بمشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے | صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرتِ مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کفِ پا کا پڑے | ہون حباب بحر جون فانوس روشن آبمین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو اور وزکی عید مین اچھی | کسی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت نکلے
صفای قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ | کرون رخ جس طرف زاہد وہی جانب حرم نکلے

حسرت تخلص حافظ عبدالرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے — یہ تو اے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا
تم بھی رو بیٹھو گے دل کو ہمیں ہنستے کیا ہو — اگر آئینہ کہو تم نے مری جان دیکھا
گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن — کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں
کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے — یا صنم نکلے ہی جب یاد خدا کرتے ہیں
کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر — اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابوالخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرشنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دغا کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہیں دیوان الخانطر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا — اگر رو رو کے جی کھوویں تو پیدا دل نہیں ہوتا
زخم تیر نگہ و خنجر مژگان او ٹھہرا — پر دل زار تو ہم کانہ احسان او ٹھہرا
درس تھا مکتب میں مجھکو آہ کا — یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا
فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے — مارے بہت پڑے ہیں مسلمان ملی الصمد میں
بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل — اور کھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل
رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے — چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل
جوڑے کے باندھنے میں ادا بند ہیں مثال — زلفوں کے کھولنے میں ستم گستری کی شکل
چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سہ کے بال پریشان ہیں — اس بگڑی عالم پہ تیرے لاکھ بناؤ قربان ہیں
کپڑے بدن کے ہلکے ہیں بلکہ بدن سب ملا ہوا — شبنم کے باسی پھولوں کا عالم کس سے کہیں ہم پیرہن میں
منہ اوترا ہے گال ہے نیلا پلکیں جھکی ہیں آنکھ نہیں خمار — نام خدا بگڑے عالم پہ جمع ادائیں ہیں نہاں ہیں
سچ کہو حسرت پاس ہے تیرے راز جس سے یہ بیت — اوس کمبخت کی صحبت سے ہزار جہاں کے خواں ہیں
ہوئے بال دن دو زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں — دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونوں وقت ملتے ہیں
ساقی مے دے کہ اہل مجلس — پانی پانی پکارتے ہیں
جو حسن وادا چاہیے سو تجھ میں ہے سب کچھ — پر چھاتی پہ انگیا میں ہے یہ چیز عجب کچھ

گو گوٹے کنارے مین تو بجلی کی چمک ہے — لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ
کوڑے کے صفا جوڑی کی بندش سو کہون کیا — دن کچھ ہے تری آنچ ادا ہے تری شب کچھ
ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی — گوٹے لگے نیفہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
وہ بند ازار اب جو جھلا جھل کا پڑا ہے — اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہے مذہب کچھ
گر کہیے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہی — کفر کچھ اسمین نہین یہ دل ملے کی بات ہے
چسکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر — جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے
جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے — الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے در پی جان ہے — تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے — تو اے یعقوب ہر اک مصر مین یوسف کنعان ہے
بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجے — جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے
برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پہ مری سو بھی — چراغ طبع کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے
یہ کس کی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ای گردون — غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے
جو قول و قرار تھے آپس مین دونو طرف موقوف ہوئے — تم اور کہین مالوف ہوئے ہم اور طرف مصروف ہوئے
اب قسمین کھانیکی کیا حاصل جو تنے ڈھنگ نکالے تھے — سو خوب طرح سے عالم مین مشہور ہوئے معروف ہوئے
ہان صاحب سب کو دنیا مین خوش آتی ہے بہبودی کی — تب ایک ہمین سے تھے بدنام اب لاکھ صفت موصوف ہوئے
برنگ آبلے وائے یہ کیسا زندگانی ہے — کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسکو سرگرانی ہے
بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو حور سے — دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے
کسکا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے — لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین مجھکو شکل آکے دکھائے — کبھی نیند برسون مین آئی بھی سو اوسپر حسرت جگائے
مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے — مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندہ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہ چند روز نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے | پسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل
سنا ہے آج میخانہ مین جام مے پہ ستون سے | لٹایا دین و دنیا دو نو ہمت اسکو کہتے ہین
فریاد سے ہمسری کرے کون | سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صدعلی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانے کی آس ٹوٹ گئی | لوہا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ بہادر شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

چلے اوس پر فریب نرگس کیا | حسن نے دیکھی ہے تمھاری آنکھ
یہ آواز آئی کر روحی فداک | جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا | ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدابادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

پڑا ہے ایسے کڑے سے معاملہ دل کا | نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا | یہ کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دیکر اوس بت کافر کو مینے اے حسن | جس قدر حق یہ کہیے ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی آلی بخش نشاط باشندۂ قصبۂ کاندھلہ مقیم میرٹھ

جواب لا بجواب صد شتاب نامہ کا | جواب نامہ نہ ہووے جواب نامہ کا
منفعل ہون دست و پا بھی مار نیسے وقت موج | کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گر گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بھکاری مودودی علیہ الرحمۃ تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے
قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے
دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبارا کیا
امنڈ کے آنکھون سے اک بار بہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقتِ وداع یار دلِ بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر — خانۂ ماتم مین ہو پُرسے سے ناری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن — اوسنے اسوقت مین بھی مجھسے چھپائین آنکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف مُنہ بھی دکھانے سے رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے وعدے سے ہمکو — دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا دہلی
الکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف
نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پنجہ و شور انگیز خوب کہتے تھے
مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر
شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ بھی کلیات انکا نظر سے گذرا

تا ہمارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
اظہار خوشی مین ہے سو طرحی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگِ وفا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا — جیکو مزا الجھا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
جسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے — خرابا تے جنونی بادلا سودائی آوارا
قیامت مجھ پہ شب اوسکا تظلم اور ترحم تھا — کہی تھین گالیان سُنکر گیے لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا — کہا جائیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد سے آخر مرا درمان ہوا

کمین

کہا مین کہ بھر تا ہون دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا
آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا — لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا
کسیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر — واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہی پیار کیا
خط لکھا لا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن — رکھہ غیر نرا اسکو بھی آخر پان ہے یہ مان کا
پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ — بس آج کی شب بھی سو چکے ہم
صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین — نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین
وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین
دل لگا یا جہان جفا دیکھی — کیا بلا عشق مجھکو راس نہین
ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین — جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین
دروازہ گو کہلا ہے اجابت کا اے حسن — ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین
غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو باد مین — اپنا بھی مجھکو دہیان کبھی ہے کبھی نہین
آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا — کس مزے مین تجھے کٹتے ہین یہ برسات کے دن
نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو مرید — ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کے دن
شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ — اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو
مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو — مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو
غیر کو تم نہ آنکھہ بھر دیکھو — کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام — شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو
بیٹھی ہے کیا بنی یہان شرو کے ساتھہ شیرین — بگڑی ہے بیطرح دہان تیشہ سے کوہکن ہے
جو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے — انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے *
دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی — جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ — ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی
اس ڈر سے اوسکی زلف کی مینے نہ بات کی — جاتی ہے دور دور تک آواز رات کی

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

اک جان کی درپے ہین مرے اتنے تحکر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن روؤن
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

فرے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد آہ
اب دل نہین سراپا اک درد ہوگیا ہے

تعجیل نہ کر اکدن آنے تو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندۂ پالی

لاش تڑپے گی اے حسن تہ قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ یو
خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندۂ سلمٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد مست ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری میں انتقال کیا

ہاتھ اوٹھاؤ مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہوا تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
چاٹے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان لکھنوی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمھاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان مین

دست دلدار دہان ہاتھ مین صاحب کے ہے
بوسہ کھاتا ہے بیان خون تمنا دل مین

اور دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے بیان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلا یا مجکو | پڑ گیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

واسطہ ابر و خمدار ہمارا دل ہے | کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد تیمور خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین -

ہین تو بہ بیر مین نہا زخم جگر کے مصروف | دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے ملنے کی کوی راہ نکل آ ئیگی | بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی | دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی
مرے اعمال ہین رونے کے قابل | خدائی سالہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے غریب تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھاتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے | یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنی ہاتھ سے | ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوایئے گا کیا | کیا ہنسکے آپ نے یہ اشارت کی آنکھ سے
ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی | الفت کی چتونون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے | گلون سے جو بن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم نجابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۰ بارہ سو ستھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنۂ محشر ہین | قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

کعبہ وہی قدم پر ہے ان قدموں کے صدقے	بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر حشمت علی خان خلف میر باقی وطن اصلی بدخشان مولد دہلی بارسی شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار	شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار
خوب پیازمین نے بعد فنا	خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا	یہ سبز قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب	دیتا ہے ساتھ رونے سے مجھکو جواب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتادین عظیم آبادی منصف مظفرپور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو پھیلے گا دل ضرور	جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص شیخ غلام یحییٰ تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے	یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین	ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا	کیون آپ آئے اب وہ تغافر کہان گیا
پھیرتا ہے جو چھری خلق پہ ٹھہرا ٹھہرا	رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پرآب ہین دو نون	ایک خانہ خراب ہین دونون
یہان مجھ مین نہین ہے جان باقی	وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو تم کرم سمجھے	ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبدالبصیر ولد مولوی عبدالغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے نہیں کیے ہان
یارب وہ باز آئیگا اپنی نہیں سے کب

زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر
شیشہ رہے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین

بڑ جاے ترے شعلۂ رخ پر جو ذری آنکھ
پھر ماہ پہ ٹھہرائے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیرآباد خجستہ سی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین
روتے روتے مری آشوب کرائین آنکھین

ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے
کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور رکاذبہ ہوتی تھی

خاک پاہون بندہ ہون عاشق ہونین پاپہ ہون
کچھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے
مگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر پھون ڈالتی ہے

ہم تو دشمن آپ کے ہین یاری یہ فرمایئے
اور کس کس سے بھجے گی دوستداری کبھی

رو برو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا
ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپ کے

حقارت تخلص میر مہن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہ نازان اے عیش
اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبرآبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع گول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی
جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا

پھر گریبان کے اوڑنے ٹکڑے
پھر وہی چاک قبا یاد آیا

خط جو غیرون کے لیے اوسنے رقم
ہم کو منت کا لکھا یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون ہین دل دشمن جان ہو گئین

شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے
سیدھا کیا ہے موزیون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون ہست و نیست عالم تصویر کی طرح
گویا ہون اور خموش ہون تصویر کی طرح

دل مین ہے بیٹھ رہن در پہ صنم کے ہی تیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور رہین

یاد مین اوس بت کافر کے ہون ایسا مصروف
کہ خودی بھول گئے بلکہ خدائی مجھکو

سب سے گلے لگے تری شمشیر کیلیے
پر ہم سے وہ کھنچی رہی بے پیر کیلیے

گلی مین یار کے چینٹے گمسیٹ لائے مجھے
حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنؤ شاگرد جرأت پیشہ مین مدراس مین بھی گئے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ المعجم وخزینۃ المثال وصنم کدۂ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زلیست سے ہاتھ بھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا

ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آوارگی مین
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

کس کے ہین انتظار مین آنکھین
جو کھلی ہین مزار مین آنکھین

نزع مین یہ نہین بیوجہ مری وا آنکھین
شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین

ہو گئی ایک نگہ مین مجھے صحت حاصل
گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے
زلف پر پیچ ہے حلقون سے سراپا آنکھین

حکیم تخلص حکیم محمد حسین عرف منجھلے صاحب خلف حکیم میر امراد علی باشندۂ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری
دکھتے نہین زیور سے کبھی کان تمہارے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے پہ مجھکو اوس نے کھویا
مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

کہون مین کیا برنگ زخم ناسور
بہتا اکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندۂ لکھنؤ

آنکھ اپنی کسی زہرہ شمائل سے لگی ہے
یہ سوت مقرر چہ بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف لکھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اوجھتی ہے ہوا سے مری زنجیر — کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اوجھ کر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنوں نے — دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اوجھکر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی مین کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر — ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے — اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہین کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے — کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کو پہ گیسو مین مرا اوجھا ہے — وہ بلا کون سی ہے جو نہین آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے آہ بھی نہ کی میرے گھر کی تاریکی — رہا خموش چراغ مزار ساری رات
بھنسا کہ زلف مین ڈالی ہے پاؤن مین بیڑی — وگرنہ رنگ حنا لاتی تھی ہتھیلی پر

حکم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرہ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے — لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کریں — غم مجنون کریں یا ماتم فرہاد کریں
بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے — مور کی طرح پر و بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندہ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پان کہاوے ہے تو جھلکے ہی گلے سے لون رنگ | ہے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انصح نے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار

پاس میرے بھی کبھی آیئے گا | تا بکے دور سے ترسایئے گا
زلف سلجھانے لگے پھر صاحب | پھر مرے سر پہ بلا لایئے گا
ہو گیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا | یا الٰہی ہو بخیر انجام اس آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید نجت باشندہ سلہٹ خلف حاجی سعید نجت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکھائے گا وہ عیار کبھی | یہ بھروسا تجھے اے طالع بیدار نہ تھا
وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید | اور جو وقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

حمید تخلص سید حسین علی باشندہ آگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم | مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری سے

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کے دیا ہے | پاؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کلام الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین میر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہو دل | کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حنا تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان مین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے | اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا
گر کر موے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم | اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا داخل پھر کے کوچہ گیسو سے آئے دل | کیا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل
وصل کی شب مجھ سے اوس بت سی لگ گئی | پہنے ہے وہ جنگو جھگڑے کا چھلا ہاتھ مین
جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا اے جنا | سورہ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھ مین
ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن سے نصیب | رنج جو پہونچے ہین مجھکو دلربا کے ہاتھ سے

حوشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بہ سبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آئے کی ہنسی مین نے خبر دلدار کی | بھر گئی کانون مین بو اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شعر اچھے بامزہ ہوتے ہین مسطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اُسے | روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا مجھے دل کھو لکر نصیب | وہ آنسوون مین نوح کا طوفان آگیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے | پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو غداب ہی مین ہے | شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا صنم نے تسلی دو آنکر تو کہا | خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا
سہل سمجھے تھے دم قتل گران جانی کو | ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا
پس وصال میسر مجھے وصال ہوا | مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان | ابھی تو اے دل مضطر تری ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام | ایسی سنے تو مین ہی نہ سنبھالیا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا | اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی | جو ہے سو میری جان کو غفلت نسار ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندۂ رام پور میرٹھ مین پرمٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہو تہ خنجر ناز | سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا دھڑ جدا کر دے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان نور

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا | ان کافرون کے پیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جاگنے تیار | اودے مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جسے سایۂ دیوار صنم مین | ایسے کا تو مرودہ بھی اونٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہتا | مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا | کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو دلندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ خصمت جو ہوتا ہے | نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے | شوق مجھکو نہین کہانی کا
سخت پیری مین کیون ہوای حیدر | کیا ہوا ولولہ جوانی کا
نکلے تھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین | مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے اتنا بگڑتا ہے کوئی | تو ہی منصف ہو بلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا اکرام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین یاد آتی ہے حیدر | کافر کیسے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھر نہ ہم | تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسۂ عالیہ کلکتہ وطن انکا جائگام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا | جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھکا تے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیسا

عشوہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
تنہا نہین پاتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا

دل وجان دین وایمان دی چکا ہیر کیا چھپا
ذرا ایمان کا کیسے تو کلمہ او ہر گمان اپنا

درد کیسا کہ حد اور دوا کی صورت سب ہین
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا

میرے اشکون کی روانی دیکھکے او جنجر سن
ایسا سمٹا شرم سے دریا ہی قطرہ ہو گیا

سن لیا سرمہ لگانے مین جو حال مرگ خبر
کیا دیئے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا

عشق خط سبز نے پیسا مجھے مثل حنا
سبز بھی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا

اوس بت کافر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
قبلہ من دیکھیے کعبہ کا کیسا ہو گیا

کتنی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا

نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہجائیے صاحب
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب

قابو مین آگئے تو لکھا نکلے ہم مزا
اچھا سوال بوسہ پہ ہان مُنہ پہ نہین آپ

دیجے بوسہ یا کہ گالی کیسے جو کہنا ہو صاف
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح

کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ہوتی ہین تنگ چار سفید و سیاہ و سرخ

ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
فیروزون کے جو چھلے ہون اے یار سبز

لیا بوسہ خفا کی گالیان تو دی چلے صاحب
لیے جاتے ہو میری کیلیے پھر جان تک صاحب

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
اللہ رے ضعف چلنے نہین بے عصا کہ ہم

مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان

وصل مین وہ سسکیان لیلے کہ کہنا یاد ہے
کیسی بے رحمی سے آف مٹتے ہو حیدر چھاتیان

ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ

مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
شب مہتاب مین بلا [illegible]

پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
لنترانی کسے سناتے ہو

ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بو سے لیتا ہون
فراہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلا مین سکتے

مثال نقش پا کوچہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین
مٹا دین لاکھ وہ ہمکو مگر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے

دیکھیے جبوقت طفلان پریرو ساتھ ہین
ایک ہی ہشیار ہے حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال مین کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتین تمام شب وہ بنائے چلے گئے

غنچون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
بلبل کو چٹکیون مین اوڑائے چلے گئے

اوٹھے کیسے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ نہ بیڑا اوٹھایئے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جایئے

در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین کے عشق کو کیون کر چھپایئے

کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگایئے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمایئے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم کئے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

یہان تک تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے
محرم ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

اسادہ ہے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کمان اب تو اے سیمادم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الدولہ محمد نقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پریوش کی نظر جب سے کرائین انکھین — میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین انکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین — چشم بد دور جو اوس شوخ نے پائین انکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا — اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین انکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بلند — مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرائش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا — صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدر تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر کی — اس پریشان کو خیال زلف ہرجائی نہ تھا

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری اے دوستو — کچھ نہ خواہشمند ہون عزت کا نہ توقیر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو کوہ — تاکہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیے — اس مین کچھ کم نہ ہو گی مجھ کو بی
نیوری کو چڑھا لگا کہنے — رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے — دیکھیو اختلاط کی خوبی
دیکھ زخمی مجھے اوس کو یہ قاتل والے — ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

حیران تخلص سید مشہور عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ طالع ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین	مگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص سید ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین خدمت کپتانی پر مامور تھے

سر پٹکتا رہون یا چھوڑ کے سر مر جاؤن	تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
مشکل قصہ پر جو حیرت مین تو ہی حیران ہے	اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندہ جہنجہانہ شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک	نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی	کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم	کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا جیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اوجھل نہین ہوتا	دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرو ہو	پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد بازخان باشندہ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہگیا	کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص سید محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبر پور معروف بہ بندگی تواب فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب انکھین	لگا چورانے مسیحا سے آفتاب انکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا	ہین انتظار مین لگوے ہوئے حباب انکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

مجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گداز دل کا	یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہر وحشت سے	عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان ہے تیشۂ مے محتسب خدا سے توڑ | مرے بغل مین چھپکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام نجم الدین نبیرۂ میر منو ولد اعماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے | جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم ہو کہون کن انکھون سے مین لی غیرت عشق | ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۴۱ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

بر رنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا | ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو | کیا اوس مریض عشق کی جینی کی اس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن | ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل | کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانوں مین نہین ہین اوسکے بالے | اک چاند کے دو ہوے ہین بالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بہت سنگھ شاگرد میر سوز سنہ ۱۲۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے | رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے | سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہ لے کہ مین یہ کہا نون گا بر ا | تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خا معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہوے کہ انتقال کیا رائد

اکسے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صاف آیا میل سے دلمین وہ یاد افسوس آج | خانۂ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ بروہان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے مژہ پر دلکی بات | طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا ہار کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کہیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی پیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر | صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر
اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے | چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرح آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو | آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین جو کرنہ کوئی تہین سو کین پردہ شوخ | نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماہم پروانہ مین روتی ہے شمع | اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا | ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا
کاوشین جھیلین نہ کیا کیا بادفرہاد مین سے | گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا
دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا | تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری سرکا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین مشرف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم | روز محشر کو اوٹھینگے اسلیے دلگیر ہم
قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے | مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے
تری زلف سیہ سے اے پیارے | مجھکو اک سر بہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مراد آبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

نکیہ محل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر | ہاتھ اپنا بس ہے یہان مجھ ناتوانکی زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن اصلی بدخشان مولد دہلی دلہن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر اوستاد ہو کوئی | دل تو ہے بتادے مجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس مدرسہ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو | نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیرانسے

خالق تخلص خالق بخش اکبر آبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ فلک | کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری سے
بندہا چیان جو اوسکی جبین کی افشان کا | ستارے گن ہی کے خالق نے سب گذاری رات

خان تخلص عبداللہ خان دانا پوری شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل ہا یہ یارب جدا ہوے | کیا کیا فلک کے ہم پہ نہ ظلم و جفا ہوے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندہ وطن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے | مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتو کی چاہ گئی ہو برا ضعیفی کا | ادہر تو بک گئے بال ادہر سفیدی رات
اے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو | اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خانی تخلص مرزا خانی باشندہ دہلی اسکے دماغ مین بالکل خلل تھا

بے عقلونکے کام ہی کرتے رہے سدا | عاشق ہوے تو یہ بھی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبر آباد فارسی و اردو مین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب دکھ مین پڑا ہون | کیا پوچھتے ہو حال ہے کیسا مرے دل کا

خسرؔ تخلص سید مہدی بگرامی ولد محمد عسکری تو لڑکے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بھاگلپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بھلا کب سروسامان باندھا | تم نے ہی دیدۂ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رخش دلدار ہو گئی | اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیرؔ تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم | خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمتؔ تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کرلے | اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کرلے

خردؔ تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان مع اسمٰعیل مومن

ہمارے اونکی صحبت آہ برق کی سی ہے | ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پر ہنستے ہین
بلون یہ جان ہے جلدی کہین ہو نخ ظالم | یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خردؔ تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے بچھر اور وہ گلبرگ تراوہ ہجری | کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خونگ سے

خسروؔ تخلص پنڈت رام نرائن دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سو بھر کر | یہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کیجے

خستہؔ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر جیون دہلوی والد اسکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے متبنیٰ مین تھے

سایہ سا ہاتھ پونچی تو تھے پا تو تلک گرکر | اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہؔ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس نے جو نا گاہ لب بام کیا | روز خورشید و خشان کا وہین شام کیا

خرد تخلص مرزا محمد کیخسرو جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا احمد خرم مذہب بن مرزا محمد جاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے دلا اہل جہان کی یہ ہی عادت | منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خسنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غرق رحمت یہ ورد گار | آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابو ظفر بہادر شاہ متخلص بظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی نہ سن سکتے ہین کچھ تیری | ہمین اسوقت مین اے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا | خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

گالی سنکے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق | جو تیری خو تھی وہ ہی مرا دعا ہوا

کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے حسن اسکو | مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے | پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس نازوادا نے مارا | ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرمانے سے بہت

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیرون سے کہا | یاد آئے گا یہ جانباز نہین ہانے سے بہت

خطا تخلص مرزا نظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ ایوب لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

زبان لڑاتے ہو کس اختلاط سے پیارے | سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری دہن مین روح

کرے جو مرد و شے باتین ابھی تو زندہ ہون | مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین روح

خطیر تخلص سید امراد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد صفیر

آج غصہ مین وہ زندان کی طرف آتے ہین | بیڑیان پاؤن کی بولین قیامت ہوگی

خفی تخلص مرزا محمد معروف بہ سفید دیو خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

ترک چشم و صف مژگان و نگاہ خونریز
ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو

کشتیان آنکھین ہین بیشک خط پیشانی موج
مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آبادار ابرو

روے محبوب ہے یا کوئی سلحنی نہ ہے
مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے خنک از بس ہوا بے بزم ساقی جلد آ
گرم صحبت ہوگی زیب انجمن ہو جائے گا

دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال
حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوتی

حلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد دفتر پیولوی عبدالکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو حلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا
کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر
باشندۂ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ آنا ہی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا

دل لگاتے تو لگایا یہ نہ تھا کچھ معلوم
جی یہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوویگا

خلیق تخلص مرزا اطہر علی ولد مرزا ہوشدار متخلص بہ سودا سونا نوے ہجری مین
ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان
ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی
صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھین کچھ نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کہا مین نے جواے گل کچھ وفا کر
تو وہ ہنس پڑا وہ کھلا کر

بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمبدن
تو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق

حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیری کوچے مین
خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق

بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ
جگر سنگ سے بہی آب روان ہے تا تک

مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو
صاف ادھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق | لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص سید دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبۂ بلرامپور متعلقۂ بارہ بانکی گو رشید الدین رفیق نادر مرزا سے نینا پوری بیشتر لکھنؤ میں رہتے ہیں ۱۲۵۹ھ بارہ سو اونا سی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے صاحب دیوان ہیں اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہیں راقم کے دوستوں میں یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل میں اگر آپ آئیے گا | داغ کی طرح سے رہجائیے گا
ہاتھ جوڑون بھی تو ٹھہریئے گا نہ آپ | نبض کیطرح ما چلے جائیے گا
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا | وصل میں لطف شب وصل میسر ہوا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤن | خضر کا کوئی کبھی راہ میں رہبر نہ ہوا
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا میں | پھوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دانہ ہوا
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے | نہ دیا دل اور سے جو شوخ ستمگر نہ ہوا
ضعف سے کانپتے ہیں چلنے میں ہر بار قدم | پڑتے ہیں صورت چوب کلیم بیمار قدم
پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہے گل تر | چار باغ آئے نظر تم جو چلو چار قدم
سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے مفر | دیکھ لو سونے سے ہو جاتے ہیں بیکار قدم
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی | رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم
بے سبب دشت جنون میں نہیں سرگرداں | قلم آسا نہیں رکھتے کبھی بیکار قدم
حشر برپا ہو کہیں لوگ قیامت آئے | رہ مسکون میں ہو پل جو چلو چار قدم
بتون کا سبزۂ خط خال کا نہیں محتاج | بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
ترقیون میں تنزل کا بھی خیال ہے شرط | گرو مے کو نگین کو نظر میں سوار رکھتا ہے
رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر | کیسے زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
جان جان عاشقو نمیں نام جدائی کا نہ لو | موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیمارون میں
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا | درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کڑیان حسین بند کی پہندے ہین جال کے | کہیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق | چھٹ کے بغیچے وب گئے بے اختیار ہاتھ
ہر طرح مل رہیگا پس مرگ اے خلیل | دس گز کفن گزی کا زمین تین چار ہاتھ
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ | تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل | پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی | پاؤن کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل | نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مر کر بھی چھیا دن جو تری زلف کا سودا | بتی نہ دھوان دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گدا رعلی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے | لے جائے قلم سے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر مین کسکے لیے پھرتے ہو خلیل | سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا | اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان وتذکرہ شعرائے فارسی وارد و گزرے

لہو رونے سے میرے تر ہوا جیب و کنار آخر | خلیل آنکھون کے ہاتھون ہو گیا گلزار پہلو مین

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا | گلگیر نے تب اوسکی وہین دور کی گردن
سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید | تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ تاکہ نواب عاشور علی خان بہادر خلاف خواجہ عبدالحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

میرے گھر کا ہیکو آپ آئیے گا | خیر بندے ہی کو بلوا لیجیے گا

سنکے حالِ شب فرقت بولے | کہیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین | ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا
کھیل مین جان یہ کھلوایئے گا | ہم کو شمشیر سے سر آیئے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین | ہم جلا لین گے جو مر جایئے گا
وصل مین کہتے ہین بھولے بنکے | کسطرح ہجر مین مر جایئے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل | شام کو آج ضرور آیئے گا
وصل دس رشکِ چمن کا گر میسّر ہو خلیل | آرزو اک عمر کی ہو جاے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا | پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو کہن کے بادلن

خموش تخلص مرزا خدا یار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین | کچھ اِن دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردشِ چشمِ ستم پر ترے جب کہ نگاہ بیٹھے | خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجئے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ افسح وطن اِنکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۸۵ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے | اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گر دور سر گیا تو رہا درد دل اوسے | بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین | مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت ہی ہین مگر | دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا | سب مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا آگے ترے دیدۂ میگون کے مدام | بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا
گر جو شئی غیر سے کر کے جلایا آپ نے | اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہو وے اے خواجہ اگر گریہ کنان
موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان بامین
تو نے پوچھا ہے پسینا جو رخ گلگون کا
دامن گل سے بھی زاید ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ بخش علی باشندہ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے منتی کا ملنا چھوڑا
سرمہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین
حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا
چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خورشید تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا
ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تہانہ دار باشندہ اکبرآباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے
پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
ثبت پھرانہ بتون نے سنی مری فریاد
خدا کے ہاتھہ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتی ہین
سدہارے رات اوٹھو صبح محشر ہو چکی ہے

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سا بومرشد آبادی راقم نے ازنگو گلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے
خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ مجھکو چین بے تبات پر
غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحیل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندہ سہانی

گنگہ مین یہ شہید دن کا بہایا ہے لہو
نیچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد رافت

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑنے کو اور کیا باقی رہا دست جنون
چاک دامن ہو گیا پیراہن گریبان ہو گیا

نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید
کسیطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

حورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلجائے ترے سامنے بے رحم
اک دم کی دم اس خستہ کے بالین سے نہ جاؤ

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادر زادۂ وشاگرد برکت اللہ خان برکت استعار فارسی انکے ایک لک سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور منہ دکھانا تھا
نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا

جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفے مین
کہ جو چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غرفے مین

تیرا شگفتگی یہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچہ پژمردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جاے باغ مین رشک چمن مرا ہے داد
شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدون کا
نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا

کھلا کسی پہ نہ اسودگان خاک کا حال
ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل
لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل

ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے
لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو

مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا ادا قضا
اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند وشاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

ایک نونہال گلشن خوبی پر شگفتہ ہوکر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ چکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش بلبل کیطرح اوڑگئی دل بیتاب نے اونکی بیقراری اور آہ وزاری یہانتک شروع کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر قصد پرواز کیا اوسوقت اونکے غمخوارون نے ہوس بجای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کو حال پر ملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے ہمت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ؎

از جان رسید بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی ✣

اور فوت کی اِنا لِلّٰہ و اِنا اِلیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ہے ہتھیلی دیکھو	ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے	اسے کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
یگانا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سے جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے	جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ	سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

داغ تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈیپوٹی مجسٹریٹ وڈیپوٹی کلکٹر ضلع بیربھوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ۱۲۸۱ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت ہے عزت ناصحا	محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ کوفتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھین ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمہارا ہے | ہوا معلوم شاید آتش مے کا حرارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزا دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رام پور راقم نے اس شخص کو دہلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

گر تو کبھی بہانے سے آجاے وقت نزع | ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین | آنکھے ہین خود بخود نظر اک مدعا سے ہم
ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر | اوٹھتے ہین دیر دیر مرے نامہ بر کے پاؤن
کیا کہا نہیں تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین | کیون یہ کیا ہے غم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین
آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے | ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین
وہم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی لوگ | قصہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین
اونھون نے خط تو بھیجا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا | کہ سو سو طرح کی ہر بات مین پہلو نکلتا ہے
کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری | لب پہ رہ جاتی ہے آآ کے شکایت تیری
وہ تو ستم کرینگے کوئی مرہی کیون نہ جاے | ہم بھی ستم اوٹھائین گے اب سہی کیون تجھ سے
دل و دین کو جنے دیا ڈبو ہی نام اور ہوا ہی تو | کہین داغ تم نے سنا جو ہوا ہی وسیاہ کا نام

دانا تخلص میر فضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گزرے

دل مین ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا | یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

دانا تخلص لالہ سوہا رام علاقہ دار کمسریٹ انگریزی رائم نے انکو ۱۸۳۵ء اٹھارہ سو ترین عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جنے نہ کی فریاد سے یاد | کج لیتا ہے وہ اطلیش مین دشنام سے کام

دانا تخلص روشن لال ولد مہتاب رائے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر چین مجھے ایک دم نہین | رہتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

داؤد تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو +

چاندنی کی سیر کو کس طرح نکلے وہ صنم | دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب خدا مجھے یار ہوتا ہے | دل مرا بے قرار ہوتا ہے
بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش سے | دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد منظور ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا | عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو
دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر کو دیکھو | کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

ورخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر متقل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودھ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے زر و ملک مین اگر نہ ہوا | آینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا
غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف | غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اڑا دیا
گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا کر گیا | تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا
وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا بالا جائیگا | دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا
چاند دیکھے جو کبھی تیری سپر مین خورشید | سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید
شیشۂ و جام سے معمور ہے سارا بازار | آئینگی دختر رز دیکھنے مینا بازار
خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس کی بھی کو | ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پر
ہے میری آرزو مجھے اے جان آرزو | کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو
طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھیرے ہم | جا و تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

ورو تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی ورنجتہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال اکثر روز آدینہ بست و چہارم

صفر ۹۹ سنہ ۱۱ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا — پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
اے آنسو نہ آوے کچھ بات دل کی لئے — لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا — کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس — جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا
مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا — ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا
اوسنے قصداً بھی میری باتون کو — نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا
کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی — جبتلک پہونچے ہی پہونچے اک کا اک دھواں تھا
سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا — بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی — ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم — بجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون
مرے ہاتھون کے ہاتھون اے غریزو — گریبان چاک ہے چاک گریبان
ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین — دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری — یہ ایک جیب ہے سو تار تار کتنے ہین
اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین — پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا — سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون
اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو — یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو
نہ کہین عیش تمھارا بھی مشخص ہووے — دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز — گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو
ہر چند مجھے صبر نہین درد لیکن — اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو
ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ — گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاشش تا شمع نہ ہونا گزر پروانہ — تم نے کیا فکر کیا بال و پر پروانہ
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اسطرحسے اک لخت جو آنسو نہین تھمتے — معلوم ہوا ور دکہین آنکھ لڑی ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی — ایک بھی اوس سے ملاقات نہو نے پائی
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے — جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے
آہ بس مت جی جلا تب جانیے — جب کوئی افسون ترا اوسپر چلے
ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے — آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے
مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے — نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے
خلوت دل مین کر دیا اپنے حواس نے خلل — حسن بلائے چشم ہے فتنہ و بال گوش ہے

ور دمخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی خلق باشندۂ میرٹھہ

نہین پڑھنے کا دہان کوئی ہرگز — خط ہے میرا لکھا مقدر کا

ور دمند تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین علی اصغر کیپر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کرون مین ظلم سے فریاد کب تلک — تک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جائے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جائے
کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارب — پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جائے

ور دمند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میر امظہر جانجانان قدس سرہٗ بنگالہ مین بھی آئے تھے سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو ستہتر ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہسار مین جا گرا ہے ناحق کے تئین — پروین سے جا بھڑا ہے ناحق کے تئین
کوئی ٹکر بہاؤ سے لیتا ہے — فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دتا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کی تھی +

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی	اس مملکت عشق مین اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سو کل	روز رو تے ہین وہانکے در و دیوار سو کل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شاگرد دیوان سجان علیخان کمبوہ باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین	نظر انھین نہ جاے یہ شمع قمر کی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دو زخمین	دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندہ دہلی نبیرہ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدہ تر دیکھکر دو چار کے	ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے	تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص دہبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل	جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام	خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا +

دل تخلص زور آور خان باشندہ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھر ادل مرا اے ناصح جاہل اکر	پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر
کیا سیئے کو وا کیئے لگائی آگ گلشن مین	عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین لے لیا	زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندہ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل یہی تقصیر ہوئی	نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین	ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئنہ یہ ستم رسیدہ ۔۔۔ رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو در ہاتھ آستین بکٹی ۔۔۔ برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری شیرہ راجہ خوشحال رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین چشم دیدہ نرگس حیران ۔۔۔ چشم پوشی نہ کر آپنے گنہگار سے مل

دلسوز تخلص بھی ہزاین خلف آتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھنا گر جوش طوفان کا مری آنکھون مین آہ ۔۔۔ اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ پٹل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفر یابخان خلف مسٹر شمر و فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے جے پور مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا ۔۔۔ یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض ۔۔۔ طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پائے بوسی کا تھا اے بیداد گر اپنا ۔۔۔ گرا قدمون ہی تیرے کٹا جو وقت پہ اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم سمجھے ہین ۔۔۔ وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی ۔۔۔ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی
رات تم اسطرف جو آن پھرے ۔۔۔ دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجدا انکے نعمت خانۂ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چپکے سے گر آن کے ملتے ۔۔۔ رسوائی ہر کہ چہ و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ نسخ ۔۔۔ یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنولال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسنیخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور رہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا | حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا
باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل | وہ مدعا ہے گوش سے یہ مدعا ہے چشم
آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین | نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدا ہے چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو | یارب ہو مین ہون گلی مین ماتھہ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو | کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو
صنم جو دیکھہ مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھو سے | کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو سے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی | بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مرنے سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی ہے وہ گل اندام نہ آیا | مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو | بسی دماغ مین ہے میرے اوس دہن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

معاشقون کے واسطے حال پریشان چاہیے | آئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بہار سی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا | اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر | خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم لے گیا عبث
میری سرگشتگی کو دیوانہ | پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص رائے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاتر این فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے انسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح
جان پر آنی ہے مری خاموشی سے
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے

باکر سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح
بات کنجہ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ نگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم*

چھوڑا اسلام کو اور چھینچے قشقہ ذاکر
طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا
آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا

شب جو باتون مین وہ مہ پہلو کروٹ بدلکر رہ گیا
رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہ گیا

لیلی کا ہب کہ نجد سے محمل نکل گیا
آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا

لالۂ صدرنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب
کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

یہی ہے گر حال آہ سوزان گر یہی جلکر فلک زیر
یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک مچیر

دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین بسا ہے
دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے

تو دست برہمن سے مار اڑے گا زاہد
ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھا ہے

جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے
مری زنجیر پر ہنگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے

پنلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے
لعل احمر سنگ مو سے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف باترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی
تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آکے گھس نجائے کہین ناک مین تیری
اے چلبلے نہ ڈال نوقطگیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کہ رہ گئی | مل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

فدوی تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ پرگنہ

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی | اے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

فدوی تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب شیعہ سے توبہ کرکے مذہب سنت جماعت

اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سو ہی دوست | مُنہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روی دوست

یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا | یا اسی کو تھا میسّر تکیہ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کو ملا قاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار ہی چھوڑا | الفت مین سمن رویون کے گلزار ہی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پنشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے ذرہ | بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو رسا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین | نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نرائن وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے | نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہونمین نہایت سخت جان ہونمین | نہ ٹوٹی خنجر برّان لہین یہ مجھکو خطر اسے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون | اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان قدیم گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان | ہاتھ سے چرخ کے ڈھونڈے ہے تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو | جسکے قدمون سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو

ہلی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو | کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن | کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم نام ہے ہندی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم میں سخنہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکھتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے | مرگ کا اوسکے جہان کو غم بجا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکہا | انتقال شاعر کامل ہوا ہے

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف | رقم میرا ذوق الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جہانکتے تھے وہ مجھے جس وزن دیوار سے | واے قسمت ہوا وسی روزن مین گھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ہونگا | کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار ہونگا
نالہ اس شور سے کیون میرا دوبالا دیتا | اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو چکر اوس دشمن ایمان کا | دل نکر جلدی کہ جلدی کا قدم ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید | تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
خضر ہے خون سے دل پایمال کے کیا | چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا
بغل سے لیگئے دل کو نکالکر وہ صریح | جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
نہر دم ہین اوسے یاد تو نے دیکہا ذوق | گیا وہ غیر کے گھر تجھکو ٹال کے کیسا
اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا | اب آہ آتشین سے بہی دل سرد ہو گیا
بانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجھا ہوا | ہے دل ہے زندگی سے ہمارا بجا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون نصیب جدا — ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا — سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور — بون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
ذوق کے مرنے کی سنکر پہلی تو کہ گرگئی — پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا
عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا — اگر چیلہ کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز — کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا — کمی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا
ترے جوڑے کے کھلنے نے مرا دل بستا باندھا — عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا
گل اوس کے زخم رسیدون مین مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
ذکور ترے بزم مین کسکا نہین آیا — پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
سرمہ ہے مری آنکھ کی شہرہ ہے نگاہ یار کا — سچ کہا ہے بارھ کا ٹی نام ہو تلوار کا
کیا طمع مین پڑ دت ہے چٹ دل کی اوڑا چلا — ہونٹون کا کہان ہلنا دان بات کا پا جانا
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون — کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا
یہان تک ہے زور زمانہ ہے مرد دلیر کا — جھاسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا — خوب طوطی بولتا ہے اندنون صیاد کا
مسجد مین اوسنے جھکوا نکھین دکھا کے مارا — کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا
بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج — کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر تیرا کیا علاج
وہ مشک سا ہے کیسے ڈبوئی خضر نے — لیگیا خط و قن دل کو سوے گرداب بیچ
ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب — اس مکر چاندنی مین نہ کرنا گمان صبح
ٹھہری ہے اونکے آنیکی یہان کل پہ جا صلاح — اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
کیا آئے تم بلانے گھڑی دو گھڑی کے بعد — سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
جھومر کا نظر سر پہ ترے ایتو پڑا چاند — وہ چڑھے ہے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھکر
پڑا فرا ہے جو مرنے کسی کے سر چڑھکر

موح کرنے کو مرے پوچھنے کیا ہو تکبیر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

ساغر دل بیچا آیا ہون کھومت ہاتھ سے
چوکتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوکر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر

تونے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑکر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر

وہ کہے کون ہے قربان مرے اس حسن پر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کر
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

کیا زبان چلتی ہے اوس نرم مین بدگو یکی
منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقرض

پھر کر ادھر او ادھر نہ ہمارا گیا قلق
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق

صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک جدا ایک

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
دُرہم کی شکل صورت دُرہم سے کم نہین

اوس حور روش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

پھر اوس غرہ کی یاد کرے دل تو دل نہین
نشتر چھپو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہو نہین

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھری خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین

خط پڑھکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین

نہین خضاب سے مطلب ہمین ہے موے سفید
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین

چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
لب کو دون زخم کو نہ دون لعل کو دون تل کو نہ دون

اسیر رنج و غم مین ہون مریض جان بلب مین ہون
اور اس پر اب تلک جیتا ہون نہین کوئی عجب مین ہون

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے
برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

صد وے نیش زن ہر دم ہے سینہ ہر در پیدا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھوا اسکو کہتے ہین

مرے نالہ سے چپ ہین مرغ خوش الحان نالہ ہیں
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ مین

مرگئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
ہوفا پوچھے ہے کیا تو مرے لیجانے مین

جسجگہ بیٹھے ہین بادیدہ نم اوٹھے ہین
آج کس شخص کا منہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین

کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسون
ہوئے پرسون نہ ہوئے پردہ تمھاری پرسون

زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہون

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا ہون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو

دن کٹا جایئے اب رات کدھر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین بڑھ رہی ہے گھر کاٹنے کو

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

تو کمذر نہ ہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

پتھر اڑیا جلوہ نے تری چشم ضنم کو
چکر اڑیا غمزہ نے تری طوف حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

دیکھا دم نزع دلآرام کو
تم مسی مل کر نہ غرفہ سے نکلا نہ کرو

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسیٰ ہو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو

دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ
غنچے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ

اے خنجر خونخوار نہ برشش مین کمی کر
ہان مجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

جنونکی جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ کو کر لے چلتے ہاتھ

رقعہ چوری سے اوسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ — کیسے رسوائی ہو پڑ جاے جو دربان کے ہاتھ

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ — ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ — اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ — کہ اسمین آیا قورمہ زی ہے اور نہین روزہ

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے — اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ در آجے — فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا — کرینگے لے کے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

حساب اصلانہ پوچھے میرے دل کی زخمہ سنجی کا — حسابستان در دل اگر دہ دلربا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوسکی — کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے — نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے — حور دون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو — آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

یہ ذوق ہے پرست ہے یا ہے صنم پرست — کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دلبر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے — مشک گر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

موے سر مارا ان سیہ کا ایک سر سر شکری — مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین — ہے یہ مرد سیاہی پیشہ پھر تا لشکر لشکری

لیتے ہی دل جو عاشق دل سوز کا چلے — تم آگ لینے آئی تھے کیا آگے کیا چلے

خضر سے کہدو نہ ڈرائے ہمین زنجیر در کھڑکا سے — شردہ خار دشت پھر تلوا مرا کھبا ہی ہے

سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہی ہے — یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

بل بے استغنا کہ وہ یہان آتی آتی رہ گئے — اف ری بیتابی کہ یہان تو دم ہی نکلا جاتا ہے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے — جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا — بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

الٰہی کس نگینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہے — کہ آج کوچہ مین اوسکے شور یا ذبح و تلتی ہے

غم جدائی میں تیری ظالم کہوں میں کیا مجھ پہ کیا ہے گذری
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر
جہان میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے

شور قاتل یہ کیوں ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

ہے تیری کان زلف عنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتے نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

ابر و باراں کی نہ کیوں لطف اوٹھائیں مے خوار
کہ اوڑاتے ہیں گنہگار ہے رحمت کو مرے

کب وہ گزرتے ہیں سر لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لا مکاں سے

کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
اوکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

گئے جنت میں اگر سوز محبت والے
تو یہ جانور ہے دوزخ ہی میں جنت والے

ہائے ری حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھو تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل ہمارے ہیں وہ ہی عیادت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اوسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

بھولا نہ مجھے قتلگہ عام میں قاتل
اللہ ری ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

خط اوسکو دیا بھی دیا جو قاصد نے ذوق کو کسکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میری عبارت نہ پہچانینگے

کیا نہ نظر تم کو ہے بار و نسے تو کیسے
گر نہ سے نہیں کہتے اشارو نسے تو کہتے

یہ اقامت ہمیں پیام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہاں رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر دے
کر مے آشام پیا سے ہیں مہینا بھر دے

نہیں قرگان پہ خون خار غم تھے دلنشیں نکلے
جنوں یہ نیشتر کہنے کیسے کیسے دو بے کیسیں نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا — کم بخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پائے
دور کر بالون کو سر پر سے لیے ہے لیلی — پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلاگرداں ہون — کہ نہین تیری ہی دہان گردش گردون چلتی
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے — عصا ہے پیر کو اور سیف ہی جوان کے لیے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی — پہلے ہی اونکی میری طرف سے پڑھا چکے
اچھا کیا وفا کے عوض قون نے کی جفا — بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
تیغ تو ادھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے — دل کو قاتل کے بڑھانا کوی ہمسے سیکھ جاے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا منکا ٹلا — جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مرد ناہم پر سلے — لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید — زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
چنے تو نے افشان جواے بہ جبین ہے — ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
کہے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر — صلاعشق کم خرچ بالانشین ہے
تو آنکھ مین نہ سرمہ دبالہ وار دے — مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات — ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
پیشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی — جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی — یہ خوبرو تو حور ہوے یا پری ہوے
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے — پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیواسطے
نعل شکل مہ تو جب تری توسن کو لگی — چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی — شرابی ہو کے تائب جسطرح ہو جاے تریاکی
تنگ کا وار تھا دلیر پھڑکنے جان لگی — چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
پہین ہے آشکارا کسکے ہمکو ساقیا چوری — خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری
بدن تو نے زیر گردون گر کوئی میری سنے — ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
پھرتے ہین لکھے پڑھے سو ہین ملک جاہ کے — طفل مکتب ہتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل غش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ

کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو انکی چلمون پہ آگ رکھے

چاہیے زران بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر یہان نہین گوڑی کفن کیواسطے

ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ تنخواہ سو گرہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہو وہان اللہ ہو اللہ ہے

مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جاے
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاے

ہمارے سینے مین وہ آتشین ہے ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہے مثل ہے پھول نہین نکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

غمزہ و ناز و لیلے کی دیکھو گے شوخ غمزے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین بڑھ گیا کاکل بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میرے کیجے کہ پھینک دیجے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے

مری طاعت سواب تو معصیت ہی عار کرتی ہے
مرے توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونکو اثر سے کیسے
دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ سنہ سے بولا نہ سر سے کھیلا

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

در دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو در ہے
ہون مین حرف در دحبس پہلو سے دل لٹو در ہے

سایہ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی
ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت
اے غریز دلکاہ کیجیے گا

جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مراد آبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئی

دونون مین بینوا دن کا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا	گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان عم شاگرد حافظ غلام حیدر سمیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا	ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار نے محشر بپا کیا	فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد مستعد

ہوا گر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر	تو گرین کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے مین دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق	جلامت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے	ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نکسن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤ گے صاحب	تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤ گے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبر آباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو وہ ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین	دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی	پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

مہر دشب کو آنے کی یہان وہ ہوم دہام ہے	بہتر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد دین دیال باشندہ کاکورہی شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام و لعل من نظر سے گذری +

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو رو کیجے | سرو زچشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن الہ آباد حال مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب | آجا ہی گئے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل | پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو | ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بیجا ہے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین | کہ اب رہا ہونے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کنن لال باشندۂ متھرا تحصیلدار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سر و سامانی سے | خوش گذرنے لگی اب جامۂ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندۂ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا | نہین جاتا یہ درد سہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے | سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جو اوس نے پڑی آنکھ | دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے | گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن الہ آباد تورانی مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا | لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد | دھو جو آئے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندۂ مکن پور ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا | دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ جسم | سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنائے جہان شے لیکن | جب کہ نا پایدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز وحسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر تو تیا ہون جسم مہر و ماہ کا | آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی اے وای تمنے کیا کیا | آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیرے درد کو | ہائے رے لذت کہ جھگڑا اجسکا ہدیگر رہا
کب میرا خریدار رہو موجد وہ جفا کا | بندہ تو ہون ہے عیب ولے مجھ مین وفا کا
سوپنا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا | ہم نے اس امانت کو چھاتیسے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو | شہید مین تیغ ہون اون شرمگین لگا ہون کا
ٹھنڈی سانسین بادیزے مین اوسکو بھاتی ہین جبھی | چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوا ہی سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا | یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہے | یہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق انجو ہے | قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھینگے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا محمل تمھین کانٹا سا جسکے چبھا نے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین | لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اونکا لذت آمیز | ہے زور مرا نہین نہین مین
اب اور لگا ہونے ایجاد گلستان مین | راتون کو لگا پھرنے صیاد گلستان مین
کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو | طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رولایا ہے
بھی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رسا تخلص نواب ظفر یاب خان خلف ملا میان مغفور لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولاد مین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہووے سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہو یہان سخن کی بال شہپر سے
رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی ہے بیغش ہے آزادونکی مسند سے
فزون دی سنگ سے یہان سرگرانی بینیا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون ڈھاکے ہاتھ
چھوڑا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ

دریاے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب ڈھاکے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی

مارڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے
دھوپ ہے باہر تو ہے مدفن کے اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے پھرین وہ در بدر
دھوپ دکھلاتا پدر جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوس نے
دل کو پردے مین لبھایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ مو

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے نہ دے
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

چھٹ گئی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا	بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڈھ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب	تغافل کا گلہ اوس خبیث سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد متغور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین اسسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بہرتا ہے نعرہ تیرا بسمل آہ کا		پڑھ کے نجس اوسکو تو اب ایجان بسمل کا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا	ق	صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر		چار و نظر نہ سکے کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اوذکو نہین ہے خطرا		کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا		گر تجھ پہ کھل گیا ہے عقدہ رواروی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر		ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے برمین
کہ مشکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جرّاح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی ہے گھڑیان کیسی بے آئین بجین	تب آیا وہ راحت جان جب تین پہر تین بجین
گرمی رخسار رفتی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین	جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینہ مین
رافت اچپل وہ بھلا کب مرد گھر ٹھہرے	عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے | اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ | میرا ارمان نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون ای پیاری اگر تو رشک لیلیٰ ہے | گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لیلیٰ ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم بتیتر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان | غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی | تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گزرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا | چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا درد دل بلبل گلون سے | اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کا ہاتھ | آیا جو دیدہ مین تو کم از آستین نہین
مرے سیکھنے سے زاہد کرین توبہ میگسارن | رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یارن
یہانتک قبول خاطر کیجے تری جفا کو | تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ چار کلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کرد مین | کرد بے خوب مرے جامۂ دو ستار کو تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے ترے | کیا ستم دیکھیے دکھلائینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبد اللطیف باشندۂ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان مین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین | غم دوست مین رہا چمن روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو | جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے | لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آیئے آیئے اب نزع مین ہے عاشق چشم | بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل | تم خدا کیا ہوئے سہلونے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست | روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

ربط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مراد آبادی شاگرد مہدی علی زکی

در بدر پھرتے ہین اب خرچ کو ہاتھو نسے تباہ | گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاون

ربط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو | دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب | کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم غیر عیش کرین | کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو | اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
ربط ہر وقت شکر لازم ہے | تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

بی بی کے خون دل سے ہے بسر کی ہی زندگی | ساقی جو دے شراب یہی دم ہو واہ وا

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے پنجۂ خورشید گر گیا | جس روز آگئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالہ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا | بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر
ملنے ابتک ہین کہ رخ کی مری کیا قدر تھی | مین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور روزے خیر ہے تجھے | بتا تو کیون لگائے ہے عمد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے | ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حرف تحمل نہ ہو سکا | خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش نادان باشندۂ سرد ھنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین گنجینۂ الشعرا نظر سے گزرا

دن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین ہیں — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوی جاتا نہین — کہ مثل پو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان دلدرد وست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی نیرد

جھانکنے تاکنے کا رکھتے ہین لیکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

غش ہین مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہای رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون ہمارے چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد وحسرت وحیرت

آتا ہے میرے ملنے سے اب بیکھنگ دعا — حاصل ہوا یہ فیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہونگہ رو سیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سرو سر بکر — لچکا نہ کھاے او بت نازک کمر کمر
یا جامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریاے زر مین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کرو تم — سر کاٹو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کٹاری مین تو ہی سہنے کی کوٹے — ابرو کی سروہی مین ہے چھالا مرے دل کا
مہنت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یا الٰہی رہین قائم صد وسی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق ؛

بیوفاؤن سے اے رسا تم نے سچ کہو دل لگا کے کیا پایا
سیان تلک اوسکے غم مین روئے رسا کہ ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہرزادہ راجہ جھاؤلال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہونس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی اور بتلا دے مجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو مین ہون اب جانسے بیزار تمھارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جائسہ متعلق سہارنپور نبیرہ امیر الامرا نواب عبداللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ صیغم

کل جو اکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین بجلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہی کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جانہین مین یہ کہ آشکون سے نم نہین رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا ینده محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پیرہن کفن ہوئی جو انکو چھو کی آرسے چمکے ہین زور حسن سے اونکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد شیخ کربلائی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے سوا ہو گیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتین ۔ سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
محبت نہیے تب کہ ہو خانۂ دل ۔ ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
ہم اے رشک مرتے رہے آبرو پر ۔ رہا نقش بر آب نقشا ہمارا
کسکو رکھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش ۔ آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
پوچھتے وجہ دہن کیلیے معدوم ہوا ۔ کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات
وہ رند ہون کہ کردن فرض کرکے میخواری ۔ جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے ۔ کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی ۔ کچھ دیکے جو بولا وہ پریزاد فراموش
تری وصاف ہے سوسن تری بینا نرگس ۔ وہ سراپا ہے زبانین یہ سراپا آنکھین
کیا جرم تہ مین بندی نے لی اگر زبان ۔ صاحب بھی تو پکڑتی ہین آٹھون پہر زبان
لعل دیا قوت ہین مہندی سے سر ناخن ۔ پہلے تھا غیرت الماس وگہر ہر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار ۔ پھٹنیان فیلم کی توہیرے کی پائین چھاتیان
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آینہ ۔ اے بتو اللہ ری تقدیر پشت آینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق ۔ سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
کہان یہ لطف چیتے نے کہ پائی اگر تیلی ۔ تمھارے مونھ تیلے اونکلیان پتلی کمر پتلی
فقط نچہ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے ۔ بدن شفاف شاخون قد موزون کمر پتلی
یار من من کے بگڑ جاتا ہے ۔ کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی وارد دانکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اسس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تکلو احتراز ۔ آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جاے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اوسکو اوٹھ گیا
پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جاے گا

نبضین چھٹین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
آؤ کہ کوئی دم مین بلایا نہ جاے گا

وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا

مرا عقدۂ بخت کہلتا نہین
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا

رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ بنی
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا

اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا

کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا

اس قدر خوف ہو اتم کو مری جان کسکا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شر افشان کسکا

قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
عشق اس سے سوا نہین ہوتا

ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
خضر بھی رہ نما نہین ہوتا

ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشکی کا حال
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر

اس عنایت کی یہی قابل یہ گنہگار نہین
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین

رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین

نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
اگر اوجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچان مین

یہ منصب بلند بلا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان

مرا احوال سنکر بے تکلف
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے

وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
کیا کیا امید واری تقدیر کر چکے

تدبیر کب بنانے کو احباب آئے ہین
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے

آیا خیال بیکسی کا اوسنھین تو کب
جبکو قتل وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے

وقت وفاے وعدۂ دشمن نہین اگر
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے

وہ باتین جو کہ اوسنے تہین چھپاتی
غضب ہے کر رہا ہون مین اونھین سے

وہ پھرنا کوبہ کو رشکی کہان ہے
ہوئے ہین آپ بھی اسمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین منیر

سنتے ہین آج وہ بت تیغ بکف آتا ہے | کون رد کے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبر آباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا | رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی متمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضین ہون کہ | غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچہ حال غم تنہائی | اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو | دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہ مین چپکے ترے کوچہ مین | ہین گنہگار تو ایوان کے تلے بیٹھے گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبر آباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقونکے لیے | تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ | ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے خنا تم جو ملا چاہتے ہو | آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین اس آب دار کے | جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹی پتھر سے برا وسکا خیال | یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک | حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سر کشونکو چین ہے | ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالائے سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد دانبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھونہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ | ہر شب مرے اے مہ ہون تیرے سر کی بلا ہاتھ

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے | جرس ناقہ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسہ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے | آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان لیے چھوڑ چلے شام جدائی | کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندہ قصبہ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا | دل تو مجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجہ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل | اونگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندہ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین | ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دکھیہ شمع کو عاشق کے ستانیوالے | کسطرح جلتے ہین اور دونکے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے | یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابت دار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون رنجتہ مین نظم کیا ہے +

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی | یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر جنون کی بچانا دم خرام
ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جا ہین

بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کے لیے
حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائی جا ہین

رعد تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا
خط باطل نہ وہ سیندور کا فشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ سخی تاجر پشمینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پر نیاز کے منہ پر
تو رنگ کچھ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپورتھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے
عنچہ رنگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تہا روح کا ہدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروائے جگر سوزی کچھ
اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھرئے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا
چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرات

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار ہم
ورنہ بگڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم

وان کیونکہ رویئے کہ منادی جہان ہو یہ
زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین
ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین

کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین
الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رقعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ پیلی بھیت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہوجاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رام پور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ — کہ جیسے تیری قبا میرزا فش ہے تنگ
بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم — اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا بیاری دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار — لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا
کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے — تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا
ہو برا بتا بی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے — راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا
یا الٰہی در کس پردہ نشین کا تھا کہ شب — دل مین اوٹھ اوٹھکے مرے دل ہی مین پنہان ہو گیا
مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ یہ اب تک — چبھی ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا
خدا نکرے وہ کرے نالہ گر تر اعاشق — تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا
کچھ آنکھ کا کیا نہ گیا کچھ خیال کا — مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا
کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان — گویا کہ سامنے بھی مین نظرون سے دور تھا
رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو — نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا
تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا درست — غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا
آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہی غیر — جو کہ دھڑکا تھا وہ وہ پیش نظر آہی گیا
شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ — ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا
نہ اوڈکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ پرسش — نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا
تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل — ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا
مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تجسے راز و نیاز — اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا
گم ہو گئی شاید بت و تبخانہ کی الفت — کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد
ہاے پانی بھی چوانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی خبر گیر حسرت ترے بیمار کے پاس
لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اوکی خاطر — اپنی جیتے ہی سمجھا یوس ہوا جاتا ہون
پونچھے اشک اونسے گمان غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دیدینگے اِک جھگڑے کی ساتھ | تو ہے جو دے دین تجھے اِک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے ہے خدر کو ظالم | عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اناوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہی ہر عنوان کا | دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

بھی بھی زیر مین تیغ نگہ یار رفیق | کہ لگا یا رخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد تنا ء اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان ہم | ہوگا وہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم | اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو گر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کج دیج مین جو رفیق تھے سو جدا ہوا | مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دلسے ہمسفری رہی

رفیق تخلص فرزند قاسم علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنو صاحب دیوان گزرے

گھر مجھکو کاٹنے کھائے تھا شب کو یہ رنگ تھا | اوس بن پلنگ خواب بھی کل پلنگ تھا

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا | یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا

اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا | اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس | جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہوسکے زار برس

دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر | سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان دل

تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر | کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل

جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان | حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان

چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسیکی | اللہ بگاڑے نہ نبی بات کسیکی

رقمت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی منصور سرہندی باشندۂ رام پور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی وفارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا ماتم ہو چکا — اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا
ہم تو گل کھا کے موئے اور دہان غیر دیکھو — جاتے ہین اب تلک اپنے اسی معمول پہ پھول
اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی — چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول
زندگی کر عذاب سنے مجھ بن — موت بھی تو خراب سنے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھانند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین سرخ کے لیے دہان کے لیے — نہین عبیر کہ بوسے کہان کہان کے لیے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

نہ دیتا ہو نہ دو بوسے لبون کے — زبان کو پر کرو دشنام سے بند

رقم تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

انکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار — بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے — ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا
سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا — ایک مشکل مری مشکل کا ہو آسان کرنا
مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا — پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا
طرز رفتار نے تری ظالم — رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا
وہ لیگئے ہین خدا جانے کس طرح دل کو — دیا ہے مینے اونھین اپنے اختیار سے کب
تم رہو اور مجمع اغیار — میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا
دل بیتاب ہو کیا تجھسے رفاقت کی سزا — کون ہوتا ہے ترے وقت مین تو ہوگا
سب سراسینہ کہ یارب کوئی دارالصبر ہے — داغ جو پیدا ہوا اسکل درم پیدا ہوا
اوس شوخ کو ین نامہ مین القاب کیا لکھون — مشفق نہین قبضہ نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان — اس ایک جان پر مری کیا کیا بلائین
وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین — اسقدر شکوے ہین دل مین اوس ستمگر کے تئین
ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر — چغلیان نقش قدم کھاتے ہین
نہ حرم مین جگہ نہ دیر مین جا — ہم گنے جائین اے خدا کسمین
رمز الفت مین جو چاہو آرام — توبہ راحت طلبی جانے دو
ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی — دوا کی مدتون پر سون دعا کی
یاد بت مین عمر گذری یان تو رمز — کیا کہو گے وہان خدا کے سامنے
دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا — پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے
الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے — کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کی اور سجدہ مین دم نکلے
نہو جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہونٹون تک — تو ہم سے ناتوانون کا کہو کیطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار چاٹگام شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج — بوستان حفظ ہو اور باد گلستان ہووے

سیج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبر آباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین ولد اسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو ایکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا — قاصد ادھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا
یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قیامت — کہ بیشک قیامت مین دیدار ہو گا
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر — کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر
یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رولے — سو وہ تصویر نہانی ہے بغل کا دشمن
دیکھی نہین حالت یہ خدائی مین کسی کی — ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

سیج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باقندہ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھسے وہ غیر کو لکھوائین — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
اک بار اور میری عیادت کو آئیے — اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین
مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپ کی — آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کبیر نراین کھتری دہلوی ہیرہ لالہ بھی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ بنکٹیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آتے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم — گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب دہ پاے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

رونا ہون چپکے چپکے آتا ہے بادجدم — وہ دیکھتا کسی کا نظر بین چرا چرا کر
مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تبان — ہم نہین منہ سے اپنا چاہنے والا کرین
وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ — خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش نائم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جبکا تجھ سا حبیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون باکہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
مری چھاتی پر رکھ کے بر چھی کو — نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین مامونزادۂ وشاگرد مولوی عبدالکریم سورٹ

تری زلف بکھری بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم — تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا
نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج و غربت — جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا
تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے — حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا
ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین — ساقی نے رند جان کے سرغنا دیا

دل مین آنا ترے نہین مشکل	ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشک تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات الفا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا	جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا
دونون زلفین یار کی ملتی ہین نالون پر مرے	وجد کرتا ہے صدائے نے پہ جوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسو یار کے	سبزۂ نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے	زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد	مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانہ نے	وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد
دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک تبسم	مل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک تبسم
رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین	جو بات مانو تو مشت ہزار بار کرین
غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین
تمھارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین خون بہا کرتی ہین	بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتی ہین
نہین معلوم اون کیا حال میری بیقراری کی	غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی ہین کرتے ہین
ہو کے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ	تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ
نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ	پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو
دیکھکر اپنی گلی مین کسی پتھر مارے	مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
بت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی
پاس دین کفر مین یہی تھا لحاظ	بت کو پوجا خدا خدا کر کے
خیال اور کچھ رہے رشک جو ہوتا ہے	خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چنپئی او مہروش تجھکو نہ دھانی چاہیے	چاند کھڑا ہے ڈوپٹا آسمانی چاہیے
آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف	ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

دیکھا جا آن کر صورت خدا کیوں اسلے ہی	ترے عاشق کا دم آیا بت بے پیر نگو نہیں

رنگین تخلص پورن لال کایتھہ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرہ شبنم یہ باغ مین	باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ لطاسپہ یک خانہ شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرحسے جانتے تھے بہت اسے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخہ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین ۱۲۵۱ھ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان اونسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ	اے باعث لطف زندگانی پھر آ
مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل	پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ
جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا	تو ساتہ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اوسی کشش دلبان تک	بارے صد شکر کہ تجھہ کو بھی یہ مقدور ہوا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا	ایسے ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہمسے آپ نے جو اب بہت کم کر دیا	سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کر دیا
کیا کہتے ہو تم ناصح نصیحت راندن مجھکو	اوسے بھی ایک دن کچھ جا کی سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جا کر بھرا ہی
کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا

قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہی ای نگین
وہ اوسکی جھڑکیان کھا کر ترا مجبور ہوجانا

بار گشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
صدمے تیرے اس ادا پر سے مجھے ترا بانکر

زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
ناز بھی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین

جی چلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
آگے بامت وہ دیکھین ہان کری ہی نہین

گھسی تیر ہی اٹھکے مین جاتا ہون رونا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

تیری گل پیکون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو
ایک تو مس کا اور ایک قمر کا تکمیہ

پیار کے الطاف کے بوسے گے ہم خواہان نہین
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے

میری چھاتی سے لپٹ جایئے اور سو رہیئے
آیئے آیئے بس آیئے اور سو رہیئے

کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے

دم آیا ناک مین اس آہ اور زاری کو جینے سے
طبیبو موت ہے بہتر ہے بیماری کے جینے سے

روح نے جسم پر گرانی کی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی

دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
روز جی مین ہے کہ کھنچوایئے تصویر نئی

دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے

اس انجمن کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

سہ لکھتی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا ای جان دوگانا
رہجا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا

میرے گھر مین زنانی آئی کب
مین نکوڑی بھلا نہائی کب

کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی وہی بات روز

تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز
فاذری مانگی تھی تو وڑ کے لائی پشواز

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین
تجھکو صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رانکو مین

چل دوگانا چاتیون سے چھاتیان مل مل کے میں — چل بدن میں ہم بدن کو کر گرہ بن اور صندل کی بین
آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو — بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو
ابکی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو — تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے — یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے
مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی — باجی مجھے اوڑھا دے بھلا جھل کی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سرپر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
پھونچی لپک مگر کواری لونگ دو ٹرلو — کوسے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بہت مگا دی کہ نگین لگاؤن مین — سرپر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی
ٹیس پیٹ دمین اوٹھی اوہی مری جان گئی — مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین بلبل و شمون کے گھر لٹایا چاہیے — دادی مجنون مین اک خیمہ بنایا چاہیے
بائی جس گلبدن مین بوی الفت اک ذرا — گلشن ہستی مین دل اوس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا مچھلی — جا کے بنوائے کہین نرگس بیمار آنکھین
بغل مین غیرونکے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر — تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم سیرٹھہ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا — واہ ری تیری دانشمندی مین بھی اگر کام کیا
آپ کرتے ہین بار بار نہین — ہم کو ہان کا بھی اعتبار نہین
کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گذر اوسکا ہے — مثل خورشید جہان دیکھیئے گھر اوسکا ہے
دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے — سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے
کوچہ مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہمای یار — جوان نقش قدم بھی نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار | ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص سید غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کرا ے دوست گا ہے خاکساری ہی | نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص بیٹھ بابو جی پارسی باشندہ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ غنیمم

تھین ملتی دل دختی کو اپنے ایکدم جنت | کبھی سیر تا ہون سحر امین کبھی جاتا ہون گلشن مین

اب بنایا گھر کو ندی کا کھاڑا جا ہیے | جو ہیری پکیر کہ آجا ئے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص رائے گنگا پرشاد ولد دیبی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندہ بنارس

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے | چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہائے ولد حکیم منا لال باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ جھاؤ لال کے غریبون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین | قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مری دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عرض دقوانی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سی دبا دبھا | یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا دبھا

سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا | جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا

تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس شکل گلستان کا | نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا

مزار ایسی جگہ کیجو نہ طابہ تا کسی پر ہو | کہ مین کشتہ ہون اے یار وکیسے ناز نچیان کا

کیا غصب ہے بل کے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو | ادر اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون نزدیک ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر منل باشندہ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رسک

آرزو ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے | عاریت اوسا و عنایت کرد موسیٰ آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندہ اکبر آباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھوپ

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر | کچھ وصف کیا مین نے جو ترے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف — آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان بیچ
کہنا ترا ہمارے سر آنکھوں پہ ناصحا — پر کیا کرین جو دل ہے نہ ہو اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ولد ڈاکٹر ولد شیخ فقیر محمد باشندۂ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ باشکستہ کے لیے کیا احتیاج قید — قابل ہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پاؤن
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ — پنجون کے بل سے چلتے تھے کہتی تھی تن کو پاؤن

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین — گل وہین شاخین نکالین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد خانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہوگیا دل میرا پارہا — اوس شوخ نے دکھای جو مہندی لگا کے ہاتھ

حرف زا معجمہ

زار تخلص مغل بیگ سوداگر میر تقی

مشہور تھے جو نالے میری گلی مین اوسکی — جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دست مشق رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون — کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے — جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے — پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھ سے جو کہیں دم بھر — خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہین
اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو — خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو | کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو
اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہو | نہ چاہین اوسکو اسے کاش جو الفت اختیاری ہو
فصلِ گل و بہار مبارک ہو عندلیب | مین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندۂ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ | رو رو کے یون کہے کہ اسکا نہین علاج
زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو | اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا پیاک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب ایجنٹ جھانسی

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے | ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن اگلا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے | آرام جو یہان سے ہے کہان وہان مجھے
کس سے ہوئی کھیل کے آتا ہے وہ شرمِ بہار | رنگ مین کپڑے ہین ساری تر بتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت رائے خلف لالہ شنکر لال باشندہ راد و لالہ کندن لال باشندۂ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل | سینے پہ ہاتھ رکھکے کہو ہائے دل
مین گریان کردن جو بھر بن آپ آہ سرد | کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگِ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید | ڈوری یہ نہین پردۂ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلدار خان باشندۂ رائے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی | اے آہ کچھ کیا بھی تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین مین بھی تو بشر ہون زاہد | اوسنے کہدے کوئی اچھی نہین تصویر

زاہد تخلص مؤلف ازاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرز بین بنا دکی یہ فقط ہین برائے دل
کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد
پھولو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرابادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدونکو مت چھیڑو
نہ پوچھو یہ کہ کسی کسطرح ہماری رات
قضا پکار رہی ہے یہ نعش زاہد پر
وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا علی اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندہ لکھنؤ مقیم موجی کھوا متعلقہ کلکتہ بیشتر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگوں سے عیان چہرہ زیبا ہوگا
آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا
رو لاتا ہے تصور جب گلوسے یار مہرو کا
صراحی بادہ مو تی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا
مانند شمع کمسیر دنیا مین تھی زبان ہم
خاموش ہونے ایکن اس انجمن سے نکلے
فلک حسن خوبان سے روشن زمین ہے
کوئی مہر وشن ہے کوئی مہ جبین ہے

زرگر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کا رلاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا عاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کیا دلوطی مین تجھ کمال نہین
اون مین تیری سی بول چال نہین
مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل باہر جو
کب مین باہر ہون بھلا آپ کے فرمانیسے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام پیر باشندہ دہلگرام

تصور بند جگیار و نے مین کس قتال دور نکلا
رگین گردن کی دم بھرنی لگین شمشیر خونخوار کا

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

میرا دل سوداہ زدہ اسمین سے نہ گر جائے
کر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا محمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے — کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر — جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امرائے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی — ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا
رسم عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کو ساتھ — وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہی ہے

زکی تخلص شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو یا پوش لگارین پاؤن کا — رشک سے کہتا ہے دل پنا کہ دشمن زیر پا
جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھ دیہے — کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پیزار دوکے — تیمم محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تری ہو ٹھوٹھی مین نسی — قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی — یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہو اور دامان دلبر ہاتھ مین — پاؤن مین بیڑی ہو اور زلف معنبر ہاتھ مین
شرما کے طپش کھا کے خفا ہو کے ہنس پڑے — پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ
گاہے غم فراق گہے آرزوے وصل — کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے دہلنے — شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو سے بیحجاب — اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ — گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے مجھ مین سب ملکوتی خصال کے — انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر و علی اوسط رشک

زنجیر ہو گلے سے تیے میرے موج می — میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آ گیا

سخن شعرا

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد صحفی و محمد حسینی تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو | آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کہ ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین | نرگس کی چشم ہی پہ پھیلی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خزانۂ خلق | سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا لکھن بن مرزا بہادر بن مرزا سنجر بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

لہو مین بھر کے جو دامن کو اپنے ایرا یا | یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سو نے دے | نہ کر اے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا محمد علی خان

آپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت | پھاہا اوڑھا جاتا ہے رکھنے ہی سر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الٰہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آئی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا | مٹتی ہے سر نوشت یا خط جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرد [illegible] تخلص کرتے ہین

زیرک کل ایک طرف کو مین سکل خستہ دل تھا | جاتا تھا نا گہان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی | کب تک رکھے گا بیچ مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو | محبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے | ایسا نہو سکھائے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی | یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

دل ہی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت	دا تی ہے جو اوس شک قمر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا با قر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

اکوّن مین آج ہوتا ہے بھرتی غلام زلف	پلکون سے محو زلف کو نوکر وہ رکھتے ہین
کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین	ہسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب	زم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا	آج کی رات میری جان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی علی خیز و باشندۂ بھوپال تا ل لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

چھوڑ دین حسن پرستی کا جو پکا آنکھین	نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل
ہو گیا ہے نقرہ چھلا سنہرا پاؤن مین	واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے
شعلہ جوالہ نجائے گا چھلا پاؤن مین	گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا
بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین	اس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ تیکسگا

سالک تخلص مرزا حجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے	مت دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ دلیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدر آباد و مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان وہم کو نہ گزرے ہے خیال کا — ابھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
کچھ ہو پر اونکو جانب اغیار دیکھنا — اکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے — مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
کیسے حال دل گم شدہ یار سب نہ کھلا — غیر کار از تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کر ہر دم — جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو — بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہو گا
کچھ بھی جور و فر حشر بڑھایا نہ جاے گا — قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جاے گا
وہ اضطراب شوق کے طعنے وصال مین — کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا نہ جاے گا
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست — مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا — تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
کیونکر ہو حرکمیں ستم عشق کی سپری — غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین سے باقی ہے رسم جنت — سپہر گردش مین کر جرات کہ دور آیا ہے اب زمین کا
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے — اسمین عاشق کی جان ہے گویا
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے — پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کر — وہ اگر دی بھی تو سالک کب تری منہ پر کھلا
گمان مجھپر ہے اوسکو راہ خواہی سے تکایت کا — قیامت ہو گیا حق مین مرے انا قیامت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے اتراہ — مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
نیند اوڑنے سے بڑہا لطف شب وصل عدو — ے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
تیز چلتی ہے سخت جانون پر — دم نہ چڑھ جاے تیغ قاتل کا
مرے کوچے سے گزر جاے عدو دیکھون تو — یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
خوشی ہے اونکو یہ جاتا ہون مگر مین کہنے کو جان اپنی — کہون یہ اونسے کہ بعد مردن تم آکے ماتم مرا کرنا
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین — پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم — ستم سے تم نے کیا کم سطح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
ور کار ایک اور نیا آسمان ہے اب

اقرار وصل اور وہ مست غرور نامہ
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر شراب

میری قسمت مین ہے ویران آوارہ ہونا چادر
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست

سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات

رفتار مین سیمر کی سرعت ہے شام سے
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین یقین ہے آج

یہ تازہ رشک کسکا ہے دل مین بغیر عدو
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج

دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
تو مجھے ہاتھ سے کہدیتے ہین باہر باہر

یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر

ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس

تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان بجا
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط

کیونکہ ممنون نہ ہون مین اپنی گرانجانی کا
اونکو نظر دن سے ہوا میرا گرانا مشکل

یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین

ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
سر بیمار جو زانو پہ وہ دھر لیتے ہین

یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
بے غلط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
جان کے خوف سے کہدیتے ہین مجبور نہین

دیکھتا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ ذرا نور نہین

نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن اوان مین

بستے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
چاہیے سخت التجا کو عالم بالا کہون

جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو

دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہو جو دیدار کو ساتھ
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کو ساتھ

ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
وای بخت روز سے ہے تقدیر پشت آئینہ

لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے

اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

واور روز جزا گھبرا گیا — مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
فلک کا حال کہین باعدو کا باتبرا — نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا ہمسے
میکدہ کی نہین ملتی گر راہ * — آو مسجد کی زیارت ہی سہی * *
وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک — آج کی رات عبادت ہی سہی
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا — جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی ہی ہے
وائے اے ضعف کہ نسبتے تھے فرشتوں سے کبھو — یاد نہ آئی نہین ویتی مری فریاد مجھے
ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کو گیا — یاد آتا ہے تو اتنا کہ نہین یاد مجھے
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا خراب حیف — ہم یار سے شکایت تقدیر کر چکے
ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے — ورنہ تمھین آرام سے ہون رات گزر جاے
ہان سچ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے — دشمن کا مسلم احسان نہین ہے کہ اوتر جاے
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے — دل ہے کہ اک فرشتہ قہر عذاب ہے
پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا — ہم خاک بھی ہوے ہین تو ٹوٹی خراب ہے
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا — ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
ہنسو بولو کہلے خوبی زبان کی — خموشی بابت کھوتی ہے دہان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل — نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا — سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے
جانے دے اے تصور جانان نہ کر تلاش — ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین چبا کر سالک — وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جویموری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ — مگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا امجد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تعین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمہارے | غماز بنے محرم اسرار تمہارے
ہم گھر مین تمہارے کہو کس راہ سے پہونچین | دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمہارے

سامی تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین

امتحان تیرستم کا سینہ سامی پہ ہو | سنتے ہین دعوا ہے اوسکو لذت آزار مین

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم ہودا

نہ دیکھا زندگی مین اوسکو سائل | بہروسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حائل ہوگیا دست شکستہ کیطرح | آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین | اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نجیتہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگار کو جو رنگ دین | بھیجے بار کے ابرو ہین تو خنجر پلکین
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار اوصیاد | دونون آنکھین تیری شہباز ہین شہپر پلکین
سورش عشق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی | پنجشانے کی طرح پہنکتی ہین شب بھر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابر و مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جا تا | پر گلی مین ترے ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا نسل خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن اصلی ایران مولد دہلی مسکن لکھنؤ ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری مین رحلت کی +

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا | جان بلون پہ آگئی تو بھی خلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق مین ہجر گہر ہین | ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار کا
کس کسطرح سے اپنے تئین کرتے پایمال | افسوس اوسکو شوق نہین ترک تاز کا
غلطی ہے اب یہی دل پر کہ کسی سے ملین | نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تن سوزان ہے میرا اسطرح اب کہ ۔۔۔ گلی ہے جسطرح سے آہن شمشیر آتش مین

سپہر تخلص ستاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا ۔۔۔ مجھکو ظالم بھی میسر کوئی مجھسا نہ ہوا
رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو ۔۔۔ عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمھارا
بے حوصلہ سمجھکے وہ ہنستا ہے اے سپہر ۔۔۔ روتا ہون جسکے سامنے کہہ کر مین ہائے دل
کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غیاں ۔۔۔ کہلا نہ آنے کا بہان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن صاحب سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزری

خال کہا کشتہ ہون کیا ذکر اب روئے خمار کا ۔۔۔ کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار ۔۔۔ خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین سوسن
نہین مسّی ملی ہے یہ لب جانبخش جانان پر ۔۔۔ خضر او دی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر
ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے نہ مونہ موڑا ۔۔۔ سکندر رہگیا پیاسا ہو پھکرا آبحیوان پر
مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی ۔۔۔ دل نشئہ وحدت سے رہے چور بغل مین
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی ۔۔۔ اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو ۔۔۔ ہنسکے بولے اجی ذرا سر کو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب ۔۔۔ کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
کمر ٹوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی ۔۔۔ ملے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی
سرد آہن کر رہا ہون کچھ آنسو مین رواں ۔۔۔ ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین دم گریہ بلند ۔۔۔ اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے کمند میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل ۔۔۔ زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذوالفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاءاللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا علی

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر ہو دے الفت کا
کہ مقتل میں سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر

زخم شمشیر نگہ کا ری ہے
دونون آنکھون سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سنبلِ یوسفی یہ مائل کیون خطِ رخسار رہتا ہے
مگر حسنِ رخِ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

یہ کس عارض کا محوِ جلوہ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابرو جد اعلی انکے میر منشی دارالانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کہو لب کھول کر
ہووے ہے غنچہ پریشان بول کر

مر گئے پر اگر نہین آسیب
کیون یہ رکھتے ہین قبر پر قدمون

میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہون جو چاہو سو لیجا دیکھو
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

لبِ شیرین پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے در کنار ہوتے ہین

یار کا جامہ ہین تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن تو کرے

بتون کے قہر کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دلِ خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حید علی باشندہ موضع کڑا پرگنہ ملیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قدیہ لاکھون خوبش قد
آنکھون پہ خدا مار رکھے ہین

گلرنگ ہین آستین و دامن
دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد الہ یار خان خلف محمد رحمن خان ساکن اکبرآباد حال مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین اندآیا | اے بتو معجز نما گویا تمہارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولوی بخش قلق

شمع روز وشب سے مرزم یہ کہتی تھی کہ ہای | خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر بان یہ کچہ آن بنی | چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار | اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مرید ار کسکو ملتا ہے | برا بہلا تو ملے درکنار خاطر خواہ

سحر تخلص پیر ناصر علی مرحوم زمیندار بیری برادون خلف میر محمد علی متوطن کویل مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ سنہ ۱۲۵۹ بارہ سو اونچاس ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گذرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون | پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچہ سخت نکما کسی بدمست کو ساقی | شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین آ کر | کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچہ شان نہ کم ہو جاتی | چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنؤ مقیم موجی کمولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو رہے پرواز پر تیر | انداز پری رکھتا ہے انداز پر تیر
نکالین صلح مین الجھن کی باتین | دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
دکھاؤ چشم افسون گر مین سرمہ | دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھرتے نہین | پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

سحر تخلص شیخ عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندہ کاکوری

نام کو مجھسے نہ الفت نہ ملاقات رہی | دین کو بھی آپ دین رہیے جہان تک ہے
یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکھو | صبح ہوتی ہے مرے گھر مین ہر اک روز

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوا تہ
کہان تلک کوئی رو باکرے گلا دل کا

برق کے ہم ہین دیکھنے والے
ابر تر کے ہین یادگار آنکھین

چشم بیمار کی بیمار مرے جاتے ہین
لب جان بخش سے ہوتا نہین اچھا کوئی

منہ تو آئینہ مین دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے
اسیلیے گور پر مسہری ہے

سخن تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے
نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سخن تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا مین گھر سکونت کا بناتا ہے
کہ آخر ایک دن دار بقا کو یہان سے جانا ہے

بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے
گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سخن تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان ساکنہ خیر آباد

حوروں مین کہان ناز و ادا صورت انسان
حسرت مین بھی دنیا کے مرے یاد کرینگے

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا
لجا ینگے افلاک جو فریاد کرین گے

لکھینگے سراپا سحر اوس بعبت چین کا
کار قلم مانی و بہزاد کرین گے

سخن تخلص اجودہیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کر یار مین ہین اشک روان
کہشاں ہو کیون نہ جو پڑ جاے بال آنکھون مین

اسیر دیدۂ جانان ہین سب کی طائر دل
نہین یہ نشہ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سعادت حسین ولد گل محمد باشندۂ دیبای نواح بلند شہر شاگرد فدا حسین فدا

بھجوا دون سر کو کاٹ کے ہیغامبر کے ہاتھ
ایذا نہ پائین قتل مین تا قتنہ گر کے ہاتھ

یہ جان لے کہ جان بھی جائیگی ہاتھ سے
دم بھر بھی تیرے گر مرے سینہ سے سرکے ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پریم سکھ لکھنوی شاگرد آتش ہما حب دیوان گزرے

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا
کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین وطن الکناشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا | بھلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صغیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ شرد ہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیر ہی نذر ہے | اسمین کوئی بھی تو کرا ے دلستان پسند
بناوٹ سے بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے | خدا کی واسطے چھوڑ دنہ ڈالو ہاتھ گردن مین
کبھی چھونے نہ پائین یا نون تک جبرت کا ہم ہاتھ | زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین
پڑے ہے جن کو اوتار اساتی ہوش نے شیشے مین | کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین
دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلی اشاید | ہاے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگھ کایتھ خلف راے جی سنگھ دہلوی ستی دفتر شاہی

گریان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے | طوفان نوح آگے ہے اب پھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد صحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب | کان مین گرتے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی
لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھانا ہے | چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑانا ہے
اثبات جز لاینجزے مین تھا کلام | ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھلونا نہین جو کہتے ہو | ہم یہی لینگے ہم یہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اسنے ضلع راج شاہی عرف رام پور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزرے

حسن ہے خوبوں میں لیکن کچھ وفاداری نہیں | جون گل کاغذ کہ جسمیں بو نہیں ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین و کمتی بعضے تذکرہ والوں نے الکنام قمر علی لکھا ہے

ہیں ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان | کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب
پتھر بھی نہیں ہے شہر شوق سے خالی | بتلا بی نبض برگ خار اکی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے | اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر ہیں آجائے
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق | کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہیں دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

مردہ ای جوش جنون دشت میں آئی ہے بہار | پھر کھجاتے ہیں کئی دن سے برابر تلوے
گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے | تر نہیں ہوتے ہیں بالائے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد محفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک | ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہیں
ترے ہاتھ سے پوسے مشک آئی شانہ | مگر تو نے کاکل عنبر بار کسی کے
اوسکے کوچہ کیطرف میں تو نہ جاؤں سرسبز | کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ بلوک چند لکھنوی

اس لئے سچ ہے وہ دلبر لیلے خوبوں میں کہ جسکے | ہوں ماہ ستارے دن میں لیلے رات کو اڑ کے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ دلد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد لالہ رنچھوڑ تخلص بہمن نواسہ رشن الدولہ بہادر سپہ سالار سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شکوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب جیسے ایجاد و شہرت خوب لکھتے ہیں اوائل سنہ ۱۲۵۱ھ سے اکثر سی بجری میں کلکتہ میں آکر سنہ ۱۲۶۵ھ تک بجہ تیار رسالہ کی سرکار میں متعلق رہے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار صدمہ پہ دل نے ہماری اف بھی کی | جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
بہ ہمکناری جاناں سے تازہ لطف اوٹھا | گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا
رشک زلف یار سب عقدے ہین سیر ای سرور | اور اولجھ اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھانے کو ہم
نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے | سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین
اتنی چھائی ہے خاک تیرے لیے | چھا رہا ہے غبار آنکھون مین
جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور | روز و شب ہے خمار آنکھون مین
سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے | نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین
کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی | مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ بڑا ن
پیری و صد عیب یہ بھی مثل ہے ای سرور | دم ہو نڈھتے ہین اب تو لاٹھی کی سہارے ہاتھ بڑا ن
تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر | کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون
اللہ ری بیحسی کہ جو دریا مین غرق ہون | تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو
پھیر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہو ظالم | سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا نیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا | ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ داری بندوبست ضلع فرخ آباد ولد لالہ جے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نہ فرمائی آپ نے | باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو مار گیسوی پیچان کا تھا خیال | ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب
مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار | اوٹھتا ہے بار ہجر بلا مجھ حزین سے کب
پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان | ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین | مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اکنا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو یو چھتا ہے کوئی ماجرائے دل | یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش اسسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر | عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
مُدّا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید | بسان ابر جو روتی ہین زار زار انکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ تخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر | یہ ڈھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ | صحبت جو ہم سے اونسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شعور اوسٹھے | جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے سنہ ۱۲۵۵ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین | قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود | خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کالا ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے | بازون سے جو اڑا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی | تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے کھولینگے جب بند قبا ہم | گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین | کہتے ہے ناصحون کے گریبان رفو کرین

غیر لایا اوسے جہان بھر تماشا دم نزع | دوستون سے نہ ہوا جو ہوا دشمن سے
گھر اسکے نہ لے یار کی سورت بلا مین | آسیب کہین اوس رخ روشن پہ نہ آئے

سرور تخلص ابو علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سرور | دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

سرور تخلص سید محمد علی ولد واروغہ باسط علی شاگرد صفیر

پنجہ سر اپنا جھکا لیتے ہین شرمانے ہین | مسکراتے ہوئے گلشن مین جو وہ آتے ہین

سعادت تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہین سیرے اوکی آنکھین مست | بسکہ ہون کم ظرف ہو جاتا ہون دیوانہ مین مست
یار سے جو رقیب لڑتے ہین | یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعادت تخلص سعادت خان ولد رحیان خان ساکن اعظمگڈہ مقیم کانپور شاگرد کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چھپکے صبح وطن زلف جو کھولی تم نے | ہے غضب آئے جو شام غریبان عامر
وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ خیر دہم | دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ پھکیت باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی قبول صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کی ہم نے خوب سیر حسینان دہر کی | اے بت نہین جواب ترے کل قسم ترا
دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی | ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب
سمجھا تو نے فسون ساز ہے باندھا تو نے طلسم | سر اوٹھانے نہین دیتا تری سر کا تو نہ
صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا | منہ چھپانے مین جو سر کا ترے چمکا تو نہ
کہکشان ہالہ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر | بال سمجھے شب دیجور ستارا تو نہ
گر دکھینی ہو شکل بت لاجواب کی | بھینک نگاہ چہرہ مہ و آفتاب کی
وہ میکش آج آنے کو ہے شغل میکشی ہوگا | کرم تو بھی کر اپنا ابر باران تجھکو قسم ہے
ہم دعا دینگے رہا کر دی قفس سے صیاد | تو پہلے پھولے گا ہم سیر چمن دیکھین گے

مجھ خاکسار کو نہیں حاجت سریر کی | ہے بوریائے فقر یہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سمیع حسین ولد مرزا علی اکبر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون | کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص راجہ رام بہادر ولد گھمنڈی پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا | بیڑیان لاکھ بنجائی کوی حداد سمجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

سچ بر ق کا خواص شب وصل یار مین | یعنی ادھر سے لحظہ مین آئی ادھر نہین
گو لا مکان تلک تو رسائی ہے آہ کی | پر کیا ہی گر بتون ہی کے دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین بن ان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندۂ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بید مانی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری | کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہی گل باغ مین | ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد نمود بخت مجوبہ دار شاگرد حضرت مصنف باشندۂ سلمٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوے ہین

کراس سے محرم صنم ضدار اکہ تیری انکیا کہی جی کیا | یہ ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر
پاتا نہین ہے سرمہ کا ہرگز قرار رنگ | ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجۂ بادشاہ ولد دشاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا | لے لو گلا اب تو زلف گرہگیر ہاتھ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا ترا | طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلہٹ شاگرد منشی شمس

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے | بنجائے کیا عجب ترے پھولون کا ہار سا

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ پنجاب شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا | مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا | وہ دیکھے لے مری چشم پر آب مین دریا

گر اسے مانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون گا | کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر
سحر گزر اجین مین کو نسا خورشید رو یارب | کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہ جہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت پہ | حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجیب الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ | درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادۂ انیز دبخش بہادر عرف مرزا بلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ وورانِ سر سے گردش دور زمان مجھے | مت رکھ اے دیر خراب آباد سر گردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رام پور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر | دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل وجگر جل جاے | کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو | یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشکِ چمن ہے فضاے دل	ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانیہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہٗ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گذرے اشعار فارسی واردو خوب کہتے تھے ۱۲۰۲ بارہ سو بہتر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد از سے	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پہنا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمہاری مصحفِ رخسار کا
بوے عطر خس تھی سلطان یار کی رومال مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہگیا	مہربان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہوا کا
دیکھی جو تری چاند کے ٹکڑون سے یہ دوگال	انگارہ کا فرکور ہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ راہوئی بست اہ دل	بہین آنکھون سے دریا نامے گر کوئی آنسو گا
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	مرہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مانی بیٹھے خاک مین سب مونگا فیا ن	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت — اور سب باتین تو موقوف ہین جل دو بہت
اس دم کسی کا ڈر نہین شہر علی گھر اپنے بار — لیجا دونگا تجھے مین اگر اور گھر تیسرا
رندون نے آج نشہ مین کیا دیج نکالی ہے — مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر
افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے — آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر
بات کہتے نہین ہین موتی پروتے ہین ہم — ہے بجا کہیے زبان کو جوہر بان الماس
مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقرار بان — عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین
لڑاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھین — مری نظر و نمین ہی سلطان ہرن گویا کہ لڑتا ہے مین
جب آتا ہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین — کانپکہ کوئی آیگا اب آپ کی گھر مین
چاہیے عاشق و معشوق مین گرمی — وصل کی رات نہین خوب یہ شرماشرمی
دام بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے — کم بخت دل پہ ہاے خدا کا غضب پڑے
تاب گستی ہو کرے بات اوس بت مغرور سے — حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے
معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے — دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے
پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا — تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی
تکلو پہ دیسی فقط بات بنا آتی ہے — یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے
دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے — جتنے پیر مرد تھے وہان غیرت فرہاد ہوے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مومن مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا — اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا اسلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

ٹھوکر سے سبزہ نی کی درخت ہوئی مجھے — کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے
ہے کوئی اپنا خانہ دل بھی عجیب مکان — جسمین نہ سیب بار سے جیت ہوئی مجھے

سلیم تخلص سید عباس ولد سید عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرینگے ہم جو موثر نہ ہو نالا دل مین — جان جان دل نہین جاتا کوئی ڈالا دل مین
وائے قسمت نہ ہوا یار بغلگیر سلیم — رہگیا عید کو ارمان مری دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت | کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا | سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۱۵ ہجری مین اکبرآباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے انکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا | یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا
جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قیر سے اوٹھا | کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا
ناز سے کر کے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا | کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا
لبون پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا | تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب | یون ترے کوچہ سے مین بے سر و سامان نکلا
جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر | بات جو ہم نے کہی تھی سو بنا ہے صد شکر
بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا | کیا نکالی تو نے اب اے قاصد چالاک پہ
زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا | اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ
زہر ارطرح سے وہ چھپکے کرے لیکن | نہ ہو نچے نالہ کو میرے ترانہ بلبل
غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس | ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو
شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے | وہ کمند زور ہے یہ گنبد تلبیس ہے
دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ | اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے
کیا اجابت کی ہوا رکو خدا و ندا آہ | مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے
جبہہ سائی کا نشان جاے جبین سے کیونکر | کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم علیم آباد شاگرد اشرف علیمان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی | کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا مصور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل | کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بیل بے جگر داری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن اکابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوائے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھی لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بیمثل تھے

کلیات انخانظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا | چون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا
صحبتون کا نہ کرو غیر کے مجھسے اخفا | کونسی شب تھی کہ مین وہان پس دیوار نہ تھا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا | مدت ہوئی بتون سے سر و کار اوٹھ گیا
ہنج مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر | لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا
کلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا | لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا
طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت ای سودا | پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا
لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون | رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤن کا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل | بھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا | جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا
بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا | در وازہ کیا قبول کا معمور ہوگیا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا | کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک | کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا
کونین تک ملے تھی جس دل کی مجھکو قیمت | قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
ہر رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوے | جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین | فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چکا ڈالا | کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

سو بھی تیر برخ تقدیر کو بھلا نے کی
جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا

کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کہنا اوس بت کے
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا

بہے رنگ تماشا ہے جہان صورت خورشید
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

نور افگند ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

انتظار عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست

ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
قہقہہ مار کا کہنے وہ طنز ور ست

سود امین اپنے بارسے چاہا کہ کچھ کہون
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ

گالی نہین بے بوسہ مرے دل پہ گوارا
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو میٹھے ہی کے لائق

یا تبسم بانگہ یا وعدہ یا گالی ہے پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کو سہی

گذری جس غم سے ہمین زندگی دو روزہ
رکھے اوس غم کو خدا مامون سے دور

شور سنکر ہمنوا کوئی کا اوبلتا ہے یہ دل
رخصت اک نالہ اے صیاد جاتی ہے ہمار

ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جن اشک محن
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر

کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
سمجھے اکسیر تجھے خاک یہ غبار آخر کار

کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
جا بجا سورت سوراخ پانی کی تہ خاک ہنوز

ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
گرد پھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز

اشک آتش دخون آتش و مہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش

اے لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ
جاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت کرو
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف

ناصح نہ اوسسے بک جو ہین آگاہ راز عشق
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نیاز عشق

لے مرے دل کو دے کے اپنا دل
سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام

نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم
جو چاہے تجھسے یہ دل کا سباب ہو مہیا

بلبل جن مین کسکی ہین یہ بدشگونیان — ٹوٹی پڑی ہین غنچون کی ساری گلابیان
جگر اوٹکا ہے جو کچھ کو صنم گہ یاد کرتے ہین — میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
کسی کے مرگ پر ای دل نہ کیجے چشم تر ہرگز — بہت سا رو دیئے اوپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
بوسہ بھیجکر نہ دیا اون نے سوائے دشنام — سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور رہین
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار — اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا — جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
ناوک فگنو صید نہ چھوڑا زمانے مین — تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
پیارے ذرا مانے تو اک بات کہون مین — کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف — جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
پاس ناموس مجھے عشق کا ہے ای بلبل — ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
جی تلک تو دیکھے لون کہ جوہر کارگر کہین — اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
نے بلبل چمن مین نہ تو سیدہ ہون — مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مگر متجسس ہے رنجیدہ خاطر ہے سودا — اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
ہاتھہ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ — رات آتی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا ای شیخ — تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھے رکھو
مطلب کی میری عرض پہ اکبار بھی سودا — اون نے نہ چھڑایا کبھو اوس لب سے نہین کو
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد — کعبے سے نہ کم تجھے در پیر مغان کو
دل لیکے تجھسے برق کے شعلہ کو دیجیے — پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
سن کے یہ کہتا ہے میرے نالہ جانکاہ کو — کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو — ہوا ے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر — خندہ یا گریہ جو کچھ ہو وے سو تک در کے دست
عبرت آموز مرمت دو دین وا یمان — رو دون کس کسکو مین یارو کہ گیا کیا کچھ
سنے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر مین یہ رہے — اک وقت مین بلا تھا یہ ناز و نعم کے ضامن

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کر نیسے بول — وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ
ہمارے کھڑکے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے — صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
غنچہ سے مسکراکے اوسے نذر کر چلے — نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا — ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر — دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی
یار دوہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا — نظرون مین سو طرحکی حکایات ہو گئی
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی — یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن — جب دیکھیے ہے وہ مجھکو تو اک خندۂ لب ہے
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق — توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہر فوج اشک — لختِ جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا — منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر ہے — مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین — تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت تو لاکھ کیجیے پر جو مغرور ہے دہان — منت غریب اوسکے عدمی سو کب برآے
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو — جھوٹی تپاک دنے تو کچھ آگ ہی لگائی
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل — پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے — ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہے
خواہ کہے مین تجھے خواہ مین تجھانے مین — اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے — سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈھاتا ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم — ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون — کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ — ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بیخبر — دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہیں اس دل کو الم سے — تھا طفلی میں گہوارا مرا دامن غم سے
یہ رنگ میں تصویر کی تیرے سنے کا ہے — جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے
اثر ہے آدمی میں ہر چند نے تاثیر اے میں — پر اتنا ہے کہ ان دو تن سے میرا جی بہلتا ہے
کہا میں کیا لازم ہے کیا قتل میرا — لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
رہا کرنا نہیں میرا داب یا مال کرنا ہے — پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا تجھے
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے — یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
نہیں ہے رشتہ تسبیح صورت — قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
نے ہر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے — باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھ سے
آہ و زاری سے مرے شب نہیں سوتا کوئی — تجھسے نالان ہوں میں اک خلق ہے نالاں تجھسے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی — اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ — کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی
تنہا مرے ماتم میں نہیں شام سیہ پوشی — رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
سو دا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات — آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہیں مر بھی
جان سے کندن دل کا رسخت ہے فریاد — وگرنہ کو کہنی زور آزمائی ہے
نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش — قاصد کے بدلے میں مجھ تک خبر آوے
تجھ تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے — پیارے یہ نہیں سے ہو ہر کارے و ہر مرے
مجرم ہوں میں تو کہد و لکھا فات کے لیے — منہ میں خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے
سخن میں کیا کہوں زاہد پسر کی کیفیت — کہ جسکو دختر رز دیکھ کر اودھل جاوے
ہوگئے صاحب جوہر ترا منہ دیکھ فقیر — ہے ند پوش سدا آئینۂ فولادی
پھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے — حسرتیں جی کی رہیں جی ہی میں مرتے مرتے
کھینچے کیا ہو میان تیغ کہ بیان رستم — صرف سینے کا ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے
بیلا ترے ستم کا کرے کیا تجھسے کیا کرے — اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور — آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبدالکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گزرے شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

فکر مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم
ہارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا

صبا رقیب سے کہتی تھی راہ کچھ ورنہ
ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہو گیا

ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر
اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا

سوز کو بیگانہ سمجھے پر بزم مین رہنے تو دے
رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جاے گا

پاس آنے مین نہ گشتون کے لگے دیر کہین
لے لیا موت نے گھیر ہی تری بیمار کے پاس

جتنا جتنا روکا اوسکو اوتنی اوتنی بپھرے اوس
طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کھینچے ہین

مجھکو ہر کھٹکے پہ گزرا ترے آنے کا خیال
اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکے لاکھون

جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر
اک نہ آنے سے تری کام مین اٹکے لاکھون

آج یہان رسوا ہوا کل دہان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو قبر آدہی گئی

اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش
مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے

سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو
کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولادمین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط نسخ اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ انکے غایت پرسوز ہوتے ہین انہی برس کی عمر مین ملہر مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا

تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا

کیون ظل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا
اسپر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے آیا

ایک تو تھا دل عندیہ اسیر زلف
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا

جنکے نامے پہونچتے ہین تجھ تک
کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا

بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا

رقیبون کے ڈر سے مبادا نکہدین
کبھو کھولکر دل مین رونے نہ پایا

کیسے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہو گا سوا للہ کرے گا

ہم اوس سے شیخ بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
ولے مین بھی کیا ہون کہ روتی مین بنا یا منہ کہ ہنسایا

کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

نہ بھولا ے دل تو اس نیرنگی میناے دوران پر
یہ شیشہ ہے اسی قابل رہے جو طاق نسیان پر

چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
ہونٹھ جو ہین آج پیمانے کے خشک

برق طپیدہ یا شرر برجیدہ ہون
جس رنگ مین ہون ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون

منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون

بس جی کہا ؤنہ قسم جانتے ہین
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین

بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین

ہان اہل بزم آؤن مین یہی پر ایک سن لو
تنہا نہین ہون بہائی بانالۂ و فغان ہون

قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہون

کیا خفا کر دیا جوانی کو
کوسون کس منہ سے ناتوانی کو

خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو لگا کہا اب تو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو

کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو

کھول نہ دیجیو لاڈلے اس دل ناصبور کو
بہاب لگی ہے چلبلے جہانگیو مت تنور کو

دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے
تیری گلی کی خاک بہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر کوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا
تکلف برطرف بے جفتعالی کی ہے زراتی

منہ دیکھو آئنہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے

مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے

مر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
بھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن جان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اور سکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اور سکے لب و دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دیتا ہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

شکے کے شکے خم کے خم پی گئے غیر سا قیا
بھر کے ہین بھی دے ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑکے

سوزش تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہو محال
ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور پیرار شک جو اوس شوخ پرفن کو | تصور مین بھی ساتھ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آئے یہ تنگ زیست سے پر | اے خانہ خراب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسّر ورنہ | دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
کس دن نہین خیال دہان و کمر مجھے | وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین
یہ عجب ہے کہ مد تو ہر تماشا نکلے | ایک عالم ترے شہید اکا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکھنوی مقیم موجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفوق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش یہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمار کو | تحفہ بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے
کہہ کے یہ خواب عدم سے ہمین چونکاتے ہین | آنکھین کھولو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا محمد عباس

ماہ رویون کو دل اپنا نہ کبھی دیجیے سہیل | وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھانے سے بہت

سہیل تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کسواسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج | کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

سیاح تخلص میاندادخان اورنگ آبادی ولد عبداللہ خان شاگرد غالب اطراف تغرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی ۱۲۷۶ھ اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین یہ شعر اچھا کہتے ہین یا قم کر احباب مین یہ شعر اشتہار کرکے دیدیے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک | کیا کیا شب فراق مین تڑپی بدن مین روح
عبث جاتا ہے کعبے کو خدا تو ایک ہو سب سے | تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے
نہ رکھینگے قدم دہشت کی ماری غیر دہان ہرگز | نہ گڑوائین اوٹھا کر لاش میری کوی قاتل سے
ل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لاابالی ہے | زرد داغ جنون کا جرح ہے سرکار عالی سے
کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو ہو وفا سمجھ | سمجھ اوس بدگمان کی ساری رنجش مرنے سے
پھرا کرتا ہون گرداوسکے نہین اب ہم آغوشی | مین ہون تصویر اور وہ شمع خانوس خیالی ہے

ہوئے ضرور تیری ثنا خوان یہ کیا کرین
قاتل وہان زخم کی گویا زبان نہ تھی

پڑ گیا ہے اوسکو چسکا جاٹ کر کسکا لہو
اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی

آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ
ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی

مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا
شمع پروانون سی جو پائی پر پرواز ہے

بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا
نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے

بچھاتا خار غم ہے وہان جہان بستر لگاتا ہون
کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے
ندیتی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین
پروہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا مغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس قت جان سے
کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار جان سے

سید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا
یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو مراد آبادی لکھا ہے

خوبرو بون کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے
یہ تو بد خو نہین جانے کی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غیر سے
کیا جانے آج کیا تھا کہ سید خفا گیا

کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے
صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سید تخلص میر بہادر علی ولد سید مرد انعلی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دکھہ
تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادو کرے ہے شہر مین سیّد کا ریختہ	دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سیّد تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعراء دفتر شاہی کی نشاندہ راز تھے سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو	اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کفر ای بت	پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سماوے گا پھولا قبا مین نہ سید	ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم	ولے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین	ناصح کے پند سنے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین	تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یار و مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو	حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنائے کفر و دین اک تار سے ہے	کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سیّد تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے	یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسہ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم یا دشاہ

شورشین باقی ہین دل مین نس بہ آتی ہے بہار	دیکھیے کیا کیا گلوفے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فیض الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر مجکو نہ آئے گا ہے	پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر	خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۲۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے
لاکے ہین نقد عمر خریدار ہاتھہ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھاے گا یہ مار ہاتھہ مین

سید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق ہتو نکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہے نقشا دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی خانخان آباد۔ تجمل حسین خان کے عمر بھر دن مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا اعلی جان اعظم فارسی گو بن مرزا محمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اشک مگر خراب رہا

جدا جو شب کو ہوا اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل
جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گر کے چھالا ہو گیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف ہے شعلہ فشان داغ دل ار کی آنچ

کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھلکون اے ساقی
مین وہ کمظرف نہین آبلون جو مملو ہو کر

قسم لون غیر کے اس سلسلہ سے اوس سے
خدا کرے کہین لگاے آسمان زنجیر

قصد مے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بند شیشہ کا گلا ہو گیا اچھو ہو کر

کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہے صورت
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر

قہر تیر نگہہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہ گیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دوزانو ہو کر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو وہ مہ
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہو اقرار وصل مین
دیکھا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

پہلے ہین لطف بعد بہت ہین جفر ابیان
یہ ابتدائے عشق ہے وہ انتہائے عشق

اے پاؤن وقت طاقت و امداد ہمدمی
بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پائے عشق

جنہین بہائی ہے بوئے خاکساری گودہ منعم ہین
کبھی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتہ آئے گا
کہلاتی ہین جو آج ہماری ہتیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مردم
ہے طفل اشک تنہا ملکون کا نٹو کھا جنگل ہے

یہ گل چہلے کے کہائے ہین کیسکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن اوس مہ نو کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آب کا کچھہ کم نہین باد بہار ہی ہے
پیر پیر داوس یہ پچھتی کہتے ہین تخت سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندہ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی پہ کشف فال سرخ
وقف ہے اک سورہ والشمس کے تفسیر کا

سیف کو دل مین کبھی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندہ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرہ پر نور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر ہے

سیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندہ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کارگر کچھہ بھی نہ زنگار کا بھایا ہو گا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

ورد فرقت سے تب و روز ہین گریان آنکھین	اس سے بڑھکر غم و اندوہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال	ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسینخان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا	سرو دی کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی فضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامت جانان بلند ہے	جیسے نشان قلب مین ہووے سیاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف مہنم ہے مشکبو ساری جہان مین فاصلہ	آہوئے چین جہان ملی جا نیو یار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین مسکین باشندۂ دہلی

جا کے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہو گیا	اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے	جب تک تن فرسودہ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجہ غم ہے	جو خار بیابان ہے سو اب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا اگلا سنا	میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین	تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ چنپئی کا پڑا جس زمین پہ عکس	چنپا کے پھول اوگتے ہین وان سی بہار مین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تہا آنکھون سے لگے جھڑنے شرر جی | کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہو دفن نکلتا ہے کوے جانان مین | زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
جو روکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل | تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مری پر | مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا | عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد | لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت رائے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت بگڑ | تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل ندبجیے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی | یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ بسادلال کایتھہ

بون داغ دل ہین اس مرے سینے کے اس پار | جنے چڑھے ہو جیسے نگینے کے اس پار

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تہی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ | ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام | سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا | اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص سبحان بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اصلی فرید پور مولد و منشا و سکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین | دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہوگیا

کھاؤ گے تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے | تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا
جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر | بھلا کیجئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ گالیان | گر جی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجئے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ رائے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر و ہاوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے | اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاذ تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے شاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر | بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب
سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا | مشہور ہے جہان مین کڑی دوپہر کی دھوپ
فریاد کر اے زلف سیہ فام تے مارا | کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پہ
بایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم | پھا ہا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پہ
تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا | آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ
ہوائے تند کے جھونکے نہ دو برقت آئی ہو | بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر کھیو

شاذ تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد نبرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین مجانہ سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا | کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر فیروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سوگا لیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر | پھر اب آزردہ کیون ہے، تو جا دے دستان دل
جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین | بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی آئے تھے سب ہاتھ خالی جائینگے	لائے تھے کیا ہاتھ مین لیجائینگے کیا ہاتھ مین

شاعر تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم	گرچہ سو بار نہین سنیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین	حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی	غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندہ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ ہا انصاف شیدا	زلیخا خوش ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق ہو نے	رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس و حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی میکش کی دیکھ کر	کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہانھہ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندہ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین	جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

مت زخم دل مرے کو کوئی الغیام دو	ظالم کو بلکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا	زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے ہے شرمانا کیا	دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین سمجھے کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا | جو اون پہ گزرتی ہے گزرتے

شاکر تخلص منشی عبدالسبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ صحت

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا | تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ | دل لے ملا بلا کے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون | پہونچا ہین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے | مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جاکر اوترتے ہین | بہا نسے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوی کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر | تمہ گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے | ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی تخلص مرزا بختاور شاہ بہادر خلف ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل | کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پر زخم ایک پر ہے داغ | دل تو وہ کچھ ہے اور جگر پہ کچھ ہے

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن بجل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت | خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
ہالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب | امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی جہان زیست | جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان چمن اندام کا | ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی مصاحب سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ محمد قاسم خان جی کھن مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ | ایک ترکش کے تیر ہین یا اللہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم نانا شاہ

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہی | کس کس کا منہ موندوں صنم کوئی کچھ کہی کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا نورالدین کہین برادر مرزا احید رشکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش دنواب عاشور علیخان صاحب بہادر ان گرزے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا | تمہارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
فروہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا | خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا مجاہد الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

مین اور کس سے راز نہان آپ کا کہون | کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جاے گا
شب کو گیا وہ ماہِ لقا بزم غیر مین | یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جایگا

شایان تخلص پنڈت ہیم نراین خلف پنڈت رام نراین منصف مہوبا باشندۂ بریلی

قایل نہین مین دیدۂ پرنم کے سامنے | طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو | اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سراپا اوس پری پیکر مین لطافت ہی صفائی ہے | تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی | تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جو رفلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو اپنا شفیق و لگانہ رہا
اب اونکا کاسۂ سر پایمال عالم ہے | کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار بدل تم سے ہوا یکبان | باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندۂ سہارن پور

لگائے اوڑھے سے پروانہ پر و انہیں ہم کو | جلادے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان میں

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبر آبادی شاگرد ہاشمی وجرأت

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانے کا | ہمارے زخم طانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں
بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے | ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی باشندۂ قنوج

جبین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا | دن کیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندۂ ڈھاکہ ولد خواجہ خلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی وارد و انکے پر درد ہوتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی کلکتہ مین ہی آئی تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم | کہ جس نے مجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہنسان کہ وہ سوتے تھے راحت وچین سے وہان
غم دل سے پکارا یہ آہ وفغان دلے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو پتھر شیشہ | اشک کا اس سے بنانا ہون مین ہنر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمۂ ڈیوٹی کلکٹری و ڈیوٹی مجسٹریٹی بانکا ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین نام سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی پر سٹتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی | حال ابتر ہے تمھارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے اونہ بس مین آ | نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار مین روح

شباب تخلص سید ولد امیر حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد صفدر باشندۂ سانڈی مقیم فرخ آباد

جاہت وہ رد گ ہے کسی بت پر جو آئی دل | تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہائے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دشت بردار ہوئے تم کسے لکھوں کاغذ | آرزو کسکی کروں اور کسے بھیجوں کاغذ

شجاع تخلص مرزا اکرم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع مضطر نالے بھرے ہوا کر | کوچے مین اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندۂ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

بام پر بیٹھ کے آنکھین جو دکھاتے ہو تم | پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ | ہر ایک آنکھ تمہاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرۂ میر مشرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر مین بھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرۂ میر سوز ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

نکل ہرگز نہ چشم تر سے لخت دل ترین لڑکا | ادھر شدت ہے مینہ کی خوف ہے رستی مین کیچڑ کا

جو اہل سوز ہین نیرنگی عالم سے کیا اونکو | بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پتجھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند | اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ سید حافظ نوائہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندۂ دہلی

یہ بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہیں ذرا
مرنا تمھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا

اللہ اللہ ری سجدے کی تمنا مجھکو
اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون

تری تقدیر مین ہوتی تھی اسیری ورنہ
ساتھ لیکر تجھے ہم اے دلِ مضطر آتے

شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید المخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شرر خدا سے ڈر وکمل تھے سجدۂ بت مین
اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا

روز کے ظلم وستم اوٹھہ نہ سکے اے ظالم
تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آہ گیا

ہر جفا کو ترے وفا کہیئے
یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی ضد بخش باشندۂ بدایون

برائے نام بھی ہے اوسکو وصل سے نفرت
وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین

بتون پہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہے شرر
یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد محمد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین
پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

گئے وہ دن جہان کا مری ہم مزاد ہر ہے نہ اوہ ہر ہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نواز ش حسنخان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت بیان تم کسکو جتاتے ہو
تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو

سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے
سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بوندیلکھنڈ خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھ پا بی جب سے کرتا ہے وہ کافر بے خبر سے
لوٹتے ہین رشک کے ماری ہماری ہاتھ پاؤن

کس سمے بدن پر سری ان روزون پڑی آنکھہ
سونے نہین دیتی ہے مجھے اک کھٹکی آنکھہ

شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

پا پوش اوسکی مہندی لگائی ہے اے شرر | یون ہی ہین سرخ اوس گل نازکبدن کی باؤن
ہین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے | تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص سر فراز الدولہ مرزا ابو طالب خان خلف نواب سفیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسۂ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب تپ غم کا نہ اے خورشید رو چارہ ہوا | نبض میری چھوڑ کر بھاگا مسیحا ہاتھ سے
یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رات | لے لیا وزد حنا نے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مرجان | جان جاسے تو نہین غم ہے مگر ارمان رہے
وصل مین ہو کے ہم آغوش وہ بولا یہ شرف | ابتو فرمایئے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی بالی نہین جبین | دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین
گیسوے رات تاری ہین تل مانگ کہکشان | ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
دعوے کوئی شاید نکرے خون کا اپنے | اسواسطے ابرو کی طرف دار ہین پلکین

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین با خبر ہین یا بھالے ہین | سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب اپنے دیکھے بھالے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا جو خلف سید محمد میر عرف میر قبا باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ ۱۲ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آنکھ سے راقم سے اینسے بزم شاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے کہہ بیٹھا | خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا | قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا
داغ دل بت مجنون پہ چڑھا آؤن گا | فصل گل مین جو ذرا بھی سیر اسود اٹھا
پاکر تا ہے مرے سوء تنفس کا علاج | ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو لگانہ مین لنترانیان | گستاخ ہون ڈرو لگا تری اس نہین سو کب
گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی | آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی
آدھے دھڑکا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار | پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے تھے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا | وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا
لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف | اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف
مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب | پھرتا ہون اپنے گھر مین یہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد برادر زادہ نواب خان دوران خان

رباعی

فراق نہین کہ ٹوٹ جاتے ہین ہم | نوکر بھی نہین کہ روز پاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یاد حقیقت اپنی | اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم
اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان | خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ
خاکساری مین تردد سخت بے تاثیر ہے | پاؤن مین رگ رواں کے موج کی زنجیر ہے
تو بنائے جسم مردم خاکساری کیون نہ ہو | فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرف تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین | ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین
مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرنے کا | خوب جمے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین
یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان | آ پہنچا اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ
ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے | فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ
کیون لوٹ پڑا گیسوئے شبگون پہ تمہارے | لو اور سنو آئی ہے شامت مری دل کی

شرم تخلص تور بیگ باشندۂ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ وشاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی | بر نگ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شریر تخلص احمد خان دہلوی فیروزپور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہو اسے غرز و جب کہ وہ ہانا | صورت امید مرمر کر بنے اور ملوٹ جائے

شریر تخلص منشی کریم الدین سود اگر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سر و سامان پیدا | نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندہ فرخ آباد

مرے سواد مین پنہان ہین معنی روشن | نگاہ غور طلب ہون خط غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدہ تر | تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے | تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

ششدر تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت بنیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین | آباد جو دون سے زندان نظر آتے ہین

ششدر تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر | آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا بُرا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا | ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا

ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ الحمد للہ | لیے پھرتے ہین ہم سر پر سدا گرد رہ دشمن کو

شعاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھے زلف کے سودے سے یہ دل کیونکہ برا ہے | ناحشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھ وطن اصلی کشمیر مولد لکھنؤ

جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر | حق میں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
بنا راہ ہیں پر اے ہوائے عالم بالا | فلک پر ایک دن ہو پہنچینگے ہم اس خاکسار کے لیے

شعور تخلص میاں شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے | دم ہوا لینا ہیں دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبدالرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندۂ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو مجھے | بدن سے رشک کرے کیوں وصل میں روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی | اوٹھا سکیگا کس سے یہ بار گران بالای سر

شعوری تخلص ایک شخص باشندۂ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھر تا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یادگار دکھنی

ہون ڈانک دیکے ہنسی دونا کھلے ہے جوہر | چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لبا کا

شفا تخلص مرزا کریم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہیں

خیال حور گیا دھیان اوس پری کا ہے | لحد کے فرش سے رہنوگی ہے نا رین روح
وہان پھپھولا آگ کا تھا خال یہان اختر ہوا | وہان بد بیضا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھ میں

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان ہیں کہ ہر زخم جگر | خود ادا ہے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد بحر غلام نے انکا دیوان بسیاری کے نذر کیا کہ پڑیون میں صرف ہوا۔ راقم کے دوستون میں ہیں۔ اندلون موجی کھولے میں رہتے ہیں شعر اچھا کہتے ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

سوا تیرے نہیں پائے کسی کو دوست ہم نے | نظر آتا نہیں کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد قصد ہے تو خون کر لین پہلے ہم اپنا | اگر تیر الہود کیا نکل جائے گا دم اپنا
سر غوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے | نکالین حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا
طمع دو آنسوؤن کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے | شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانون سے | مرے ہاتھونسے اک دن خون ہوگا پیرہن اپنا
وہ دوست مل گئے غیرونسے جن پہ دعوی تھا | کسی کا اب زمانے مین اعتبار رہا

ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو | مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا
کرے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین | چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح
جو بات کی اونھون نے خبر ہو گئی ہمین | حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفای دل
کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیرونکے واسطے | محفل مین شمع سان نہ جلاؤ پیاے دل
رخ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہون مین | زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دھوان دار ہون مین
ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہوس نفس کا لب | یہ روح اگر میان قالب عجب مصیبت کی درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام گلفروشم باشندہ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہو نہ پس از مقدر مین | بگولے کیطرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا | چمکا ہے مدتون مین ستارا نصیب کا
ہاتھا گڑ رہا ہون ترے آستان سے | لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد احمد علی قلق + باشندہ موضع کدورا ضلع کالپی، صاحب دیوان ہین، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا | کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا
ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین | بعد سر کٹنے کے بھی اک دردسر پیدا ہوا
دہن سے اوس گل تر کے جو آب آب ہوا | ہر ایک غنچہ پر گل شیشہ گلاب ہوا
مقام عشق مین غفلت ہے عین ہشیاری | کہ رہنمانے زلیخاے زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا
ہین لکیرین یا کہ ہین نقش محبت ہاتھ مین

بگولے لیتے ہین تعلیم مجھ سے ہرزہ گردی کی
کہ آندھی ہون مین صحرائے جنون کے خاک اڑتے ہین

سر بگین فرگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے
اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

حوصلہ دل مین تڑپنے کے ہین کیا کیا دیکھیے
ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

چتون سے ہے سحر اوس پری کی
آنکھین استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے

یہ ضعف سے ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بار گران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندہ دہلی مقیم حیدرآباد دکھن

دل مین بستا ہے حسینان پریرو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون ہوا پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم مین مرے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا گیا

شب جو تھی بے نور پیش روے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمھاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۲۵۶ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی
بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دو

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندہ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی بھی کہتے تھے

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر
بغیر خرم ہے خون لاکھ شیشۂ مل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین
آفت ہے کوئی ملول شب انتظار کا

چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہوا لقا
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

کہیں کس سے مین بچاؤن دل ناتوان کو آہ
اوس فتنہ گر سے یا فلک بد شعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین
نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص سلطان علیخان شاگرد شاہ اللہ خان فراق

آتا نہین چین مین مرا گلعذار حیف
جاتی چلی بہار ہے بو نہین نہار حیف

شفیق تخلص خواجہ نورالدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعیدالدین خان شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکتے گلگاوہ پھول سا چہرہ
کی مے نے اودتے ہی یہ تاثیر گلے مین
واہ کیا ہو نوسے اے مہر طلعت ہاتھ مین
ہے یہ بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندہ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال
اوٹھتے نہین شفق سے غمزے جناب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا
فلک آہون کا میرے اک دھوان ہے

شکر تخلص رادھا کشن کاتھہ مراد آبادی

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طوفانی مین ہے
گھر سنبھال اپنا کہ دیوار ثمرہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد بنا لکھنوی شاگرد مرزا قتیل

مجھکو دلدار مین سمجھتا ہو ن
کیا غلط یار مین سمجھتا ہو ن
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑے ہی نیک و بد کی گردہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر امیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندہ لکھنؤ + مقیم ٹملیج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی دیجین
ناز قرآن تو نہین ہے کہ اٹھا ہی نہ سکین
اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین
رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین
دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کرلین گے
ہم بھی سرمے کی طرح آنکھ مین گھر کرلین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

نہ دم ہین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین | کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرا سے پاے تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین | پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

سہین فتن تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا | یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین ہے موج طوفان | اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چپکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین | تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو | شمع نے آگ نئے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو | اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت ظالم ہے | مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے | تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے سیر اوسکے ہو صحبت برابر آہ | مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم | پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا | تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا | حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہین | گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم نہ کھا اے دل اگر شب لف کی تاریکی ہے | پاس ہے زخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا حسین

پہنچے روبلی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ | یہ وہی کم بخت شاید بہان پس دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا | کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل تسبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین قمر

اگر نکلے وہ مہ بے حجاب دریا مین | تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان | سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان خیر کلکتہ مین بھی آئے تھے

راقم کے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آئیے گا | تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی

نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو | نہین الفت تو مروت ہی سہی

کٹی شب یار کی آرایشون مین | سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی

متاع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی | بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت | خانہ بردوش ہمیشہ ہون سپر کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ناقب باشندہ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو بکھری پیٹ پر چوٹی کا بال | دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جیتی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ شکران قیامت کو اے صنم | قاتل اگر کیا تو تمھاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس کافر کے | کہین بلبل کی جھپکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین | ہماری آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار
پہر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل | بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائے دل

سمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حمید بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسن

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون | پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شنا ور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہین مجھکو بہی عیار کے دستور بہت | آپ گرد ور تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت
کیسکو تیغ ملتی ہے کیسکو خنجر برّان | ہمارے قتل کا ساماں ہے وہان ہر بہار بہتے ہین
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بہی ہونے مین | اگر وہ پہیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو | وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجہی کو نہین حیرت | بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دنیا تھا مرا خط اوسے غیر و نسے چھپا کر | اتنی بہی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص و باشنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج | عشق کا ذرد لا دوا دیکھا
دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے | خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا | ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ نبیرا گرد سعادت یار خان رنگین وطن الٰہ آباد ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین | یہان کارِ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی | خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے | جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیئے

شور تخلص بابو بدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے | رات دن غم میں بھرا کرتے ہیں دیوانی سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کھو رکھے گا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن | شمع سان محفل جائیگا تیہ سیم لاغر ایک دن
ناخواب میں بھی جلوہ فروز اونکے نہو تو | ہم کو چہ اغیار میں فریاد کریں گے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہیں

شکایت درد ہجران کی جبکی اونسے تو فرمایا | بس اب موقوف یہ قصہ کھٹکو میں مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادۂ ملا وحید شاگرد میر افسر خزین
۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری میں وفات پائی انسے ایک دیوان اور ایک

تذکرہ شعرائے اردو یادگار ہیں

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش | ہوا کرے ہمیں سہے یار اپنے کام سے کام
ابر رو تا ہے تو بھی رو اے چشم | اسمیں جو ہونی ہو سو ہوا کرے

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ میں انداز وادا دلربائی قہر ہے | ساری باتیں خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت
جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ میں صاحب دیوان گزرے ۱۲۴۷ بارہ سو
چوالیس ہجری میں انتقال کیا

دیکھیے جو رنگ اس قرۃ العین کا | دل خجلتوں سے آب ہو ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اڑا سکے | جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا دہن رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نغز و معما میں اچھا دخل رکھتے تھے
آخر ایام میں مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن فلک ہے بستر غم پر تمام رات | تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندۂ موضع موی ضلع سنبھل مرادآباد مقیم رامپور

بڑے عالم تھے انکے دیوان وتذکرہ شعرا یادگار ہین

دلسوز کرتا ہے تو گو یار مرا پیار مجھے
مارے ڈالے ہے یہ یہ الفت بیمار مجھے

اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی
کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھانا نہ کہین اندام کہین
ورنہ تو ہونگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجاے ملکون مین تماشہ کو
مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو نواب عماد الملک غازی الدین خان کے متعلقون مین تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے وے کل ہی
مجھے فردا اے محشر آج ہے مین کل ہی درگزرا

عبور بحر دنیا مین سبکساری سے کرتا ہون
حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون

مدت سے یہ بحث درمیان ہے
پر علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بد قماش اکثر دیکھے
اچھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے

اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون
اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندۂ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون نہ رہے بن بھرے ہوے
جھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد وتعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس بہ جبیں کے بردی پر
نہین ہے کوئی اب ایسا دیدہ ور دیکھا

رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب
فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا ترا | شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم
اے شوق اوجھالے ہی وہ شیشے کو نشے مین | منظور کسی کی تو اوسے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا | ہے ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اظہار کسطرح حسب شوق | ملا ہو یار ہے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل | نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم بصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزریں

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیار ہاتھ پاؤن | بجو دی سے پھول جاتے ہین ہمارے ہاتھ پاؤن
شوخیان کرتے مین چل نکلے ہو تم حد سے سوا | باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمھارے ہاتھ پاؤن
دیکھا نہ کر و سیری طرف آنکھ دبا کر | ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی بڑی آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے | رہ رہگئی پھر رون وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے | پھرتے ہین اونھین غیر اوبھا رہی کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے | آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پہ | کچھ رنگ ہین بیرنگ تمھارے کئی دن سے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے | دم بند ہے اس سانپ کی مارے کئی دن سے
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا | گھبرائے ہوئے پھرتے ہو یار کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی | ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی ضامن خلف وشاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین ✤ | کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر | ایسا نہو کہ تجھ سے یہ کوئی بات لائے طرف

شوق تخلص رائے دولت رائے ولد شیو سنگھ لکھنوی شاگرد منشی نیڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ | خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص منیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا تھا اور منیف مسیح اپنا نام رکھا، میر ٹھہ مین فیسیون کی لڑکون کو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج | سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ | عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا
دور چشم یار مین سب ہو گئے باہم رقیب | ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا
ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا | جسکا تو اوکھے کے بھی تنکہ نہ دیکھین حور کا
وعدۂ امروز کو فردا پہ پھیکا ہمنفس | یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہو گیا
جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے، دہیان | موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام | معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا
شوکت نے جان دی ترے در پر ز قہر اشکر | وہ مرنے مرنے آہ بڑا کام کر گیا
جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل | اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر کا تھا مین
وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی | دل کی بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدائے الحذر آتی ہے کوہ سے | نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم آثم کو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاند سا تو اے مجھکو | اٹھریان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجیے تدبیر | ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آخر	تیری ہر بات میں لاکھوں ہیں ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دلمیں تو ہو غالب نفس شوم	بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد ثناء اللہ خان فراق دکھن میں جاکر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون میں داخل ہوئے تھے نوجوانی میں انتقال کیا

ہزار افسوس اب یون خاک میں ملتا ہی اے شہرت	یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھو میں پلتا تھا
ہو کے ہر اک پہ مبتلا ستاتا ہے جو اور جفا	اسمیں ہے اوسکو کیا مزا یہ تو ہمیں بتا ہی دل
دم دلاسے جانتے ہیں سب ترے اے جان ہم	دل جو دے بیٹھیں تجھے ایسے نہیں نادان ہم
وہ تو کہتا ہے قسم ہے ہم اودھر دیکھیں تو	چل تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھیں تو
کہتے ہیں مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے	ٹک تو برقع کو اوٹھا رشک قمر دیکھیں تو
حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے	آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واجد علی خان

غیر دیکھے خوش رہو اور یار دیکھے بیزار ہو	یار ناخوش رہیں اور خوش رہیں اغیار ہو خوش
حالت نظر آدیں جو تیری اوانگلیان پانچون	حوا اس پہ گنوا بیٹھون نہ کیونکر میں یہان پانچون
دل کو جگر کو داغدار کہنے کیا ہے یار نے	سینے کو رشک لالہ زار کہنے کیا ہے یار نے

شہرت تخلص مولوی سعید البنی مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ میں اکر وفات پائی

نہیں دل ہے بلکہ وہ ہے حجرہ ہوش کا جسمیں کہ گیا شہ	بخدا وہ حیثم ہے بے بصر جسے شوق دید تاں نہیں ہے

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہے پریوش ہے کہ انسان ہے	دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈھونڈھتے ہو پاس مرے دل تو کہان ہے	اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو میں نہان ہے

شہرت تخلص حیدر بیگ حیدر آبادی

کل غزابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک | دیار رندون نے اونھین آتش تر مین غوطہ

شہرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبدالوہاب متوطن کشمیر باشندہ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف وصدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی | دیکھنا تیری ہماری برش شمشیر کی
آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل | موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شہرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان ونظام الدین ممنون ومفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ بیخا لنے مین | نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھا نہ ترے دل سے درے ظالم | ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا
تیرے نالے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار | ہے کہین یار مرگیا ناکام شہرت کیا ہوا
کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا | حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن بن گیا
کفر و دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب | اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا
ہائے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا | حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا
یون بیٹھے ہو جیسے کسی سے کیکو کچھ | مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین
بنون پہ لے نہ یا یا تھا اپنے حرف امید | کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

شہرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق نخ محبوب برفن کا | چراغ طور پر وانہ ہے اسپہ داغ روشن کا
حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی | خیال اوس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا
ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے | چراغ ماہ لیتا ہے شفق سے کام روغن کا
بکھیتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے روی اجل | صید گہ مین صاف ہے شمشیر قاتل آئینہ
نمود ناکب آسکین روشن دلونکے سامنے | ہو سکا کب مہربان کے مقابل آئینہ
ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے اے صنم | جاے مصحف ہے گلے مین یہان حائل آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابرو دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندہ شاہجہان پور متیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوسکو دیا
زیب و زینت فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوز کا | رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغان کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود | میں سمن زار میں پھولا گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے ۱۲۹۵ھ اگیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں مسند تھے

ٹپکے جو مرا اشک سر راہ زمین پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر
اے آبلہ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے | پیاسا نہ رہے دیکھیو کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندہ بہار ایسے ۱۲۸۵ بارہ سو اسی ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے

ہے تماشا گلفشاں اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈکری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کھیم تر این رند باشندہ ضلع فرید پور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی ایسے نہایت نمکین و شیریں ہوتے ہیں جو بیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس | نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص معاصر پیر دسود اکا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد کیمیت | بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد قفس سے

شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت ہیں جی دینا | ہمارے سر پہ آکر پھر کیا جلاّد یا قسمت

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد شیخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے صاحب دیوان گزرے

کہاں ہے محفل رندان میں دور ساغر مے | کہ پھر رہی ہے یہ بزم شراب خوار میں روح
بدل وہ ہوں کہ یاد نہیں کچھ سوا ئے دل | ہر دم پکارتا ہوں یہی کہتے ہائے دل
نہ آئے گی مجھے فرقت میں فرش گل پر نیند | کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو میں
بوسے کے دھیان میں جو مجھے یاد آئے ہو | بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہائے ہو نٹھ
کس درجہ دلکش ایمن بت کافر کی آنکھ ہے | ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے
دست رنگین جب کہ دکھلائی دیا ہنگام رقص | شمع محفل بنگئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عرضی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال و دہلی میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ھ بارہ سو پچپن ہجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ادائے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہو کر اثنائے راہ میں بیمار ہو گئے لیکن چہارم ماہ صفر ۱۲۵۶ھ بارہ سو چھپن ہجری میں بوقت مدینہ منورہ میں پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت | مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار انکے بہت خوب ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا +

یہ قدرت لقب ہے میرے کاک کو ہر شاکا | بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیوا کا
خدا نہ جوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے | زبان پر میری جب دم نام آتا ہے محمد کا
نام میت کا سنتے ہے جسے غش آتا ہو | وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا
وعدہ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح | وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب چاہنے والوں کی ترے دیکھ چکے — خوار رہتا ہے پڑا نا تو پشیمان نیا
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر — تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا — ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
فضائے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر — گرانبے دل مین نہو دغدغہ رہائی کا
مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین — وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا اوٹھنا — یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو — بیصبر بولیے آپ شہیدی تحمل ہوا
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم — گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار — کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا سوناز کا — ایک پر سے اوس پری کو قصد ہے پرواز کا
شرم آتی ہے وگرنہ اُن بتونکے صدقے مین — جیتے جی اللہ سے تب خورجنت مانگتا
جسکو سینے سے لگا لاتو نے بیکان جانکر — دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا — لے ہوا جو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
ملتوی رہجائے گا خلق خدا کا سب حساب — گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
اسقدر لطف نہ فرما و شب وصل ہین تم — روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک — موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ بڑے ہم غم کو ہم — ایک شب درد دل زار نے سونے نہ دیا
شب وصل ایک نہین کہنے مین اوس فن نے — حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے — سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا — تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید — خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا
دعا ئین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خط کے — نا شوق اندفون پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا
پاکباز ایسا ہون گر مرجاؤن میری قبر پر — لائے پروانہ چراغ اور گل جڑہائی عندلیب

لطف

لطف سو دیکھیے پلا کر اوسے یک جام شراب
وصل کی رات مین کیا آئے مرے کام شراب

گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہو کوئی
خود بھری بزم مین دے جب وہ گلفام شراب

یار نے بے تیغ کر ڈالا شہیدون کو شہید
کسکی باندھی جب وہ پتلی سی کمر خدمت کیوقت

ہوئے عشاق نوازی کے وہ دعی مصروف
ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

کافور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک

بیقراری دلکی مین کیونکر جتاؤن یار کو
سنتے ہی جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل

دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم

ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اونکو
سب خلق مدارات کے قابل ہے گرہم

گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم

اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے ڈر ہے
ہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن

شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ تیغ قاتل کا
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک بوسہ مین

گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
رونے مین کچھ مین حضرت آدم سے کم نہین

نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین

سوندو تم دو ہی دو بوسے دلے اکر مذہب کے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

کیون تو بس بس ابھی سے دیکھ بوسے دس کے دو
تو سہی اب بون مین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو

آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہے کل
آج لو نکا مین مقرر دو کے دو یا ہنس کے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے

وہ وقت تو آئے دے بتا دینگے شہیدے
بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے

بڑا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
کھڑے تھے آج شہیدی لیئے سبو خالی

ہائے وہ اونکا زمستان مین یہ کہنا شب وصل
نہ اوترتے نہ میرے ہوتی حائل ٹھنڈی

پاس دیدے کے پڑی رہتی ہے پردون کی پر
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے قمر جانی

میرے زخمون پر نمک ہی مشک بہتر مشک سے
سودۂ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی

ہر جگہ مین سو تغافل ہے نہان
سادگی نازان ہے اوس عیار سے

صورت دلکش جہان آئے نظر مین مرگیا | اور دلکا انجام میرے عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا | مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دھر دیجے
گا لیان ہین مقبرے پر دیکھکر پر بلبلون کا رقص | کسقدر بدظن ہے اپنے عاشق مغفور سے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت | افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندۂ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین | ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہید | کیا ہوا گر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شہید تخلص میر فتح علی شمس آبادی تبنبائے میر سوز شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین | اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شہید تخلص حکیم اسلام بیگ نواسۂ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت وارمان کیطرح | پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سر بہت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا | پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی | رہ جاے آبرو مژۂ اشکبار کی

شہید تخلص میر جھنو جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شہید | کچھ اضطراب مین ہین دل کے اضطراب سے ہم
نا شکر ہم نہین ہین ادھر کو نگاہ ہے | پردہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا بہین کہین کہین فرگان بھی تر نہ ہو | مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی | مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

شہید تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون شبک ہم درسے مجھے اوٹھاکر | کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

شہید تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حمید رد

رونے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل مراد
تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے

اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر
بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن اٹکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اے دلربا دیکھو نہ تم کھاتے ہو تم
ہم نظربازون کے ہاتھون سے کہان جاتے ہو تم

جا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا پہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

آتا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا
کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی برہم
اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندہ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑجائینگی پھولون کی چادر سے
اوٹھالے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے

ہوئی قضا کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین
کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو
کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر

ہنگام نزع وصل بت سیمبر ہوا
نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرہ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر
خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا

کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا
تو نے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا

مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین
لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا

ایک مدت سے سہے تھی پہلو
نہین معلوم کیا ہوا دل کو

سید تخلص مرزا اعالی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف رئیس الدولہ محمد علیخان عرف آغا حیدر حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا امیر مرزا ذوالفقار علی فاور ان کو لکھنؤ میں دیکھا ہے صاحب دیوان ہیں

سینے کو کرے شق نہ تو پنہاں مرے دل کا ۔۔۔ ہو جائے کہیں فاش نہ چرچا مرے دل کا
آویں ہمارے قتل پہ وہ باندھ کر کمر ۔۔۔ تو ہم بھی جان دینے پہ باندھیں ادھر کمر
عاشقوں کی نہ کھو سکیں او الجھن ۔۔۔ پھر پہ کس درد کے دوا ہو یہ بال
لب سے پھر کیا نہ نرہ جے مارا گلا ہوئے ۔۔۔ نئی ہے بات ہونٹھوں میں نیا انداز آنکھوں میں
ہو گرم مجھ پہ چاہو بلا لو مکان میں ۔۔۔ ہے دوزخ و بہشت تمہاری زبان میں
اوس نوجوان کے عشق میں سیر فلک کہاں ۔۔۔ طاقت نہیں ہے اسے فلک پیر ہاتھ میں
کیوں کعبہ و کنشت میں ہوتا ہی تو خراب ۔۔۔ جسکی تجھے تلاش ہے غافل ہیں نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین میں یہ شانا کیا تھا ۔۔۔ سنہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادر زادہ سید رجب خان شاگرد جرأت

جو شب کو وہ نہ رہا پاس اپنے تا دم صبح ۔۔۔ تو سو طرح کا ہمیں سوچ بار بار رہا
چھکا یا بادۂ الفت نے اسقدر مجھکو ۔۔۔ کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا
وفت خلوت نہیں کہ سکتے جو کچھ یارے ہم ۔۔۔ منھ تکتے ہیں حیرت زدہ لاچار سے ہم
کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھ اوسکی بعد از مرگ ۔۔۔ کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے
ہزاروں دسوسے خاطر میں کیوں نگذریں ۔۔۔ جو اوس گلی میں نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلالی برو کو ۔۔۔ چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈیپوٹی کلکٹر ضلع میں پوری بن سید تیغ علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس میں گلشن ایجاد کی ۔۔۔ منتیں کی ہیں اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر یہ رہنے نہ دیگا باغبان | راہ مین بھولا نہین ہون خانہ صیاد کی
میرے دل مین کسکے ابرو کا تصور ہی بنا | جھولتی ہے عرش پر تلوار کس جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفےٰ خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ انکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین ۔ دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا ۔ تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو انکی نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جمال پر نور پہ آنا دل کا | سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون و فا | آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ بیٹھ کر و ایسی بھی کیا بیتابی | جو کوئی ہو تمھین احوال سنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت | کیونکر گلہ نہ ہو مجھے طبع سلیم کا
شیشہ اوار شکوے کو بالاے طاق رکھ | کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آ کہ میری بھی رہجاے آبرو | رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کے وفات کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے | دیکھا اثر یہ نالہ بے اختیار کا
خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو | اونکو ہنگام قسم یاد آیا
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر | کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا | کیا کرون تھا مرے دل مین سخن بان پر آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی | شیفتہ صدمہ جو اوسنے وہ سنگدل آیا
مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان ہم قتل | کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر | جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
جفاؤ جور کا اوس سے گلا کیا | جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا
یار کو محرم تماشا کیا | مرگ مفاجات نے یہ کیا کیا

غیر ہی کو چاہین گے اب شفیتہ — کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
کب طلاع خفتہ نے دیا خواب مین آنے — وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
باس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے گھلی — صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز — شفیتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
لیکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا — پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو — آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
تاب بوسے کی کسے شفیتہ وہ دین بھی اگر — کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
جی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا — ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار — محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
سب باتین اونھین کی ہین یہ سچ بولیو قاصد — کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ — بیوجہ کوئی شفیتہ اف اف نہین کرتا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار — شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ بات کو — مدت مین گو ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
کل شفیتہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے — آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب — نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے — وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات — کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خیر جو گزری سو گزری پر یہی اچھا ہوا — خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھ کر
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہے سخت تر — اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
التماس وصل پر بگڑی تھی بیڈھب بات کو — کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے بار بار — اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دور
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا — مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
مایوس لطف سے نہ کر اے دشمنی شعار — امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہش کام دل اتنی نہ کر اے شوق کہ وہ
ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا تب وصل

گر ہم سے خفا وہ ہین گئے اونسے خفا ہم
مدت سے اسیطرح بھی جاتی ہے نباہم

نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم

کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہائے
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم

ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شفیقتہ
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم

آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ دیکھتے
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیون مین ہم

شکوہ کردن جفا کا تو کہتے ہین کیا کردن
تم سے وفا کردن کہ عدو سے وفا کردن

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین

گر مجوشی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین

عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین یہان آنے مین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانے مین

کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
مر گئے ہم تو کف صیاد مین

ممکن نہین بن ملے بنا ہون
بیگانہ آشنا نما ہون

لیلی کے سے بگڑ گئے تھے
دیوانہ مین جا نکر بنا ہون

کہتا ہون جو غیر سے نہ لیجے
کہتا ہے کہ کیا مین بوفا ہون

ہمدم نہ سہی محبت اوسکو
اوس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون

کرم ہے مصلحت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین

خلق سے نالہ موزون نکل آئے تو کہتی ہین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شوخوانی مین

ہائے وہ شوق ملاقات عدو مین جاگے
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین

ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
آفت تو یہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہین

بوسے کئے قبول تو گنتی بھی چھوڑ دو
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شفیقتہ
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین

ہم سے جو ہو عبادت تو دشمن سے صاف ہو
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تناے جفا کہتے ہو — کس سے کہتے ہو تمہین خیر ہے کیا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی — ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
شفیقہ شکوۂ دشمن سے بس آگے نہ بڑہو — دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو بُرا کہتے ہو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی — تھام لینا وہ تیری محمل کو
زنجیر آدھی رات کو کھڑکائی اور کون — اے جذب اشتیاق وہ چاہن کو کیا کہون
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے — گھر یار کا جو گھر کے مرے متصل نہ ہو
پھر دل وہی مین گرم ہے دلدار شیفتہ — ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خوا ہان دل نہو
کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دی چکے — وہ بات ہمسے کہیے کہ حد بشر نہ ہو
او ننگا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار — وہان کچھ نہ ہو تو جوش یہان اسقدر ہو
اجل نے کی ہے کسدم مہربانی — کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا — قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے — اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد سے
دن سے یہان آنے کی تدبیر ہے — کیا اثر نالۂ شبگیر ہے
ہزار باتین بناؤ ملے ہو غیر سے تم — نشان ہم کو بلاگم ہوئی نشانی سے
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ — کہ بلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے
جب لب کے غیر بوسے لین اوس لب سے شیفتہ — کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام — عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
کیجے اغیار سے ملنا موقوف — مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
رشک سے رنگ مین تغیر جو پائی تو کہا — تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
صدقے اس غیرت حرکاتی کے سر چھپانے کو — شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی — سناؤ اور پوچھو کیون نہین ہے
نہ پوچھو شیفتہ کا حال صاحب — یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
کی تمناے کرم مین نے تو فرماتے ہین — شیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
پر آپ سے ملنے کی تمنا نہیں رکھتے

ہند تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے

گر نہیں یہ کہ برتتا ہے وہ طاہر داری
کیوں نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے

دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
سخن درد سنا ہے کہ اثر کرتا ہے

ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دے گا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہیں
دل ہیں راز نہانی کی خبر کرتا ہے

ملنے کا مرے اور ترے چرچا نہ کریگے
گر دوست ہیں اغیار تو رسوا نہ کرینگے

بے عذر وہ کر لیتے ہیں وعدہ یہ سمجھکر
یہ اہل مروت ہیں تقاضا نہ کرینگے

مر رہا ہوں در و فرقت میں نہیں دیتا کوئی
سچ اگر تو جھوٹ تو سہم بھی کم نہیں اسمیں سے

وعدہ عدد کا آپ کی تکرار سے کھلا
میں نے یوں ہی کہا تھا کہ کیا آتے کیا چلے

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کسکے گھر ملے

گر دن غیر پہ چلتے نہیں دیکھا ہرگز
پیار رکھتے ہیں مگر دشنہ و خنجر ہم سے

ایک حالت پر نہیں رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی +

پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے سب آپ کو دیکھے یار سے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
کچھ اندنوں میں غیر سے شاید ملال ہے

تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے

ہوا انس کیون دل کو اوّل نظر میں
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے

خجل ہوں آپ میں بیوقت اپنے آنے سے
تم اور کرتے ہو پرسش نہیں کے شرمسار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو میں چھوڑوں
کچھ اختیار نہیں ہو کچھ اختیار مجھے

بڑے فساد اوٹھیں شیفتہ خدا نکرے
کہ اونکے بزم میں ہو دفعتاً اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا فاد بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورد بہادر نبیرہ

مرزا معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت ہی بعد مرگ — اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہو گیا
محفل مین مین تو اوس لب میگو نکے سامنے — نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا
اوسکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھای رنج — خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا
مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہی زرد — حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا
ظالمونکے واسطے کج طینتی ہی حسن ہے — خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا
ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے — نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا
مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سے کہ ہاے — پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو
مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد — سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے
مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار — رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیہان مجھے
ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کو صفا سے تنگ — مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے
تیغ کھینچے ہوے ابرو ہے مرے سر پہ ولے — ہے فقط چشم خنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے — نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آ بیٹھے ہین — بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفر یاب خان خلف مسٹر شمر و فرانسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین حلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ یار اپنا — بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چھوڑتا ہے اب نہیں دامن مرا | اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص ستیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبدالرحمن خان احسان شاگرد عبدالرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا | ہرگز کبھی تیشہ کا سراہ پہ نہیں ہوتا
کس کس کو میں بتاؤں کہ بار غم فراق | دل پر نہیں جگر پہ نہیں جان پر نہیں
ذرا آنکھوں میں رکھنا اسکو صاحب | کہیں یہ طفل اشک ابتر نہ ہووے

صاحب تخلص مولوی صاحبعالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑھ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر و لاغر کے | قوت نالہ نہیں طاقت فریاد نہیں

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

زور کیفیت مے سے کہ سبھی جھکتے ہیں | جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص مرجو ہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت میں نکل جاؤں کا | مجھکو ہیناتے ہو زنجیر پہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی پھٹنی کو پکڑ میں نہ ٹلا بیٹھ گیا | جیسی اسطرح وہ چمرخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل مومی کیطرح تھا میں کھڑا گلشن میں | گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیمم سے | تھی مقرر کسی چھنال کی خاک
چتون غضب ہے ننھی کی ہے بے مثال آنکھ | چھوٹے سے سن میں اسکی بڑی ہے چھنال آنکھ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ سامیوری

عشق دلبر میں کہوں کیا دوستو کیا کیا گیا | دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیموری کی اولادوں میں سے

تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں | گر کوئی دیوے ترے سر کی قسم پیرے میں

صادق تخلص سید محمد صادق خلف سید محمد باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد منفعہ علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خزانے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ | ہمراہ کسی دوست کو مشکل مین نہ دیکھا
بھلا دل کو چہ گیسو مین سرگرداں ہو کیونکر | یہ وہ راہ ہین جہان خضر بھی اکثر بھٹکتے ہین
ادھر بزم مین جام چلتی رہے | ادھر اشک آنکھون سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات مین ہو سبز ڈوبنے کی بہار | رنگ بہتر نہین دنیا مین کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کوکب کھلی ہے کیون یارب | آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی | بنا ناسنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
ہمہ دم ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھہ تو لین | کاشکے تیز تر اخنجر خونخوار نہ ہو
لیگئی دل اک نگہ مین اوسکی چشم نیمخواب | مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص تھور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد | یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندہ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کا طور نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ | سامان نہ سود کا ہمین حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص سید جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون پیئن غیر شراب اور مثال نرگس | ہم نہین دیکھتے ہی ہاتھ مین پیمانہ لیے
شرم سے نام وہ نہین لیتا | پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انتشار اللہ خان

صادق اب اور سرد کا رہنا دہن سے مگر
ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس

جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ
اوسکو بھاتا ہے کب اے پاپری کا نقشہ

تجھی ایک ترکرتی ہے لاہی کی غضب تیسر
ہے آفتِ جان کافر اگیا کی یہ سکھڑائی

کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تجھ سے
دانتون مین دبا اونگلی اے وہ اسے یہ رسوائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب
دیکھے تو خضر کے بھی بھرا گئے دہن مین آب

کیا دخل ہم وفا سے پھیرین اور جفا سے یار
سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادۂ راجہ تاج الدین حسینخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے یا عذاب نار ہے
خاک کبکان دری کرتی ہے شیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

جگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے
پھوٹ جائین تری اونگس تہلا انکھین

کثرتِ آب یم اشک سے مانند حباب
دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا انکھین

صادق تخلص صادق علی خان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی
کہتی باقی ہے روز طاقت دل کی

وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی
افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا اصلح الدین نواسۂ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار محمد

ماما یون بی ہے آپ نے مجھسے جو کچھ کہا
لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون

ہمکو تو دل لگی مین اوٹھین بین حلاوتین
سو دل خدا جو دیوے تو سو جا لگا ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا جان دل صابر | نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ منلیجہ آخر ایام مین فقیر ہوکر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوے تھے اور خورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کرکے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا | سرو چلا ہوگیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کاہش

سکندر کو مبارک آینہ خاتم سلیمان کو | خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو | ہنسی بھولے چمن مین باغبان گلہاے خندان کو
کان چیدوائے جو اوس نے توغش آیا مجھکو | ہاے پن ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھسکو

صبا تخلص لالہ کانہی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین | لیے جاتا ہے ہمہ آج تو اے نامہ برکس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین | غلط یہ بات کہتے ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو ق | آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص | اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ بستکر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ بہادر شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا | سر خوشی کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہو نہین صدقے ترے بہانے کے | زور ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادۂ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گرکے انتقال کیا شعر عاشقانہ اچھے طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا ۱۲

نہ کیون کیفیتِ اشراق ہم مستون کو حاصل ہو
ہمارا کم خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا

بلند و پست عالم ایک ہے چشمِ حقیقت مین
حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا

بنگیا خال جبین کوکب بختِ خورشید
کس ترقی پہ ترا حسن خدا داد آیا

دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
منہ اسطرف کبھی تو اے آفتاب ہوگا

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا

آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
جامِ جہان نما ہے پیالہ سفال کا

کوٹھون مین گردشِ نگہ یار سے بسا
تل تیل ہوکے بیگیا چشم غزال کا

روتے روتے چشم نابینا ہوئی
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہوگیا

کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
سن چکے حال پریشان میرا

عروسِ گل پہ مستی کا گمان ہوتا ہے
فراق یار مین سنبل دہوان ہے مرگھٹ کا

ہوگیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
مجھکو سیفی یار کا اسم جمالی ہوگیا

لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
رہگئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا

اوس پادشاہِ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
ہر سرو و لنگ باغ مین تیمور ہوگیا

جور گلچین عشق گل خوفِ خزان ایذای خار
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان عندلیب

دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج

آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
وہ ابتدائے رنج تھی یہ انتہائے رنج

کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح

کھائینگے زہر اونکے خطِ سبز فام پر
سرسبز ہونگے حضر علیہ السلام پر

مرے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر

کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر

مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون
یہ سب کچھ ہی ہوئے محو خیال روی جانان ہون

مجھے بھی اور اوس سے بھی امتحان کا اک بہانا ہے | اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے
بادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا | مور کو بھی نہ سنائے جو سلیمان ہو جائے
تجربہ دونون کی جانبازیون کا کردم قتل | امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد برادر زادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کردستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے مجھے ۱۲۸۸ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا | ہم یہین سے سلام کرتے ہین
طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون | دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو
وزدیدہ اون گنگا ہون کے مضمون کھا فیض ہے | سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے
جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے | اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے
دہان ہے عذر لغزش مستانہ آنے مین دے | اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے
دیکھکر کثرت دلونکی تار زلف مین | آئنہ حیرت مین ہے اور گنگنش مین شانہ ہے
یہ تو ہو معشوق وہ عاشق زہے نیرنگ عشق | ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے | خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص میر محمد علی مرتبہ گو فیض آبادی

ہم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے | نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ درا سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن الکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

گئے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین | غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار | کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے — ضعف مین آہ خوب دستی ہے
خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیا ہی مزاج — زلف کیون بکھری ہی کیون بگڑی ہین تیور کیا ہین
خط اگر بھاڑا تو بھاڑا فعل کیون اوسکو کیا — جرم کیا قاصد کا تھا بھیجا جو تم نے پوچھ لیے

صبر تخلص اجودہیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ فرحت و شاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہین گمان کہ وہ آئے ہمارے قابو مین — اوٹھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا
دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح — ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا
زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے — طالع خوابیدہ کا بیدہ بیدار کا
بدنامیان ہین باعث نام آوری میان — ہم جانتے تھے عشق مین کچھ غروشان نہین

صبر تخلص اجودہیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندہ سکندرہ شاگرد حافظ نظیم سررشتہ کسٹریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انسے ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

مارِ سا ہے مار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب — مشک چین نے چین مین مالی ہی یہ وہ کیسوی دوست
گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو — پس کے مین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو
گر بہار نکہت پیراہن یوسف نہ اے — کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے — طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے
کسا ہے اوسکی چھاتی پر یہ سینہ بند در تار سے — دیا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون — کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالائے سر

صبیح تخلص سید وارث علی لکھنوی

سیر منظور جو ہے میرے تڑپنے کی اوٹھین — پوچھتے ہین دل بیتاب تمہارا ٹھہرا
فرقت یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح — کس نے دیکھا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر
اون غزالی انکھڑیون کا جو تصور رہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ
جنسے آنکھین لڑائی تھین جھپک نہین سکتے جا کر — ہم سے او بید بد اب ہرگز نہ اٹھی ار آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیسہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد ماتم

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیسہ خواجۂ باسط باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہ ہونسے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری وسکنا سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جواد دھر منہ تو زلف سے — کیا جانیے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اجتہاد حاصل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوسس بدگمان کو دیکھ کہ مغرور ہو گیا
یہانتک شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے — کہ گل ہووے چراغ دشمع گر آوے مرے گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بدقت اشک اب نکلے ہے شاید — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کمان نکلے ہے نار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صرر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤنگین — نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صرر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہمنے — آئنہ اوسس بت خودبین کے مقابل کرکے
وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیے اک بوسہ کرا دل کرکے

صفیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریبان اے پردہ نشین چھیلے کیا کرتے ہین
غم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم
جبنا رونا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صفیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط
پیاس سے لب ساحل کے تڑپ ٹکڑے ہین

صفیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ وہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سبا ہی تبلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا
پھر اکرتی ہے تیری سرمئی انشوا آنکھون مین
مسیحائی ملی ہونٹون کو یا یا سحر باتون نے
کرشمہ ہے بھوؤن مین اور ہے اعجاز آنکھون مین

صفا تخلص بیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا ؎
یہ خرابی ہے منہ لگانے مین
جیب رہیے خدا کے لیے اے حضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مراد یہان کیا ان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مے کسنے بھری تیتے مین
رہگئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منو لال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو تصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت جور کو سمجھا ہی صفا
تونے دیکھا نہین اوس شوخ کا منہ کیا
چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آتا ہے
مزا ایسا ہے کیا اوس بوسہ جانبخش مین
مرے رونے سے والی وسکا تو کچھ مائل بہ رحمت ہے
مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

تو نے کیونکر چوتک اوٹھا گر اثر نہ تھا
واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا تھے برادر مرزا شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے
کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین ۔ شعلہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

تجھ سوختہ تن سے جب گل کھلے ۔ چاہیے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر اسیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین میر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سلوز ہو ۔ ہو جاے صاف ابلق ایام چار دانگ
وہان رنگ پان سے دردندان مین لال ۔ یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یاد ہے
ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال ۔ تیرا گلگون چمنستان مین جولانیا ناخن
منہ دیکھے کی ایجان محبت نہین اچھی ۔ رہنے دو تم اتنی یہ عنایت نہین اچھی
دیوانے بنے تیکے ہم اوس شوخ سے صفدر ۔ سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر فوس ۔ اب تمک تو مری عادت سی خبر دار نہین
آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح ۔ ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی
اسطرح مجھے ناصح کر دل سمجھے مرا ۔ بند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کمین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ٹرپا پاے نگارین کس کا ۔ چھپا ہٹ ہے خاکی سی گل قالین پر
نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا ہے ۔ کہ ہر دم ہاتھ سینے پر وہ بے تابانہ رکھتے ہین
صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو ۔ سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
چیک کا ستمگر ترے ابرو پہ یہ ہے داغ ۔ یا قبضۂ شمشیر مین چنی ہے جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل کے ہے احوال سے آگاہ ۔ گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین مسکین و غلام مولی متقی ہاشندہ میرٹھ

ترے جا لوٹن سے فتنۂ عالم — روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچا لیجے گا — دھیان سودائی کو نہیں سر کا
سرگشتہ روز و شب نہ رہے کسطرح مدام — اپنا ہی دودآہ ہے یہ آسمان نہیں
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں — کم صور کے فغاں سے صدائے اذان نہیں

صفیر تخلص میانخان باشندہ دہلی شاگرد مومن

لب شیریں کے جو بوسے سے ہوئے لب بند — ہمسے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا — نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں مہ جان — ہے ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے — کہ رہ نہ جائے کوئی حور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہو یہ برا لحاظ — رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا — قاتل ہیں سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد محلص دار و غہ انبکاری ضلع مونگیر ہاشندہ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو میں محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی میں مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ میں مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان و ارد و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم میں شعرا تھا کہتے ہیں راقم کے احباب میں ہیں راقم نے اس تذکرہ کے لیے اور نمونے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب میں اونھوں نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش تراہی نہ ناگوار — ایک ایک قطرے سے ترے پیدا ہوئے ہزار
اک شور ہے جہاں میں تیرے چٹیا ڈکا — نکلا بساط سے ہے ترا پانڈن ایک بار
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا — موقوف رہ گیا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش ہے صد موسے ہجر کے — مجھ پر ہی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشک بار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال — آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا اکیبار
اتنا بھی چاہتا نہ تھا اے رشک مہربان — جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق — عبد الغفور خان کے کیا ہے وہان قرار
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا — ہوتا نہ جوش آب تو طیرانہ ہوتا یار
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب — تو ہے مری مدد کو پہونچ اے دفا شعار
اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بصد شتاب — جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
جسوقت سیر آب کو آوے وہ نامجو — میری زبان سے بولے لب موج اکیبار
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا — اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
دانندۂ رموز سخن واقف عروض — کشاف سر شعر دقیق و نکوشعار
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق — کیونکر کروں بیان کہ نہین اسکا انحصار
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند — لیکن وفور آب نے روکا بحال زار
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین — بھیجا ہے ڈاک پر جو پڑھا دل کا اضطرار
مٹینہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آج کل — دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے — جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بصد وقار
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون — بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
محفوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے — مضمون نغز دل کو مرے لطف دی ہزار
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین — حامل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
بھیجیگا میرے پاس بہر حال جلد جلد — دراصل میرا قصبۂ آرہ مین ہے قرار
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو — کیا باغ کو بسائیگا اک موتیا کا ہار
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط — جاتی ہے اک غزل بھی کہ دیکھا ہے آپکا اختیار
نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا — جب تک نہ پہنچون و روز زبان پہ ہو بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو یہ صفیر و فا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
وہ آپ منا لیتے مین جب کہ خفا ہوتا

جو دیکھ لیگا سگ یار پھاڑ کھائے گا
ہما چبا تو مرے استخوان بہت اچھا

مرزع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا

بے سبب میری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو سونا کیا تھا

پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
پھٹتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا

قتل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
بگولا بنکلون مین ہے جن کے سر لیے پھرتا

بس کر دو کثرت افشان سے چھپاؤ نہ اسے
اک یہی خال تو اے جان ہے جان عارض

سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم

تجھسے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم

یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
دیکھو تو زبان دے کے نکلوا کے منہ مین

کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین

کھلتا نہین کہ کھلے ہین کیا اوس پہ عجیب
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین

جرم نظارہ پہ دربان نہین رسوا کرتے
قہر ہے وہ آپ دیکھین روزن در سے ہمین

ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
آج آنکھون مین ہماری اشر خواب نہین

دے دو اک بوسہ خوشی سے اپنی
اچھا تم میری خوشی جائے مرو

اے پریخوان وہ پری شیشے مین اترا ہی تو کب
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو

مین کڑھتا ہون تمہین وتا ہون مین دیتا ہون جی کو
کیا کام مرے حال پہ پیشان سے کیسکو

یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
دل بیتاب وہ محفل مین ادھر دیکھین تو

نکلے تیرے ہونٹون کا جو سمجھین مطلب
اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہون جانے

بس دیکھ چکے ہین دلبرون کو
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری

مرگان کے تلے ہین لخت دل گرم
اشک نہ نگاہ ہے ہماری

منہ مین اوسکے وصل مین دیکر زبان
ان ہتون کو بے دھرم کیا کیجے

گھر کیا دل مین جو اونکے تیر نے | وہ لگے میرا کلیجا چیر نے
کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا | دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دانتے
باتون نے ترے کیا ہے بیمار | کیا ہو نسخہ مری دوا کرین گے
وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے | مضمون کیا صلح کا لڑا ہے
دل سے گزرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی | بوتل تراشتی ہے سر وہی نگاہ کی
ساقی دعا مین مانگ تو زلفون کو کھولکر | رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
کل جو اوٹھے تھے بٹھانے کے لیے | آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص منشی داس دہلوی طبیب ہندی و ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھولی تری صورت سے بڑی نرمو | تو تو عیار دن کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مراد آبادی بیشتر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ نا کہ ہین آپ دلبر دلبر لیکن | ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار | پوست ڈھیلا ہوکے آخر جامۂ تن ہو گیا
جو دیکھی فال مین نے بھر دیدار | تو قرآن مین بھی نکلا لنترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حیران نبیرۂ قائم خان نذاری باشندہ بنارس

حسرت ہین آنکھین بعد فنا بھی کھلی رہین | تھا زیست مین مزہ جو مجھے انتظار کا
ملتے ہو رقیبون سے مری گھر نہین آتی | اللہ تمھین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صیقل تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید الدین مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس تھے ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام اکثر ضائع ہو گیا کہ ۱۲ بارہ سو چوتھر ہجری من عین شباب مین وطن یعنی فرید پور مین جاکر انتقال کیا راقم نے اونکا ارتحال کی یہ تاریخ کہی ہے ٭

چون مرد برادر من عبد الباری	در دیدهٔ من تیره جهان خندنا گاہ
بنوشت خرد سال وصال او با ے	صد حیف شکست بازوے مجھ پر آہ

سنہ ۱۲۷۲ھ

ولہ

ہے غم سخت موے مولوی عبد الباری	تنگ سماج ہوئین چرخ کے بس ہاتھون سے
ایسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر	دل یہ بولا کہ فنا کی ہے مرے بھائی نے
موجۂ صرصر بنا ہے خنجر شمر لعین	صحن گلشن ہے خزان مین کربلا ہو عندلیب

حرف ضاد معجمہ

ضابط تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام کی تو شرم کر ضابط خدا کے واسطے	یہ ترا گریہ تجھے آخر بھا لیجائے گا

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندۂ دہلی

چاک جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار	ضاحک یہ رشتہ بھی کہین یار ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر عزت اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو خوب کہی ہے اور سبب یہ کہو تھے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیجیے اصلاح خدائی کو دلیکن	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
جب سے اوس طفل پر نویس نے چھاپین لکھے ہین	بس مراسلہ نہ جلارد کے سجا ہین گھر مین

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

مردے کو پھینک دیگی لحد سے اوچھال کر	میرے گنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین سے کب
شاید وہ نکلین گھر سے بس اتنی امید پر	کوچے مین اونکے بیٹھ رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبر آباد مقیم حیدر آباد شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خاطر مین دونون چاہو تو لے چاہو اوسکو لو	جان آپ کی ہے نسل بھی میری جان ہے آپ کا
تم کو کیا کیا وفا کے دعوے ہین	حیرت کہیے مجھے یقین آیا

صانع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

صانع کا اے عزیز وہ کچہ ڈھنگ ہی نرالا | تا صبح روتے رہنا تا شام خوار پھرنا

ضبط تخلص کنہیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

وہ لوٹنے پر چڑہے ہو چشم بد دور | اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دوپٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

سرخی لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل | صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا | ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آ رہے کہین | آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پر
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط | رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی بیخود

تو سراپا چمن حسن ہے اے رشک بہار | رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس تہ لا آنکھین

ضحا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبۂ ملانوان پرگنۂ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

مد نظر ہو تو مین ہین تیلی وہ انکھڑیان | مانند نرگس مست نہ کیون لڑکھڑائے دل
ڈر ہے ضحا نہ گل کہین شمع حیات ہو | ان روزون بڑھ چلی ہے نہایت ہوائے دل
کوچے سے یار کے انہین الفت کمال ہے | کیونکر لحد مین ٹھہر سکے مجھ خستہ تن کے پاؤن
غیرت دوروہ عاشقی جو نمایان ہو جائے | داغ دل اپنا یقین ہے مہ تابان ہو جائے

ضرغام تخلص مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے کشتگر بسبب خاطر ناشاد نہ پوچھ | ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضرغام کا کوسوں نہیں لگتا ہے پتا | تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندۂ بانی پت دہلی میں معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے | کیا لوگے اے ضرورت گر پھر لگا کروگے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل | اے شوخ خوفناک ہیں زد وحنا سے ہم
افتادہ رہگزار میں ہیں اسلیے کہ گاہ | کچھ رہزنوں کا راز ہیں نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد مہر

کیوں نہ کھٹکیں دل عاشق میں ستمگر بالکیں | ہیں رگ جان کے لیے صورت نشتر بالکیں

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندۂ دہلی اپنے آخر وقت میں آزاد نہ زیست کرگئے

ہم بھی گویا کہ نقش پا ہیں ضعیف * | جس جگہ بیٹھے پھر وہیں کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندہ دہلی

بجلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو | پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک | مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد میں نعمت کی

نہیں صہبا کی یہ ہے جلوہ گری شیشے میں | کی ہے ساقی نے فسوں پڑھ کر پری شیشے میں

ضمیر تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

روکش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے | خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
ہیں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال | چشم خواب آلود اوسکی فتنہ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی شاگرد نظیر اکبرآبادی

وہ ابھی ہے نو گل آزردہ ہنوز تازہ بہاری | نہ کچھ آئینہ سے اوسے فہمائش کہ سر دکھا

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر فدا علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی	ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب	جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

شمیری تخلص مرزا مظہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم و شام تک کی سیاحت کی تھی دہلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عاد تون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے	لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص نبتی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھلو ضو کو	آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے	اے برق منتظر ہے یہ مشت گیاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ	پر اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آبادی سکونت اختیار کی تھی ۱۱۹۴ھ اگیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۱۹۶ھ اگیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے اے چرخ کیا ننگ خلق	اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین	جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چوا دیتے ہین
نے دل جلا ہون گاہ نہ مین سینہ تفتہ ہون	مین داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی	کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے	مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون چنار اسجانہ پھولے ہین نہ پھل لاتے ہین ہم | جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو جل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مرا قد مکرر کا ہے لب پر * نہ ہو بوسون مین پھر تکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندۂ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان نازوہ کہ در تک آیا نہ جائے گا | یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نہ جائیگا
مرجائینگے پر اونکو بلایا نہ جائے گا | احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد سیر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد مذنب مرثیہ گو

پڑا ہے عرصہ جو سے معاملہ دل کا | بھڑا ہے جا کے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات | خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے | یون ہی رہا جو رگ و پی مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد وخلف سید علی جان درخشان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج
متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو | خدا پر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا | گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن ہنسے ہم کو | یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی وارث علی باشندۂ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور
ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے
نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب لوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر | دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہوگیا
شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارہ ہی ادا | ہر دہان زخم اک چشم سخنگو ہوگیا
لکھتے ہین آج وصف دو ابروی یار ہم | حاسد کے سر پہ کھینچے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص سید ضیاء الدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک
اب وہ راز دلِ ہمارا آشکارا ہو گیا

پاس اپنے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقد دل
وہ بھی اے ظالم نیازِ نازِ خوبان ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور داماد و شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہیں پہلے حشمت تخلص کرتے تھے، عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری میں فی زمانہ بے مثل ہیں، جمیع اصناف سخن پر قادر ہیں، شعر بمضمون اور عاشقانہ فرماتے ہیں، ہزل اور ریختی اور مرثیہ میں مہان تخلص کرتے ہیں، بہت سے ملکوں کی سیر کی ہے، بہت سی زبانوں سے واقف ہیں، طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر میں کامل ہیں، چودہ پندرہ برس تک کلکتہ میں تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ میں تشریف فرما تھے کہ یا گرمشہور ہیں ۱۲۸۶ھ بارہ سو چھیاسی میں انتقال کیا

ہوں شاہ نشور سخن دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دنیا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا

یہ ذکر سلسلے میں ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سے مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا

ہو جن بتان میں متعکس جلوہ خدائی کا
نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس میں بند ہو کر طوطی جان شاد ہے ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا

مرغ جان کیوں قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا

کسی عنوان نہیں جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

روف کا وصل روی سے مجھے دینا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے میں وہی عشق نہاں ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل میں وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا

تیرا انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا
گشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہاں لائے ہے مہمان نواز
دیدۂ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم
پر اثر نالہ و افغان میں کہاں ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشاے راز عشق آہ سرد سے
آنا جانا نبض کب ہمسے ہوا جاسوس کا

جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور یہان ہر پیچ مین جی کے توڑا سانپ کا

زلف جانا کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمندِ طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یا نرگس نے تمام
فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آپس مین سدا ہوا کرتے ہین برو زبر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب کو ندھی ہی جعد
توڑ کر نیولے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کا کل کا خیال
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ چھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے در مین اوبجے دونون زلفون کی سے
ایک من پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
شیر کردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا حی کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

دہان رہتا ہے جو ابرو ئے بت بے پیر کا
اور طے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رنج مین ہر گرمی غضب - ہی قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابرو دون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے
دم ہے آنکھون پر نکلنا بعد کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا

تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھ پر زبون
غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے در والم احوال دل کس سے کہون
خلق در بان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے اثر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا — دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا — دم ہے آنکھون پر نکلنا بعت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا — غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا — حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل ذو بحرین یعنی بحر رمل ثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح ثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین — حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا لب آیا ہے دم — رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز ثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے — زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جیتا ہی اب مجھ پر زبون — احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل ثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے — حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جیتا ہے اب مجھ پر زبون — رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا — خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون — تا لب آیا ہے دم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے — رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اہل صاحب طبع پر چھپا نہ رہیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہوجاتا ہے اے فیض اثر — آج کل رتبہ بڑا ابر جیس سے ہے قیصر کا
رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست — آتی ہے گلہای نخل آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بھرنے بھر لے مین یہان ٹھنڈا ہوا — گرمی دشمن سے وان خالی نہین پہلوی دوست
چشم ہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی — مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

لوٹنا ہے کون ان روزون بہار رکے دو دست
کسکے ناخن ہین کلید قفل عقد موئے دوست

خندہ زن اوس دست مین شانہ بدیضا ہے
غیرت نقبان موسی کیون نہو گیسوی دوست

شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثل شانۂ گیسوی دوست

آتی جاتی دمبدم مثل نفس ہے مرگ و زیست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب ابروی دوست

دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ

زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار

ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کیون جان نہ لے عاشق مایوس کی جھنکار

کھوئی تمہاری ساق نے توقیر پاے شمع
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع

ہر شی کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع

تعریف ساق یار مرے دلسے پوچھیے
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع

آنکھون مین کیا تپنگ کی چربی ہی چھا گئی
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع

گالیان غیر دنکو اے غیرت شیرین نہ سنا
تلخ ہو جاے نہ شیر اکمین دشنام سے کام

چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام

مہر و مہ خدمت عالی مین سدا رہتے ہین
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سو کام

حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام

یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوی وفا
کیا عجب ہے جو گر پلٹ کر کان پہونچے ناک مین

آئی سحر نشان شب اصلا کمین نہین ✤
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین

عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا اٹھا گیا
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین

جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غیرون سے کہتا ہے کیا کوچے مین دیکھ تو جا
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

روٹھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
ٹھانی ہے دلمین یہی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

شکوہ ہے لب پر شیرے روز و شب اے میرے دل
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

دہان ہے تو خوش میری جان دم میرے لب پر ہی یہان
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل | یاد ہی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر دنسے ملتا ہے تو کوئی بت اے میری جان | لائینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہے میرا | چیر نگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبونکے ضیغم کوئی بچتا ہے جی | سر پہ یہ جو کہون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جدا گانہ مین تقطیع کر کے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین ہے دمی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون + ارکان فاعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعلن ابتو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن ابتو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی ۱ ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع رو ٹھے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تبتے سے پھو مفتعلن ڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن زرد شب اے مرے دل متفاعلاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع منحون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن یہ ہے بیان فعولن
بحر رمل مثمن منحون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیروں سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت اے مجھ فاعلاتن رہی جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
صندے سے ترے مفتعلن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اغصب محصوب ارکان مفاعلتن مفعولن مفاعلتن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفاعلتن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفاعلتن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیریں گے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن ابتو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی منحون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین خو مفتعلن بو نکے ضی فعولن غم کو ئی بچ مفتعلن تا ہے جی فعولن
بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پر یہ
مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو ہو مستفعلن
بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان
ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن
بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان
تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلاتن
اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہو تے
ہین عروض دانون پر چھپا نر ہے گا

ہمنے کب پہونچا کہا نہ اوس لف کی لٹ چھوڑ دی ۔ ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی
تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے ۔ چیر تا دل کو ہے اے جان کوی آری سے
اسقدر بوسے لیے ہم نے ہجوم شوق مین ۔ مٹتے مٹتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
پیوند خاک ہو کے بھی جنبش بدن مین ہے ۔ کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے
بنکے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی ۔ بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی
ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے ۔ صہبا ے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے
پھاہا ہٹے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن ۔ اے مہربان ابھی تو یہ سورج کفن مین ہے

صیغہ تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب بدا حسین خان

اوس جان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑ و نگا ۔ مجھ پہ کرتا ہے ستم اے فلک پیر عبث

صیغہ تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے ۔ آئینہ کو کمال حیرت ہے
کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ ۔ جو سفید آینہ گی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کثیر مولد دہلی

وشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
فرہ اے قیس میری وادی مین	ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا امیر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کب مین شب او ٹھہرا ہی ماہرو نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی وثنار اللہ خان فراق وطن الکناتوران مولد ہندوستان

رقص بسمل ہے تمشائے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبدالغنی قدس سرہ الکناریسا لتقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے او سکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلاے وصل سے یا ہجر سے کر مجھے قتل	حیات و موت مری او سکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مرے مجھکو کیا عشق مین بدنام	او ٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش پر اگشت

طالب تخلص حافظ شبراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معما مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے ۔ صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو الکنا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات جا رہتا ہون
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

چیرے ہے سینے کو شوق کیجے دل دلگیر کو
مین یہی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
میری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
خبسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا

بہر عیادت آئین تو او سو قت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایجی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۲۱۸ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم بار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم پر دل بیداد وام مین
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

سخی سے سوم بھلا ہے کہ دے جواب شتاب
اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین

بگینا ہون کو قتل کر تا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار نا توان
دنیا مین کوئی دم کے لیے میہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہے زہے قسمت
اگرچہ ہم ہین زندان مین پہ رہتے ہین گلستان مین

رسا سے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا
مگر اشکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہی یہان جاگزیں
ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق وحرمان مین
درسے اوسکے اوٹھوا وٹھائے ہوئے
ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی
شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا الہ میر افسے دہلی مین ملاقات ہوتی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جاے گا
تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا بجا لگا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان تن سے جاے
پر ہاے کوے یار سے جایا نہ جاے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین بشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا
یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب
ہے اور مزاج اوس بت عیار کا ابتو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ ادا غشوہ و خرام
یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
زلبس معمور ہے سینہ مرا الفت کے داغون سے
تنگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور منسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال رہے بادیہ پیما طاہر
ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار
کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اطہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین اپنا
اس آینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو
اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے
کوچۂ زلف سے اوس شوخ کی کیا آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پائے ہین پیارے ترے اقرار مین
جیسے رہتا ہے عیان کاکل بلدار مین کج

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین شیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم | اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل
روز تیرون کا نشانہ کیون بنے | اسقدر چھاتی لہان سے لاے دل
فتنہ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہی | تم تو وہ ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندہ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تفتش خان والی دشت قپچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۳۴ اٹھارہ سو چونتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طا بھلا ہی لکھتے تھے

رات کو جرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا | آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا
کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اغیار کے ساتھ | میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا
پابند نہین اپنے وہ رتبہ عالی کا | پڑ جاے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا
طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو | امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا
پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ | پھول جڑ جڑ کے گئے ہم نے سپر مین سوراخ
وہ بولے دکھہ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک | کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک
کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن | کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے | پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقہ در سے
دریا سے نکلتے نہین جو مردم آبے | پنہان ہین مری آہ شرر بار کے ڈر سے
تقصیر وعدہ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے | کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے | مرغ دل سینے مین طاؤس نظر آتا ہے
جان کھوئی ہو کے عاشق ابروے خمدار کی | کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین نجاری کی اولادون مین سے مولد و مسکن انکا دہلی دبان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جانداز شاہ بہادر کی رفاقت مین رہے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طار محلہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تا ے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید
آخر دنیا ہے جاے امید

ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چو ری
دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھہ چرا لیتے ہین

جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے
دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

نہین تمکن ہائی قید سے اوس لف مشکین کے
قلندر ہو کے مین بھی اوسکی پیچھے سر مُنڈاتا ہون

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھالاؤن ق
تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے

لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون
اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

طپش اب پیتا ہے دل کو اپنے ق
بہا اس جنس کی کئی بو سے پر ہے

ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار
ثنا سائی مین جن جن کو نظر ہے

کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار
ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے

سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہارے
کہ لینا آپ کو منظور گر ہے

تو اب اس سے بھی کچھ طرہ ہے زیادہ
یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے
سچ کہنہ ہمارے سر کی قسم کیون اودا س ہے

ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے
چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادہر رونے لگے

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرین گے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

ہم خوش ہوے سوراخونکے طرز نیسے جگر مین
اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے

کبھی تو یار کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے
اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے

سرخ اسپنے لہو سے ترے دستار کرینگے
آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھکے مرینگے

دیکھینگے جنازے کو رو کے گا کوئی کیونکر
اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

آبرو والے ہون نہ ترا من | دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہائے بن پنڈت برج لال باشندہ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوکے نصیب کو نہ جگایا حضور نے | آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندی ہے جوٹی دست مشاطہ نے جانان کی | یہ مشکین باندھلی ہین او سنے زردین ایمانکی

طرب تخلص دھومی لال برادر زادۂ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا | جو بمشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکر اوٹھا

ابر و مینا ے و مہ و ساقی و مطرب ہو طرب | کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز | آن کر اکا تو یا نی طوق گردن ہو گیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی | خالی رہے ہے پنجہ ہمیشہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون ہر گشتہ بخت | خوف یہ ہے منہ نہ پھیر جاے تری تلوار کا

بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرز سے کچھ صورت | ہوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین پھولینگے | نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردھاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بھی زلف سو تیری | نیٹ کو بیچ پڑا ہے معاملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز | لڑ چکا رو تھ چکا بیٹھ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا اخد انجش قتیل

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ | نے گریہ بے اثر تھا نے نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ بہر وصل | جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی لجاے وہ تو کام نہین — اگلی پچھلی حکایتون سے ہین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا۔ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے جھک کر نہ کی تو نے غیر — یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو گئی فرقت جدائی ہو چکی — آؤ لجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرۂ بازخان بنارسی

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کا نقشہ — مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا نقشہ

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر بہادر عرف مرزا طفل خلف مرزا ابر مرحوم دلچسپ شاہ عالم بادشاہ زہد ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے — دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر کھانے کھا گئی — چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار باندھی

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکن

چہرۂ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف — دستۂ سنبل خوش رنگ سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین سخور رہا — طور گو بیمار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ آجائین اگر پہلے — یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کے ہم نے گالیان دین یار کہ صاحب — ذرا انصاف تو کیجے نکالا کتنے شر پہلے
مرے جنت مین بھی نہ جائین گے — رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند — رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار — تمنے ہاتھون پہ دکھائے ہین چمن پتھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے — خیال عارض روشن ہے روشنی دل کی

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ قصبۂ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہو گا | ایسی روتی مین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے | شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر | روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن علی خلف منشی ہیجان علی باشندۂ دہلی شاگرد احمد جان عشق آٹھ نو برس ہوئے کلکتہ میں گرجا فظ اکرام احمد صاحب کے شاگرد ہوئے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غماز ہو گئین ہین طیش | راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظا معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگھ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلمی کرتے تھے

دیکھ راہ و پیٹ کے کٹے لیکن | ہجر کی شب بہاڑ آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان | یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا

بچے دل اوس بت بیداد گر سے کیا ظاہر | کہ سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا

میا دتیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان | مین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم سید محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو | چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرے

ظاہر تخلص خواجۂ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گرے بے اثر نہ ہوتی | ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ بینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد بنی لال حریف باشندۂ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

ترے عشق مین اے بت ماہ لقا گئی مفت مین ہائے شاگرد کی جان ہوئی شاد کبھی یہ طبیعت دل رہا مور و در درد و الم ہی سہا ہوئی شاد کبھی یہ طبیعت دل

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے مدعی منحوس مر کے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتے ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

او سنے کھینچا تھا مرا زایچۂ حال سیاہ اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا بارے اب کوچہ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

مے نام کیا جوش مے ناب نے ساقی او ٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ آنکھ
ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف
کشتہ ہون ابرؤن کا جو بادر نہ ہو نہین کعبہ دون مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ سندیلوی فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن محنہ کا پھیلنا چھوڑو نہ پایچے دم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ دہلی شاگرد ذوق و میر و مولوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر تونے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو انا سی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان انکے نظر سے گزرے

سر تا بک دست ستم جون ہی ترا قاتل بڑھا خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا
تن گل خوردۂ عاشق کو جو کھانا ہے گا تھان اچھا کوئی پھلکاری کا منگوائیگا
بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
کھائے بچہ مین نہ کیون عقل رو گر چکر چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در چکر
ہم ہوئے شب کو یہ نالان پس دیوار کہ بس کھولکر غرفہ لگے کہنے وہ نا چار کہ بس

ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اور نکلا — اسقدر میرے نکلے کے وہ ہوئی مار کہ بس
ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش — بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ و دلفگار در یغ — ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس — ہمیشہ جانب در چشم انتظار در یغ
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب — ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس — نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک — ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار در یغ

یون تو رمز سے ہی الطاف و عنایات مین فرق — لیکن ایسا نہ ہو آجاے ملاقات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو ترک جائیو نہ اے قاصد — مجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین — عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار نہ ہین ہزار پایہ
لیتے بوسہ خال لب کے جو پاس ہم اونکی جا تو ہین — بوسے تو وہ دیتے نہین پر کاٹ تل جو کھاتے ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجلا کے یہ بولے — نہ ہو وہ بکو تم یہانسے بس جاؤ ہوا کھاؤ
ہم تون کے دل کو جذب دل ہی کھینچے جائینگے — پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
نہین ستارہ دنسے یہ چرخ پیر کے جھولے — بھری ہی کوڑیون سے اس فقیر کی جھولی
نہ بھیجا کوئی اپنے پاس بھیجا جبکہ وقت اپنا — اجل کو آفرین ہے وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی
بدن پہ بال ہین یون اس ملول کے کانٹے — کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد — چاہو کہ ہو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
کیا کان بھر دیے ہین خدا جانے غیر نے — غصہ مین جو پھرے ہے وہ کافر بھرا بھرا
ظالم ترے چپ رہنے کا عقدہ نہین کھلتا — کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
لپکا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام — کیا سخت ہے مشکل کہ نہ یہان ضبط نہ وہان ضبط
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون — جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی — ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
کیسکے دل کے پرزے کر ہی موئے پر وہ مین — نہین یہ چھالیا چلن کی تم اندر کترے ہو

ہاتھ اوٹھانے کی نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
ہو چکے ہم تو یہ سخت بلا سے کچھ ہو

خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
جائیو اے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

تھے تو ہم صوفیو نکے یار پہ اب ہین مشہور
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے

اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
جوش گریہ نے مرے آنکھونکو مٹکہ کر دیا

وہ کھا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین بولتے ہم جھوٹ

ہون جو ٹیڑھے ترچھے دکھلاؤنگا اپنا بانکپن
ہم ہین سیدھے سادھے ہمسے بات کر سیدھی طرح

محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور

سب اونکے ناپسند مضامین دوستی
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص

نہ کیونکہ ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف

دل و جان بوسہ بغیر ای بت بیباک نہ دون
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون

بل بے نفرت کہ ہین دیگر کے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی سیکھے کو سو باتین بین

ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہون

نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا ✦
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون

زبان شمع کو کاٹا جو تونے خوب کیا
پشتکبو نزم مین گلگیر ہل گئی تھی کیون

گا لیان دے چکے اب نالہ و زاری تو سنو
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمھین
اے نالو ہاتھ آنے بھی قیمت اثر تو لو

ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو

ساغر مین حباب مئی گلرنگ ہے ساقی
یا دختر رز کے ہے یہ محرم کا نمونہ

نہ چوکو آج گر ہے کچھ ارادہ ہاتھ پا ہل کا
کہ اوسنے دست و پا مین اے خضر مہندی لگائی ہے

تل داغ مین چمک کے جو اوسنے بنایا ہے
معلوم کیا ہمنے کہ دل مین کالا ہے

کعبہ کی سمت ہمنے کیا منہ پھیر نماز
برگشتہ نیت اپنی سوی دیر ہو گئی

خدا بچاے ظفر دوستی سے اس دل کی — جو ہو یہ دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے
واہ تم صبح کو بہلے آئے — دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا — ہاے دشمن قریب آ پہونچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ — آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ
تیرا مریض مرے گیا تین دن کے بعد — اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
چن چن آپس مین کیون ہو نامہ برد و نو نظر — لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کر دو نو طرف
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا — پھر نہین لکھنے کا کہیے تو مچلکا لکھ دون
سکھائی کسنے چوری ختم ترا شکو نکے لڑکو نکے — ہوئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
مرے مژگان کی آنسو اسطرح برسون برستی ہین — کہ جون برسات کی موہم مین منہ چھاجون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو — اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
تیری خشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب — خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو — کہینگے بے مروت ہم بھلا ما تو برا مانو
بتون پر زاہد و گر ہم خدا ہونگے تو ہونگے دو — تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونگے دو
مین کر دن توبہ لے سے جھوٹ نہ بول — توبہ کر زاہد استغفر اللہ
نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے — آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان — مین آگے مسیحا کے مسیحا مرے آگے
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا — کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
نمود بادہ ہوتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ تڑے — الٰہی جان پہ جھوٹون کے قہر ٹوٹ پڑے
سوئین تجھ بن ہین تیے کیا زبر سر ہم رکھکے ہاتھ — تا زبخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
ناز و غمزہ جو ہے اوس کا فراد اکا چور ہے — دل چرا لینے کو یہ اک اکدیلا کا چور ہے
مصور ترا سب جہ ہے مقبول کھینچا ہے — مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کھول کھینچا ہے
کبھی آگئے وہ جو یہان چلتے پھرتے — تو دے کر ہوئے گا لیان چلتے پھرتے
اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ زکے — کرے جواب سے سوال دشمن ہے

بوسہ لیا جو منہ سے بھڑا منہ چٹاق سے | تھے چپ حیا سے بول اوٹھے وہ بلاق سے
اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے | ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے
ہین جو کہتا ہون ہو فا ہے رقیب | وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے
دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک | قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار یار پنج کر

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندۂ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بسمل دم نکل گیا | کتلی نہ ہاے اوس ستم ایجاد کی ہو سس
گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ | آوارہ ہین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین
سامنے اوسکے نکلے کی نہین بات ظہور | گھر مین تم بیٹھ کے بامین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندۂ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہو کے اوسکی گلی مین رہے تو کیا | باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو | سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو
چشم گریان حسن سے معمور رہے | چاندنی برسات کی مشہور رہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن اگلا تورا ان مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ کھلا | حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے
ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے | گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بعشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

جب سا غر ہون ترے ور پر | لکھا ہے یہ مرے مقدر کا
کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی | سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال بن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے انسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

مزا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ✤	رہا مین مرتے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے	کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
یہان یہ ناز ہے کہ سراپا نیاز ہون	وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار	کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جایئے اوس بزم مین ظہیر	حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گزرنا کیا تھا	اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندۂ دہلی

یہان حرف موفاون کا تھا بسبیل ذکر	ہمنے تمھا نخواستہ تم کو کہا نہین ✤
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے	کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر	اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسیر کربلائین

عادت یہی ہے تیری کیا کرنہین نہین	رکتے ہین یار لوگ تری اس نہین سے کب

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے ذرہ گیسو لگا ئیے	ہون جزم کا مقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ معلی بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا	بخت وازون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنو پر شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونوں انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ۔

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل ۔۔ ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پر آئے دل
مٹی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا ۔۔ کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبر آبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا ۔۔ تو آئی اور اوس سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ والے نے چھوڑا ۔۔ مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروز آباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

تخت دل سینے سے آنکھون تک سپہ لیکر گیا ۔۔ نخل مژگان کے تلے تھرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا ۔۔ اگر دیکھتے ہین تو سم دیکھتے ہین
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو ۔۔ دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد فاخر تخلص صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم ۔۔ کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
رونا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر ۔۔ کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مژہ پر ۔۔ ہے آج تو کچھ رنگ ہے اس دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی ۔۔ پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبر آبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہی یون کیسر ۔۔ کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا ۔۔ بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ سندرام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقون کو ترے اک جا نہین آرام نہین | دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے | کہ اس سے گرمیٔ روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نوروز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی لوبی یہ شعر اس نے کر کے لیے بھیجے تھے

زہے ذوق شہادت طلب شمشیر قاتل کو | کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو پیکان کو
الٰہی شکر اتنی تو ہوئی تاثیر آہون مین | کلیجہ تھام لیتے ہین وہ سنکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے | بنا دے رشک تابستان ابھی فصل نیستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابر و صاحب دیوان گزرا

اس ابر مین بے ساقی و مے جی یہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل پہ خیال نگار گزرے ہے | اسی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی مجھکو جستجو ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ کاامروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مراد آباد مین سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کر کے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونون کی نسلی مین کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ | تیر خاکی بنے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ سرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۸۵ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ مجھے پردہ نشین
عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا

نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ گمان کرنا

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی
سیکھا یا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جنسے دامن کا

کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
کہ چلتا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا

رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو بُرا ہوا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا

سخت شرمائی مین آنا نہ سمجھتا تھا انھین
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرنا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا

مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
کھا نہ مینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند

اے پری میری زبان کی نہین فہمید ہمین
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین

امتحاناً وہ مرض کامرے کرتے ہین علاج
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہے شب کو اوٹھا سے عتاب مین

مجھ کو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے

اے غم عشق وہ دل جسکو نغل مین بالا
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کر گوارا کیجے

ہم تو دیوانے ہین مجنون کہے جائینگے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے

نہ تو رزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین خراش
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

آج کچھ مشکل ہے کل اور ہے صورت ہی
عاجز آجائے نہ کیونکر ترا درمان ہم سے

جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کوئی جبو قت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخیٔ دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون — سبزۂ گور مرا اگاہ غزالان ہو گا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے — ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ انہی دی — ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین — چلو صحرا کو دیوانو دم اکتاتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے آرائش — وہان زلفین سنورتی ہین یہان جوڑا بندھا سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین — کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مرد مک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ — آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے — مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بھچو خلف نوازش علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان گوہر

وصل کی شب ہو میان مین بھی سامان عیش — آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ — جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
تا معشوقانہ سے ہنستا ہے گرای شوخ تو — غمزہ و ناز و کے حال پر مخمور بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے — جو جو سوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو ۔ جائیے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم ۔ اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص رام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون دسکو برگشتہ ۔ تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار مین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ۔ ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سرد ۔ پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سرد ست
دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سیر ۔ آفت تازہ خدائی تری لائی سیر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبر آبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر رہین صیاد بچتا یا بہت ۔ استخوان آیا نظر جب بال اور پر کھا گئے
ایا دیکھے سے چہتے ہین ہو خار مذلت سینے مین ۔ اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے نگا ۔ ہین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہو گئے تھے

روز و شب یار سے ملا کیجے ۔ جین اسپر نہ ہو تو کیا کیجے

عاشق تخلص میر یحیی اعرف عاشق علی خان دکھنی

آگ کیون تو نے بھلا ہمسے لائی پیارے ۔ بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

پھر بچے نہ یاس ہم کبھو اوس گلعذار کے ۔ دام و قفس مین جانے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص شیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے تو ندیدون پہ تیرے مین کہون پہنچتی نئی | خوشہ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی بہین متصل آنکھین | بے نور ہوئین نور نظر تجھسے مل آنکھین

عاشق تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر کہ | مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندہ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد | کسکو اوجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندہ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین | آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رودچند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا | بول اوس سے جسطرح سے بنی چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا | کہان تلک اوسے ہر روز ہم منا لینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر | مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو لکھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین | پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی شاہ اچھا بجا تے تھے

روز فراق و جور بتان نالہا مجو شب | کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گریباغ مین آنے کی خبر ہے | ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن اصلی فیض آباد سکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت | بہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

پگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے | نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوئے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رہگیا عاشق کا یہ اچھا ہوا | در بدر کو چہ بکو چہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچہ کچہ اندنون | دیتی ہے دم بہار کی آب وہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے نا قبول | توبتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب رائے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچا یا ہے جگر نے حشر کا سا شور سینہ مین | مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور سینہ مین

عاشق تخلص نواب والاجاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علی خان عرف آغا حید رنیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے | چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے | اگر یہین پہ کھولیو اے نامہ بر کمر
بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین | صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم | عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم | بنگیا ہر دانۂ زنجیر انگر باون مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن اصلی خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون فراغتن کا کیا | رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنو کے بہت سے معتمد شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل | عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل
خضرِ طریق وفا عیسیِ معجز نما | برقِ تجلی طورِ طالبِ دیدارِ دل
خاکی و قدسی سرشت نوگلِ باغِ بہشت | آئینۂ حق نما شمعِ شبِ تارِ دل
نالۂ قلبِ سقیم گوہرِ اشکِ یتیم | کشتۂ گلگون قبا بزمِ عزا دارِ دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجہ عاصم خلف خواجہ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ ۱۱۲۱ سنہ اسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہو گزر چمن مین | تو شور کرے بلبل آوے جو تیرے مین مین

عاصمی تخلص خواجہ برہان الدین دہلوی خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تخت پر جب دم شہِ گل کا تجمل تھا | ق | ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد تھی غل تھا
خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خارِ گلشن مین | بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ دہان گل تھا
صاف دل ہوا بہت دشوار ہے | آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے | دیوانون مین انتخاب نکلا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن | رہا تھا ایک دل سو جلگیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کملائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلبدن | اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندہ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم | قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندهٔ برہان پور دکھن

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا | بیٹھے کہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

ہین ترک عشق کردون دے کے جان کو کیونکر | نہ بس مین دل ہے میرا اور نہ اختیار مین روح
جہان مین یہ ملی کیا ہمین عاصی | کہ خاک بن کے رہی اپنی کوچہ یار مین روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر | بسان شمع رہا اشکبار محفل مین

عاصی تخلص منشی جمعیت رائے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلافت لالہ کیسری داس باشندهٔ اوگرپور

باندھ نہ رشک کیونکر ہو دل مرا | کھلوائے تم نے قیر سے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام رائے کایتہ مقیم [illegible] شاگرد نصیر صاحب دیوان لکنؤ سے

آپ ہی تک اپنے ابرو سے رکھ کو دیکھیے | تیغ دو دم کو دیجیے اور ہم کو دیجیے
فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے تنگ | یاد رکھیے ہی پانی مین گہرا چھپل پڑے

عاقل تخلص لالہ مکھن لال عملہ عدالت فلکنہ [illegible] الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان غنچہ کا | [illegible] چوب استان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن | مصیفیر ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین | واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندهٔ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہے یہ | غنچہ گل مین مسلسل دانہ شبنم نہین
کیا عجب گلزار آتش بار شاخ گل کی طرح | ہاتھ مین تیرے جو اے رشک بہار شبنم نہین

عالی تخلص خواجہ عبد اللہ عرف عبوجی خلف عبد الشکور شاگرد خواجہ آتش دلمن لگا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کو سون پھر اہون دور دکا
تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا

رزق اپنا آسیا سا شغل گردش مین ہے
ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا سفر الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم خنجر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی منصور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب رائرہ الٰہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین دیسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے
آکے ہمارے نور نظر نے ہم کو دیے کھلائین آنکھین

خانہ خراب ہوا سو مہینہ کا دن کو چین خواب نہ شب کو
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین آنکھین

عالی جاہ خلف الرشید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرا وہ خدائی دکھا کے ہاتھ
ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ

مشک ختن کہان تری زلفون کو کر معاف
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ نیولا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او تارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح

محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو میری کیا خاک پیرہن
بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عجز تخلص عبد اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا ندیر نہین درد آشنائی کا

عبید تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کو ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین
خون عاشق سے وہ پنجہ رنگ دان ہو گیا

خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی
کیا مبارک ہو کہ ماہ عید قربان ہو گیا

عسرت تخلص میر ضیاء الدین باشندہ دہلی مقیم رام پور شاگرد نواب صحبت خان پدماوت کی مثنوی قریب تضعف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گذرے ہے

بیتاب کوئی تجھ سے نہین سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند

مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو
آئے جو سر بام قمر ماہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے ہے

بگڑے ہین دفن مین ہوون وہ ہے کوئی بات
میرا کفن خدا سے ہو خنجر دل

گر دو کدورت آینہ رو کی مٹی نہ ہائے
ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف رائے ہیرالال کا قوم [illegible] ساکن دہلی

رو سیاہی کو اٹھائی عشق مین ہم نے بہت
لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا

ہر دم ہمسا سے ہے طلب بوسۂ لعل یار
لذت ہین بات بات مین اور ہو ہو تم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک نے شبنم جگر چشم ہے پیمانہ سبز
دیکھیے اب ہو تن غیرت میخانہ سبز

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندہ دہلی ابتدا مین زاہد تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انہون نے سرقہ کے بہت سے مضامین نکالے ہے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے لیکن انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے
بند معنی ہین دستار کی جا پیچان بالا سر

حیران ہے جوہر شمشیر دوش پر
تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف قمر کرتے ہین اس شوخ کے مین
لڑ جاتے ہین کانٹے دم تقریر گلے مین
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع
پروانے سے شب جلی کی
دنیا مین فکر نان ہے ہم مین ادا ہے
ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الغنی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی اونکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا
جرم آتی ہے اونھین شرمائین کیا
زخم خندان کا تو دیا ہی ہا
چارہ گر مرہم کو ہم بنوائین کیا
ایک عکس روے رنگین سو بہار
پھول تیرے ہاتھ مین کھلائین کیا
قبر عاشق مقبل دشمن مسلم ہین
بیجا نہ لحد پر آئین کیا
شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی
وہ انیا ہے ستمگر تیری کیا کی
مجھے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچھ دھوم تھی روز خمار کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط
عبث کھولین گرہ بند قبا کی
نگاہ ناز دشمن دار قسمت
غضب اولٹی چھری ہم پر چلا کی
تبسم سے تمہارے بجلیون کو
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبیعی ہے سودا یون کی
مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا
نہال عشق سینچا ہے نے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابرو کمان بالای سر
ہو سپر داغ جنون شاید یہان بالای سر
یہ خمار نہین ابرو رخسار کے نیچے
زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے
لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے
دہان تنگ اوسکا غنچہ تصویر گویا ہے
صفائے تن سے یہ عالم ہے شبخوابی ڈوپٹے کا
کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسنخان شاگرد رشک وطن اصلی آنجا اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے
کیا چھوٹ کے رویا ہے کوئی درد کا مارا

کیون تو لیتے ہو تم خاشاک داغ محبت
اتنا بھی تو جھوٹا نہین کانٹا ترے دل کا

ہر نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون
اب اور بھی پہلو نہ بچے کام مرے دل کا

راز اشارون مین ہی سمجھاتی مین کیا کیا آنکھین
لب تقریر مین ہے اس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندۂ دکھن شاگرد حافظ نعیم کاکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہے عبث اے گلرو
ایک دن ہوگی خزان تیری بہار اچھے ہے

عزلت تخلص سید عبدالولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدرآباد کو گئے تھے صاحب لوان گزبے

بحر رفاقت تنہائی آشیانہ رہا
سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا

بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیر وکا
جدا ہے ہر گلی مین شور بیچارہ اسیر وکا

پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو
جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو

شانہ اوس لف مین پھرتے یہ کہا کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے

تجھ پر فدا ہین سارے حسن وجمال والے
کیا خط وخال والے کیا سانولے گورے

تنہا جو مین چلا طرف وادیٔ جنون
زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکھاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد تھا کیا رہتا ہے بجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ
یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ

کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے
عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے

ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل سادہ سے
کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے قصور عالی سے

جو دیکھا دلٹتا ہے وہ ہے تیر ہوائی | جو سانس کہ پلٹے ہے سو برچھی کی انی ہے

غرنیز تخلص غرز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

غرنیز تخلص شیونا تھہ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

غرنیز تخلص نواب عبدالعزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا

فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا

نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کھینگے تو شکایت ہو گی

آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہو گی

کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کو ہے یار مین ہے

عجب فرے سے گذرتی ہے میکشون کی غرنیز | پیالہ ہاتھ مین مینا ہے کنار مین ہے

غرنیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ مکھن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہ بھی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہائے تار کا

غرنیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے بارے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے بڑا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

اکیلی دشمنوں کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل وجگر کسنگ

جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے
بہار میں بھی نہ ہو زیر فیشتر رگ سنگ

مژگانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل اگر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آگر

باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس اونکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی مستی
آرزوے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے

مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے

کاندھا دیتا ہے پڑا لاشہ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے ناداں پہ پڑی ہے تو یہ ہے

حشر ہو جاے لپٹ جاے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہے تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد الغفور الطیر بلقب نفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ اصلش وطن اونکا جسر مولد و مسکن وجاے تربیت کلکتہ طبیعت اونکی شعر گوئی سے مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعر گوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوے وہ کب محتاج تیرہ آب حیوان کا

نہین ہے خط عذار آتشین پر شمع رویون کی
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہربان کا

گمان شمع میرے خون کے خوارے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جو ہر تری شمشیر بران کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور چین اے ماہ وش
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آے دل
صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھاے دل

چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم

یارب کٹیگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خو اوٹھے چہرے سے نقاب اپنی
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہو اور قیامت ہو

رہون مین سایۂ دامان پاک لطف احمد مین
سوا نیزے پہ چمکن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑیے
شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر و چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو ہے بخت کا جگانا بُرا

تذکرہ سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانہ ہے
سہ نوا بلبل ہے یا کاکل زلفون مین تیرا نا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے غربزاب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر نخچیر ان سے جدا ہوتا ہے
مجھسے قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

غربزؔ تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

نہ تھا رستہ کیا اوس سے ہمکنار نکار
غربزؔ کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

کیا کرون کہ تمنا کو مٹا دون ظالم
اک خدا اٹھ گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج نگاہون سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تمہارا کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیر اس شوخی رفتار سے نکلی ہا ہی
خاک ہو کر جو تہی اک دل مین تمنا باقی

غربزؔ تخلص مرزا غربزالدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو اودہر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادہر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون غربزؔ واہ یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

غربزؔ تخلص مولوی غربزالدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

باز آجاتے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
باگزار آہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اے غربزؔ نسیم و صبا کے ہاتھ
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاکِ گلرخون سے کردن رتباط و عشق — وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین
نے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام — کوئی علاج زخم دل اے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کا بیٹھہ باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی — غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے — تس پہ کافر اور یہ سرمہ کا دبالہ بنا
یکلخت نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے — اے عزیز اوس مفت بر سے کس طرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندہ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہو گا مآل کار — بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین — سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین — تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولادون مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کردیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عسس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوسقے چلا تھا کیا جھگڑ رات کو — کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مکڑ رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

روتے روتے نرہا نام کو نم چشمون مین — آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے — زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کہ آپ کا اسمین ضرر نہین — نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دلبر کی راہ | ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو
آمد گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے | بلبل مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا | آخر خزانے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندہ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی ۱۱۷۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پر خون کو | نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
غیرون سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت | کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
شب وصال مین دل پر قلق ابھی سی ہے | سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سی ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل | کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون | لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا یار محمد رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا | ورنہ دامن تک پہونچنا اے فلک دشوار تھا
کر دیا آسان بس تیری نگاہ مہر نے | ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا
تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے | کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیرے نام پر تڑپتا ہے | اسطرح کا کہین جگر دیکھا
دیدۂ دل جو کرکے وا دیکھا | حرم و دیر مین خدا دیکھا
اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم | خاک مین آپ کو ملا دیکھا
دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی | عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کرچکا ہون مین بر باد ۔ تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا
مہربانی کرو تو عیب نہین ۔ کام تو اب پیام سے گزرا
سہنے تو خاک بھی دیکھا نہ اتر روے مین ۔ عمر کیون کھوئے ہوا سے دیدۂ تر روے مین
کیا کیا جفائین ظالم ہم نے تری سہی ہین ۔ لیکن ستمگاریون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لکھنان متوطن مومقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کھائے ۔ کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر ۔ قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے باہر
جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوتے ہین ۔ کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہوا آب گھر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم ۔ ہر ایک اشک کا منکا ہے ہم کو سومن کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا ۔ کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا
لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا ۔ خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
رنجیدہ یار دست بسر داغ بدل ہاے ۔ اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت
کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند ۔ فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پرخون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز ۔ ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز
دل بیقرار تو نے چرائے ہین زلف یار ۔ لیو نیگے بال بال کا تجھسے حساب ہم
سنبر خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین ۔ جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے ۔ ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پتھرا گئین ہین اپنی تو آئینہ وار چشم ۔ قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش ۔ اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا | ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا تجھنے
دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن | یہان بہار ایک ہی جھٹکے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا جلوا دیکھین | داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین | کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے بون لگاتا ہون اوس گلبدن کے پاؤن | جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوئی پوچھے گلہرہ کوئی سر در وان ہے | دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الٰہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمہاری سر پر | آتش حسن جبین سے کے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جائینگے صحرا کو اگر | ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشقی کی عرض مانیئے اسمین برائی کیا | اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین دماغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا | اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان نرنجتی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد علیخان اسیر

للہ الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا | دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین مداحہ شہیدی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین | منہ مین اوسکے زبان سرہا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر | اونھین پر ہنسنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا وغلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

فریب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے | رہا زیر فلک جو کوئی بالائے زمین آیا

پھونک دی ہے ٹھنڈی آہون نے سارا باتن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کمان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھمک گیا ہون ضعف سے آوارہ بے تاثیر ہے
اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا ادس یہ کاکل
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سر گذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو ہارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے واہ نے داغ شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو گور سواد دون سے ہو نہ ربط
کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین رشنضمیر
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

ہین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ نکلے ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان قلم
ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے | بیرحم وجفا پیشہ وخونخوار نہین ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

کچہ تگہ مین کی نہین آتا ہے بخبر جلوۂ یار | جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عقیل تخلص مرزا وزیر حیدر عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا | کہ چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل وصحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم ونثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم | گم ہین خیال تنگی گنج دہن مین ہم
کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح | غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون | لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گررے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین | بجاے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن افغانستان مولد ومسکن مراد آباد

دہان مین لاتے ہین جب اوبھری کسیکی گاتہم | مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہاتہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان طپان دہلوی اصلکا مولد وجاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کو دستون مین ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا | پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو | پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت ایام نہین | اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند | جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین
سمجھے غنیمت علی آدمی موجود کو | دل سے کرے درگزر رفت کو اور بود کو
تو نجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ | لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ
کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت | دیکھو جلا سے ہوتی یہی سہل ہے آئینہ
خاک پائے بتان سیمین تن | کم نہین ہے الوپ الجن سے
طلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر روان دیکھی | جہان ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے
زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین | نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ وہ طاقت نہ دل ہے

اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی | کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ مونثات سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم | رہ رہ کے جو دہیان آتا ہے اوس عہد شکن کا
کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا | یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا
کیونکر نہ علی طفل کو ہو پاس مین نسکین | شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گوئن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف جانان اون کی بل کھاتی رہی | عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بشیر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا دے | ہم ترے عشق مین بھلا نہ سکے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے اوٹھینگے طوفان | اسکا انجام نہین دیدہ پر نم اچھا
کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا | کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا
دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری | اور اوس پہ قفس تنگ ہی صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ سنورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر باد و نے | شوق مین دید کے باہر نکل آئین مکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس بامداولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد اسمٰعیل میرٹھی میر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رنج حساب مین روح | بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سبز کے مو کو | عتاب چہرے سے ظاہر ہی یار ہی دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی | رولاؤ شوق سے مجھکو بخار تب سے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا | دہان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو تجھکو علی احمد آج | یاد شرگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق | دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

اکی اے نہین ہونے کے علیل | سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی اسیر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا | موت کو جس سے ہو پہیز وہ بیمار ہو مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا | مجھسے تقصیر بیہا بیش خدا کیا ہو گی
بیٹھے بیٹھائے یا زلف کا سودا سر پر | اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دیتے کو ہون تیار تری الفت مین | اس سے ایجان بہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندہ راجگیر مقیم فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم | عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ سیتا رام کشمیری برادر راجہ دیا رام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولونکی چادر کی
کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچے گا

خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر
برا کرے ہو کسوسے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کر زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیرون کو مار ڈالو گے

ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اچار ڈالو گے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بشیر فارسی کہنے میں

جو رنگین دلان سے ہون مین شہید
میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ گیا پھرنے
تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف قصہ نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمۂ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک
جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین
وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بشیر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر
وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خونریز کر

پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص جیالی رام کائتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شبنشہ مے زیر بغل
نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

اڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے | ساقی جو تو بھی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مرے لیے | ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا | شعلہ طور جوادن کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا | ہمسے کہدو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام و صال پر | چنگاریان چھڑتین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع مناج پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش | کہون کیونکر اثر نالہ رسا گیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سنبلیا پوری مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر سیما

کے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین | رہ گئی بار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو | اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص انسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ | کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ | ہے ظلم چوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا | مری کس کسطرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش اداؤن کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے | جب وہ روٹھین پاؤن پڑ کے منا یا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ ہجر وصل مین ہووے | نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور او ٹھوگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرۂ پر نور کو
کر رہا شب تاب سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین
ہین بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی
ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجۂ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائیو
دے دون اگر ہین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید
کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ
جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوی برق
اس دل پہ گمان لوگو کہ کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین
پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک
افشاے راز عشق کے باعث تھین تو ہو
سو بیحجاب ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص رائے عزت سنگھ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا
بنی کی کیا فلک پر اب کلاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم
کہین نیچے کہین یہ راہ نا ہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکۃ الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنو شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین
گھر دیا ہے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا
بات چلتے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور الہدا اقرابت دار قاضی امین ابدجاجوی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل — کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈوبا ہے ہین سانچے مین معانی نے تمھارے ہاتھ یا دان — ہین خوش اسلوب اور نازک واہ وا کیا ہاتھ ہے

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا — عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا
شب فرقت شب مصیبت ہے — روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا مسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین اے یار قدم — سر بھی کٹجاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے — باغ مین رکھتے ہین ہم پھونک کے ہر بار قدم
یون ترازو رہے ہر گام پہ آہین بھرتا — رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ جان سے — بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحرا ے جنون کے رنگ گلشن سے — عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے — چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہے روغن سے
دکھا دو تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جاکر — صدا آنکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا — صدا ئین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین غیر سے چھپکر جو وہ آئین — بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا — ماہرو آپ کہان رات کو مہمان رہے
حلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھٹا — ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر بھی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سہ و چہار نام یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پا بند جنون فصل بہاراں مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زنداں مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرونگا ہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو کیا ان ہے چمن کیا خانہ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی مگر
برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اوسکلیان کس بیگنہ کے خون مین ہے
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کہاتے ہین
نزاکت ہی زبان پر حرف کیا کیا لکھاتے ہین

تن تنہا مباد انمنزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

ہین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال
اک صراحی مئی گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تمھین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہار آئی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمۂ لیلاوتی مدرسۂ دہلی میں
اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو مجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک خلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے آنکھون سے اشک
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیرو والی ضلع امرت سر

مضطر کو کوئی شے نہین بسمل کے برابر
پیراو سمین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا غل لکھنوی

یہان مرگ سے جینا ہے بہانون دہی درمان کی
عاشق ترا منت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص رائے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب | غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بنجارہ سنگھ مراد آبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے | مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنؤ ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گرزی

کام آیا نہ مرے وقت کوئی اے غافل | نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

نو اسنج چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو | برنگ شعلہ گر وہ جانتے آتش زبان مجھکو

یاد گیسو مین اوجھتا ہے سرشام سو دل | رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے | بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ مرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار نہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی وہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۵۸ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا | دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا | آپ سے کوئی پوچھے کیا فرمایا

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل | جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون | وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

مر گیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب | ناتوانی سے حریف دم عیسیٰ نہ ہوا

گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نہ پاؤن اوسکا بھید | یہ یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کی منہ پر کھلا

درپہ رہنے کو کہا اور کہکے کیسا پھر گیا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

تیرے وعدے پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤن بوسہ
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
اب تک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا

دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو راز دان اپنا

مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

غور سے باز آئے پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھلائین کیا

لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد

وہ آئے مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار

یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملین گے
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور

دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
ہے ترے تیر کا پیکان غزیز

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہی رہے
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہا سے ادا کرون

کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین

اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

مہربان ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اٹھا بھی نہ سکون

زہر ملتا ہی نہین مجھ کو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون

ڈھول دھمکا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
نا مہربان نہین ہے اگر مہربان نہین

مت مرد مک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
ہین جمع سویدائے دل چشم مین آہین

راز معشوق نہ رسوا ہو جائے
ورنہ مر جانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ۔ ہمکو جینے کی بھی امید نہین
مجہہ تک کب اونکے بزم مین آتا تھا دور جام ۔ ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین
لاکھون لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا ۔ لاکھون بناؤ ایک بگڑنا عتاب مین
غالب چھٹی شراب پر اب بہی کبہی کبہی ۔ پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار ۔ اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین
ہے کیا جو کسکے باندہیے میری بلا ڈرے ۔ کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین
ذکر میرا بہ بدی بہی اوسے منظور نہین ۔ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین ضرور ۔ کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم جور نہین
عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب ۔ ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہین
کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل ۔ انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین
یارب زمانہ مجہکو مٹاتا ہے کس لیے ۔ لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین ۔ تیری زلفین جسکے بازو پریشان ہوگئین
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ۔ مشکلین مجہپر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
مانا تراا گر نہین آسان تو مشکل سہی ۔ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین
شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش ۔ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بہی نہین
اسپر سادگی یہ کون نہ مرجاے اے خدا ۔ لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین
دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آے کیون ۔ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون
حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم ۔ اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی ۔ جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی ۔ سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹھا دیا کہ یون
شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین ۔ دیکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن
وہان اوسکو حول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار ۔ یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
جانکر کیجے تغافل کہ کچہ امید بہی ہو ۔ یہ نگاہ و غمزہ و اندازہ و تو سم ہے ہم کو

جب بیکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
نکھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے

مرے دل میں ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اوس سے میں بھی کیوں وہ بھی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکے بلا لیں یہ اجارا نہیں کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

لیتا نہیں میرے دل آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت میں غیر کے نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

مذکی ہے اور بات مگر خوبری نہیں
بھولے سے اوسنے سیکڑوں وعدے وفا کیے

غیر کو یار وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جاتی ہے

نقش کو اوسکے مصور پہ بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جاتا ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با ایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے

یار نے ماے نے اسد اللہ خاں تمہیں
وہ دو لوے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

ہمکو اونسے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں
اوس در پہ نہیں بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسوں نے اثر گریہ میں تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے وہاں اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی وکم کسی کو دینا نہین خو ہے کہتا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

تم ہو بت بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
سخت ارزان ہے گرانی میری

دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کھل گیی ہیچمدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز غالب
ننگ پیری ہے جوانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کے

اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول وجرأت رندانہ چاہیئے

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیئے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیئے

چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے

غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آدین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

بلا سے اوکی سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
پلا دے اوکو سے یا جو نہ دے شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاؤن داب تو دے

در پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ آئے اور آئے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جاوے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاوے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاوے رحم
واں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دیجے

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں
دوئے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسدکی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہو گئے

تک رہا ہوں خنون میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز روش جانتے ہیں ہم کیا ہی
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہاں میخانہ کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملی داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خون بیجکان کفن میں کراوڑوں ناوک ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمھارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ رند ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے

گدا سمجھکے وہ چپ تھا مری جو شامت ہے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم میں نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمیں آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے | بغض بیمار و فادار دچراغ کشتہ ہے
وہی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر | کچھ تجھ کو ستم ابھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے | دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہی مجھ

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی حمایت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

محب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے | کہ رونا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی کچھیر

کام تو سو طرح نکل آئے | کوئی جاوے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن تورانی باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ | تھا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر * | دل مین تو بتون کے تک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان | شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بندوا کر ساغر کو تو پاکر | عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے | یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان ہیبرہ دوندی خان باشندہ دہلی بڑے زور آور تھے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت | تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصہ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈیوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چند رنگر عرف فرانسس انگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصہ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آینہ مین آپ نے دیکھا جو رو نے نشین | پڑ گئین چیکاریان گو یا سراسر آپ مین

بن گئے لعل مگر اشک دل افگار و نکے | دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارون کے
خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے | آئینہ تحکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب بسیر ہو اگر | آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری اکبر

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے | کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیالال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے | رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم تھا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گزرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا | سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا
عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ | توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ
عہد مین تیرے اگر ہو تو اے قمر آئینہ رو | بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا۔

گھر چھپا شہر چھپا کوچہ چھپا ٹا غم عشق | ہم تو غربت کے اسی بات کے دوا ای ہیں

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن الٰہ آباد کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب | وہ در و نہین جسکے طبیب سے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے | ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہے غریب | حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہے غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو | دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسے و جام آب حیات | لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی وحی ولی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مرے جام آئے | میرے دل کو بھی سرور اے بت خودکام آئے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت

شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا | کردے معاف کوئی کسی کا کہا سنا
تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند | تو دم مرون کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا
تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا | آخر اک روز مین اپنا دے کر چھوڑونگا
جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر | ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر
تصور مین ہو اوس سے دوبدو ہم | کیا کرتے ہین باہرون گفتگو ہم
کھینچی دیکھی جو کل تصویر محبوبون | تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم
دن کو فرصت نہین تو آئے پیارے شب کو | ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ | لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ
وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹا ہے | ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹا ہے
جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین | جی کو سختی ہے کہ جو وقت وطن چھوٹا ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شبراتی طالب وخواہرزادۂ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے

بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

کرتا تھا یہی تیشہ فرہاد کئی دن سے | لو سو رہو جاگے ہو فرہاد کئی دن سے
سکندر آے زمین ناپنے جو تالب گور | صدا یہ کان مین آئی دہان تربت سے
بس اب نہ کیجے کلام درس سے پیدا | نہان کی ہوگی مساحت جریب قامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجاے غفور کچھ نہ آفت | تم خبر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس حور طلعت کے
نہ لین و اللہ تاج و تخت و زر گر بادشاہت دوسرے کر دے
خط دے کہ نہ دے گوش بر آواز ہین ہم تو
مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے
پھر آج وہی دھج سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کیسو رتہلہ راجہ نہال سنگھ طوفی قلندر

گو راغلامی گھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج
سن لیجیے گا گو رہین بے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب مچلتے ہین طفل اشک تو پھر
سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین
آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر حجت
اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے
سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے
غم ترے اتنے تغافل سے مٹا جاتا ہے
تو اگر آئے تو اسمین ترا جانا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمٰعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ
سنگدل کافر بے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے معمور ہین آنکھین
اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگھ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین نوکر تھے

اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی نہ درگذر
ورنہ ہر اک کو تو ملے سبو کے سبو کیے
صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہائے
مکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس بجلاہ کا | لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل مین | رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھکر

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا | آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا | بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین | خس کاشعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے | کہین مٹا ہے کہدا حرف بھی نگینے سے
گر سیہ بخت ہون پر سرمہ بنائی ہون | جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رام پور صدر الصدور مراد آباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جوے رہے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے | کہا یہ رندون سے لہجے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہو وہی تو سرکار مین آوے | خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین مسکین رام پور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا | ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم | تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کہی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب | کچھ اور دے مجھے مرگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا | برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر جس پہ دم چشم بریدن | پیمان ہمنے پر کاہ بھی بکار نہ لایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی ہاشمی

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے
اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر
یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگیا بخ بڑا عاشق شیدا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل
لٹ گیا مین عمل بادشہ عادل مین
کشتی مے سے مرا یار لگا دے بیڑا
آئے یارب یہ دل ساقی دریادل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجوئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عتیق خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا
موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان
چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین
ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے
تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہوجائے
اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہوجائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جہانگیر قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام
کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر
دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجے یہ کیا کہین
سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم دگر نہ تھمیگا نہ مجھسے دل
جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر
رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے | یہان شرم سے آئے نہین اور انہے گھر آئے
کیا جین سے جا قبر مین آرام کرونگا | دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ | پاؤن مرکر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم خوزہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور | جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات | بہا ہے آنکھون سے اشکون کا نار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے نہین یہ جبین ہوتا ہی | تاکہ کچھ کہہ سکون بل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور وزر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موجی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم ممتوعۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ پھول اتنا گھمائے بوستان مین | دو دن کے بعد ہونگے نالے تری بان مین
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے | کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
کرکین سے ہے مجھکو عشق اے مہ خوبرو تو جسے | مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا | بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ جمید الدولہ کوکہ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل | یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن امروہی تلامذۂ علیگرہ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھیے جب نہ ارادے نے وہ دست دیا لاشبہہ | تھرتھرائے اوسکے چاروں طرف کے ہاتھ پاؤں

فائز تخلص منشی بجتاور سنگھ خلف دھرم داس متوطن دہلی سررشتہ دار فوجداری فتح آباد

کیون نہ اے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر | وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا
ہزار قامتِ رعنا کی پانی نکل اوسنے | مگر یہ چال کہان سرو جویبار مین ہے

فائز تخلص محمد عابد خان باشندۂ لکھنؤ مقیم ٹیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا | کیا قیامت ہے لپا جاتا ہے عالم دیکھنا
قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی جنال | دے ندیا خط مرا جبوقت برہم دیکھنا

فائز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سنبھل کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے تجھے | آہ سوزان کا دھوان اک سائبان ہو جائیگا
خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے | کو بکو کس واسطے پھرتے ہو دیوانے سے کج

فائز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیر دن کے یہ آج وعدہ کیا | بس ہلال عید ہم کو میش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہاور گڈھ

بنائے مے جو محفل زندان مین تو کیجے | ہم بن اگر پیجے تو ہمارا لہو پیجے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندۂ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب | چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخیر باشندۂ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا | پیچ سے اونکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار رکے روتے | گر گر پڑینگے سقف و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئے | تک خدا سے ڈرتے ان صنعتوں کی عادت چھوڑئے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے | کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پر
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا | پڑے ہین جھالے جواے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زبان | جب تلک چپکا رہو لگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجاے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا | اپنے جامے مین وہ پھولون کے سما بھی نہ سکیگا

فدا تخلص مرزا سکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا سپہر

بچہ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے | پھینکی خاک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو | اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا | کیا کیا الجھ الجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا | ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان کثیر فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ | تو اشک بیان تلک اوٹھے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون مصحفی باشندہ لکھنؤ

غیر کی تمنے کی خوشی اور رہین خفا کیا | خوب کیا بھلا کیا غیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین | ہم بھی سبک سے جی سے باہر ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل | ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی | سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانے کی
دہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے | یہان گنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم رہے نہ رہے | ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشد آباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا | رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا | غنچہ نگہ چشم ہے لب آب لٹا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آپ جائین کہان تری گلی سے | جون نقش قدم نہین رہے ہم
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ | یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری جا ہین
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے | تو نہ بولا کر اے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین یارب | اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین یارب

فدا تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوسنے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا | تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا | پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالاے سر | تو نہ کھنا پھول او غنچہ دہان بالاے سر
کیون نہ ہو عرعضو تیرا ابروے بحر حسن | ہین اگر تلوے صدف تو ہین گہر کی ایڑیان

ایڑیاں ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر	بے جسے دیکھیں ہی فدا اوس قبضہ گر کی ایڑیاں

فدا تخلص سید فدا حسین باشندۂ سیر ٹھہ شاگرد امداد حسین مہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل	آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

بار گوشے میں ہے اور عیش سے یاد ہی ہے	نقش بانک بھی مرے در پہ جا سو ہی ہے

فدوی تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر

صابر اپنے مذہب کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد میں فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر	چل جائے فرشتون میں بھی تلوار فلک پر
بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز	ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے	موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے
ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈری ہوئے	پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھری ہوئے
چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے	کیا قیامت ہو کہ برسات مین گھر جلتا ہے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے	نرگس نہین نکلتا ہے جن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستارہ خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے ہے

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانو گا	اس نام کے بہت مین کوئی اور ہووے گا
یار ہم سے جو سدا مین بہ جبین رہتا ہے	نہین معلوم ہلا کونسی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھچو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین درد مند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا
ہر طرح ہم اوسکے ہین دل جان سے فدی — وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش
عاشق کی کچھ نہین ہے دل جان سوا بساط — اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط

گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم — نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم
غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم — مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم
چشم بد دور عجب آنکھین ہین — قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین
وہ دن گئے تپاک کے مہمات اب کہان — وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان

کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے — زندگانی عذاب ہے تجھ بن
حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو — جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی
یار ہو غیر ونکے گھر مین اپنے گھر سلاب ہو — تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا
اپنے فدوی کو ستانا بسبب کچھ خوب ہے — کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا

ٹک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سی نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سی نکلے
ذرد دیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو — اس آن کے اس کھب کا اس انداز کا صدمے
دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران — تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام پاؤنجے دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی — ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشد آباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روئے بہانتک جام کو — نم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

موحد تخلص فراسو صاحب قوم انگریز متبنائے بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق — باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل | ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
رونا ہے فراغ آج ترے کوچے مین یہ کے | دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ | چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد | یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال | پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے | ہو بوقلمون تیر برنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ منزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا | عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین تو پیخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو در دسراے ناصح ہے گردش پیمانہ | پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیرون کی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین | کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم نثار اللہ خان مرحوم دہلوی برادر زادۂ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب لوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی | کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

جون رنگ روان خانہ نشین ہون مین اس سے
نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا مثا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ
ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دیا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر دینا مجھے کہ میرے بعد
ذرا بھی تمکو کوئی مُنہ نہین لگانے کا

یہان تلک ہون سبک روح عدم مین فراق
قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

ترسین ہم اور ہاے آئینہ تری لوئی بہار
حیف بخت افسوس قسمت وے اطالع یا نصیب

خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم
سر کو کبھو قدمون سے اوٹھانا کی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیونکے خاطر تو اب ای حیات جان
یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پہ
ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سکے سودے
نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سوئے دے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکی دست ہم
اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گا لیان جو دو تو مین چپکی بھی کیا نہ لون
پیارے کسیکا ہاتھ کیسکی زبان چلے

آنکھون مین پھر رہا ہے ای سرو ناز تبک
دامن اوٹھا کے چلنا تیرا نزاکتون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب و نیز شاہ
مرتے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجۂ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین
رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم
تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور باد فروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ کبھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا | دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسید علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے | قیامت ہے ترے قامت سے یارے
ملا جسکو تو اون سے نرگس سمجھکر | سنا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نتانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ ہے | افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماوراء النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا دکھ | نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو بیر بجیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے | دہان یار سے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر | بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام | آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کسطرح سے لوٹی ہے | ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جانکا دشمن | دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہان کا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے | دیکھینگے غیر تجھکو اور ہائے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدارناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے | پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کے ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے | ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج | ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین غریب
پر میری طرحسے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بار و جب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص یوسف بدری داس خلف چرنجی لال شاگرد اندر من فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل
قتل عالم کرتے ہین پر رحم کیونکر بہر زر
ہم تو پارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان ناآشنا
مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمھارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرو تخلص شاہ ابوالحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے
دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرو تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی
باشندہ دربھنگا ضلع مظفر پور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بندا نگیا کے نہ بندھوائے کبھی
عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پر ترے اے بت نوخیز یہ کیا
اوبھرا اوبھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کسی خار نے کیا

وہان چھاتی ہے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا
درخت بار ور مین باندھتا ہو باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ نما ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ کھلا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دلمین اونکے لب پر نہین نہین

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
پکادے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو
تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
صفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ بر آہ کا کسکے ہے اثر تیر مین
کر ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر تیر مین

ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر تیر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین جا بجا دل

سیکھی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیون کی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تا رہے کلبہ اپنا کیا ہو فروغ مہ روشن | گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس | سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین | لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد تجے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا | نہین ہے تن مین ہمارے یہ ہی حباب ہین دم
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو | تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھہ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ | چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین | ملنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے | دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا | بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدۂ وصل | پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا | یہ سوچیے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو | باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سالو لے صاحب اور خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے | دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر ہے ہمراہ جدا نان | تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اوسے | کہتا ہے میرے پانون سے تو رکھ کنارہ ہاتھ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو | طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے چاہے سے وہ بت رام کیا ہو | خدا کا گر نہو فرہاد چاہا

فریاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ بیاہ لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے وائے جذب عشق مرے دل مین گہا | نالہ اولجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا
نفس کو نالہ رسول سے اسیر درد کرتے ہین | صبا کے پاؤن مین زنجیر بوے گل سے بھر آئی ہے

فریاد تخلص مرزا منعم بیگ مرحوم ولد مرزا لقی بیگ لکھنوی مرتبہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا | بچۂ زاغ سیہ حافظ قرآن دیکھا
میکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے | خم اوٹھا کر لائے خود پیر مغان بالاے سر

فریاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے | گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا | کوئی نہین غمگسار دل کا

فریاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مرادون پہ یار کا جوبن | قدم قدم پہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکرم بخش نواسۂ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا | اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھالاے تجھے کوچہ سے اوسکی | گو جان بہ بستم تھا مگر آرام دہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے بچے | ہونا جو تھا یہین دم رفتار ہو گیا

فصحا و تخلص ہو بحجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ساقی | مے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیجے لال فرخ آبادی شاگرد امراو حسین منیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے | دنیا مین اس بلا سے بجاے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال | بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا
دیکھے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل | پچتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین | تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشد آباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفہ نسخہ تپ ہجران کے لیے رود دہن | قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار | اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال نثار

گریون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ | چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے دامن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف منھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محسن شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے | تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھرا گئین

فضل تخلص فضل مولی خان لکھنوی نواب مرشد آباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے از بس مرا معمور ہے | صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی مستی وہ اوسکے کہ سینے پہ حرف ہی | لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد ستوطن یمن باشندۂ قصبۂ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین و محمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کو | گیسوئے یار رہے کافی ہے سلاسل کے لیے

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دکھنی معاصر شاہ نجم الدین ابرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو | پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا دماغ دل | روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کو کہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی فلی خان ندیم ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بسنگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے | گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا

سر کو خدائے خنجر بیداد کر چکا | پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا

ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا | کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا

کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان | یہان تک گمان نہ تھا تری صبر و قرار کا

بے سبب شمع کب جلے ہے فغان | لطف سوز و گداز مین پایا

ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین | تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر

پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف | ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف

کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین | زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین

خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین | لینا نہ میرے نام کو اے نامہبر کہین

مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو | اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

بک گیا اب تو یہ دل کا فروخوار کے ہاتھ | بند ہگئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے | خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے | اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے | انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان | تیر خالی پڑا نشانے سے
دل مین وسں شوخ کے ہو یاس و فا سو معلوم | کہنے سننے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص سید شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میری پاس اگر آتا ہی خواب | دیکھ میری چشم تر کو رو کے بہہ جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن مین جبین سے ابروئے خمدار مین | آگیا بل انکے ابرو مین قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر زبان کہے نہ سوال وصال پر | مہلت ملی زبان کو تیری نہین ہے کب
نقش قدم کی شکل ہین پامال ہین | یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا دیکھ | طوق گردن چاہیے بن جاے ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے | خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ

دیوان انخانظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا | اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے | رد نہ کیجے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہین گنج قناعت کو فقیر | سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص سید فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبٹ دوہرہ سے بھی واقف تھے احیانا شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف | ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب | عینک سے ہے دو چند صفا یہ بھر مجھے

فقیر تخلص سید شمس الدین دہلوی فارسی گو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کی باشندون کی | نالہ کرنے سے گرا ونکے گلے بیٹھ گئے
ہے غرض دید سے یہان کام تکلف سے نہین | خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرنا پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کتا کس پہ کون اٹھا | فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب ہادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا | چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین | وہ خود نما جہان مین کیسے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد | مین نہ کرنے کا بخر کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہ ہین نہ شنیدہ | تعجب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا مومن بیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری | ہم خانہ بدوش آہ رہے اپنے وطن مین
ہم گمگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرجنید | کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا | مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو او سنے کیا اسلیے ٹکڑے — یعنی مجھے کسواسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری — شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون — دیکھتا جاکے نہ مین کاش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین ٭

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار — وہ دُرِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپے سونا کو منگوا کر دیے تکسال سے — اشرفی خانم کہو منگی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم پھلیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو مخل شام اودھ اور بنارس کی سحر — کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سہستا ہین ہزار کی فصل بہار ہین — پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے — دیکھ لیتا ہون رخِ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا پٹکتے ہیں — خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے بار میکدے مین نہ بستر لگا کبھی — ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگا کبھی

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دل مضطر نہین ہے قابو مین — ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شور محشر سے بھی نہ اٹھتے ہم — کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دھوکے مین آکے کرتا ہون ناحق شکایتین | میری ہی آہ کا ہے دھوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا | یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈھنگ کچھ ایسا دل ناشاد رہے | آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص سیر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڑھ تخلص آپ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر | چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دور می مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہر سانس | مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل | خصخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑی پنجۂ تسل نے غضب کیا | شانے سے اوس پری کے ہوی تار تار صف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی | ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین | پھرون حیران رہا کیجیے گا
تا بکے نالۂ و افغان فہمی | کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا | دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ | دل مین کیون کچھ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک حیا نے پردہ دری | راز میرا ترا چھپا نہ رہا

تبون کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ — چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
ادھر ہو جل کے جگر خاک ادھر نہ ہوتا شیر — ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم
کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب — گر تم نہین صحیح تو بیمار ہی نہین
چشمان نیم واتری اے مست خوب ناز — گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار ہی نہین
تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی — کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین
آپ کے غم مین مرگیا ہون مین — اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر — فہمی اب نام کو رہا ہون مین
بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بھی تو حاصل — اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ — اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ
جو اوسنے پوچھے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم — تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی اپنے دوا کیجئے کچھ خیر ہی ہے — آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو
حورون ہی سے لگا ئینگے دل کو کسیطرح — کوچہ تمہارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے — گر ہان نہین زبان پر اوسکے نہین تو ہے
وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت — جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر — لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف — رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی
اللہ یہ اپنی بیکسی ہے — رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
چہرے کی بلائین لے رہی ہے — کاکل تری میری مدعی ہے
سر پر ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی — جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے دراز کاکلون پر — فہمی کی حیات بڑھگئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج سمتھر بن حکیم ابوسعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ چونک اوٹھینگے یار — ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبہ دیبائی ضلع بلند شہر

افسون کا ہو عمل زعمل کا ہو کچھ اثر	میرا رقیب یار کا ہمزاد ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نرگس و مثنوی عدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی وارد و انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نبط	تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
بخد تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے	اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون و اعطا دسکو کہ ہے وہ گلبدن	دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنّا نہین کرتے	دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سُنتا ہون کہ غیرون سے اونھین رہتی ہے صحبت	کہدو کوئی جاکر یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا	ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا ابر قع زرین کو اوٹھا دو	ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض خزین کے	سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جائیے کیا تھا	کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
ضمیمت نہیے کہ بعد از مرگ عاشق آنا کہتے ہین	بُرا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم	داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری معتم لکھنؤ

لوٹتے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر | دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم | دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے حور جبین | موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جو ان دونون | کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ | یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نمکپاشی سے | تیرے زخمون نے عبث اوس پہ نمکدر خندکیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس | ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی | وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن | آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجۂ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان

کب اوٹھائے سے ترے خاک نشین اوٹھتی ہے | درد بھی ضعف کے باعث ہی اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے | ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا | کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے | ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مری جانا ہے عشق مین بہتر | نہ جیین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا | بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان فوج کا ہوگا روان | ہوویگا آخر کو یہ دریا روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا قادربخش بھکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبدالکریم خان کے شاگرد راقم کے ملاقاتی ہین

ہانگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالاے سر | نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا سرفراز علی ولد مرزا ہنیگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چین لوچرا دوعشاق یون نہ دین | وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند وبست لف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تونہ ملتا کبھی ناصح | دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو | تو تو تھا ہی بیترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادربخش خلف سید عبدالحقانی متوطن شمبل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کریں | ہم آپ کم ہین یار کی کیا جستجو کریں

قادر تخلص شیخ قادربخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی | ہم نے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا | تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے | کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے | ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے | جلوہ گر عالم واللیل ہے موئی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمٰعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نبی جان پہ قاسم	لب اوسکے نمکگیر ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عدۂ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کرن خوبون سے زیست کرکے اوٹھگیا قاسم	ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بیشر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردی مین	دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر
ایک بوسے کے عوض دین اونکو لاکھون گالین	بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین
رنج دکھاوتے کبھے کوئی بات سناوے کہ ہین	کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری	پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانون کے	اسیر دکھا تمھارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم	علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو ہان ہوی تو جینگے نہین تو جان گئی	ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق	ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی سنہ ۱۲۶۳ھ اٹھا ۸۰ سو ترسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہی جان یہ تم پر	اگر اس قول پر چاہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار رہے تشریف لائیے	آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادۂ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہو کمین زلفین تری اس ماند سے منہ پر	قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک	رزق بے منت کے قابل آسیا تھی پر بنا

باز پرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانے گا کہ تقدیر خدا تھی مین نہ تھا

سنکے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے لعل تشنہ گویان دم آخر مرو لگا ہے
پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر برآن کا

قاسم تخلص حکیم سید قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرہ شعرا پر نچہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوگا
زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا

قرار و صبر و تاب و طاقت نہوں سیا فر تو کیا کرین ہم
پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا ہو قاسم
سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لہکتا تھا

یہ کہیئے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف
اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا قاتل
ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سبز زلف یار کی قاسم
کہ شب تھی کاکل جانان سے موبو گستاخ

سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ غمزہ تغافل نگہ حیا چٹنک
ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے خطر

ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم
اے وائے کہ تسبیر ہی نہین خانہ نشین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ
لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم درد رنج محنت آفت ستم بلا مصیبت
فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سا تون

کہان قاسم نہ روک آنسوون کو
یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلمانو اوسی پر وا ہو کیا اجی عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

سخن شیریں

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا
سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا

تیرے ابرو سے یہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز
نیم نظارہ پہ اک خلق کو مائل رکھنا

عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا
یوسف کے مقابل تری تصویر کو رکھیں

صبا چمن میں شہیدان یار دفن ہیں کیا
ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی

جرم عنبر و کافور تصویر اسمیں کچھ شیریں کی ہے
موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھ سے

قاصر تخلص سید خوب اللہ باشندہ یحییٰ پور متعلق الہ آباد

میں مصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہوں مرزا
یہ ایماں ہے یہ ایماں ہے یہ ایماں ہے یہ ایماں ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندہ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہیں صنم
پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار میں

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو میں ہوں مجبور گرانجانی سے
روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندہ قصبہ سنبھل

دنیا میں تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا
دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشمہ کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی
مانند سراب عین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڑھن عظیم آبادی مقیم کانپور
شاگرد رشک راہ کربلا میں گوشہ نشین گور ہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہیں دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے
مکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب

دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے
گو دکان مشق جو کرتے ہیں مری نام کو حرف

نام گل مشق بیان تک کیے ماشاء اللہ
خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کو حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندہ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک و اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو
کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قایم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچہ میں تیرے دلدار ہم
ہو کہیں قسمت کہ دیکھیں اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۱۷۵ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرۂ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
سو بارے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا

کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

تا بفلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نہ جائے گا

لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا

نہ وعدہ اوسکے سات نہ پیغام کیا کہون
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا

کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر

گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم

دو جان جی لے تو بس ہے ہمین
یہان کچھ اپنی تو احتیاج نہین

جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
سنکے کہنے لگے کہ یاد نہین

مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین

کہتا ہے آینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرو

قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہو ربط
کیا شکوہ تم سے رو بیے اپنے نصیب کو

مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا کرے

نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہی درد
معلوم ہو کسطرح تجھے چاہ کسی کی

گو بظاہر تجھ کو لگتا نہین میرے تو کیا ۔۔۔ ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے یا یا بات کہتے ۔۔۔ ہماری جرسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ صاحب و دارو غہ توپخانہ واجد علیشاہ پادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ بارہ سو چھیتر ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس صد افسوس ۔۔۔ دوستون کو کر گئے مغموم و مخزون و ملول
مصرع تاریخ فوت حزین نے یہ کہا ۔۔۔ وائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری

کرتے ہین سرسبز چوب خشک کو جانباز عشق ۔۔۔ کسقدر منصور سے قہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند ۔۔۔ دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعد مردن بھی ۔۔۔ بنے گا اسے پر یہ ترے کوچے مین مزار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان ۔۔۔ میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان سے ترے کوسون تلک ۔۔۔ شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوہ دوست
برگ کیونکر نہ ہو خاموش گلون کی آگے ۔۔۔ نہین زیبا ہے تہی دست کو زر دار سے بحث
یہ سرخ پوشی مرے قتل کی خوشی سے ہے ۔۔۔ نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون جنال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن ۔۔۔ تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ پادشاہ رمدانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہجاؤ صنم رات کی رات ۔۔۔ لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسین خلف سید علی بلگرامی شاگرد مرزا فوشہ خالف اہل علی بحر مگر کوئی شعر الخبا دہلویون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے گی مُنہ سے آہ | ایسے جلیں گے ہم کہ نہ ہوگا دھواں بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا | یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی | حالت بہت بُری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین | فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا | کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان الکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھپر پردہ لگا کہنے کہ جھوٹ | ق | جب تو ہم جائین دکھادو ہم کو مرکے سامنے
جب وہین مین مرگیا اوسنے کہا سچا ہے یہ | اسکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر خورد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان وجعفر علی حسرت غزنیون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین انتقال کیا دیوان الکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ برہنہ و درع اب بسر آیا | اے ہادۂ کشور مژہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب کرے ہے دفع خمار قدرت | مُنہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو مُنہ سبو کا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز | ترے یہون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ | سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اڑائی زیس خاک ماتم مین دل کی | کیا سنہنے آسمنر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہے — مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے — مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے — تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوسکا ہے
لب جاں بخش کی اوسکے جو پڑی ہے اک دھوم — لب عیسی نے مگر میری زبان چوسی ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے — جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دار سے کاوش ہے مدام — ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہیں سب الاپ — گر صدائے جنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہاں سے کر گئے — اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگوں کا دور — شب ہوئی تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنی آنکھ کا محبوس ہے
لیگئی اکبار گی گور غریبان کی طرف — جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر رہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج — کچھ بھی اسکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح پر یا — کج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدسی تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے محبت مسیح اگر طاہر — طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ آل الہ آبادی سیرا لکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین — کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین
تری بلائین نہ لین پاؤن بھی نہین دابے — یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفہ باشندہ لکھنؤ مقیم ٹمبا برج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر سپین مثل حنا عاشقوں کے دل
زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا

لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا
جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر

بیچ مین آنو چلے اور بلا کیا ہوگی
اور برگشتہ تری زلف سا کیا ہوگی

سجدہ اس سے بنے گا کہ بنے گی مسجد
دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے
کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا

اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدو کوئی
اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسایا بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام و دلوان

حمد مین ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا
ہو سر دیوان یہ مصرع مد بسم اللہ کا

ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ
چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر سیخ

کب سے آنکھین تھین لگین ذوق جراحت مین ادھر
ہاے حسرت او تھتے او تھتے دست قاتل تھک گیا

کسطرح قرار اوس سے کردن درد دل اظہار
سننا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

من لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل
بر آے ایک عمر کی سب آرزوے دل

ہم پر تو کر آنکھ نہ نسے ہی غصہ کی نظر ہے
ٹرتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی نظرین

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ بہرق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتارا سبکدوش کر دیا
سر پر ہمارے قبر مین در کفن کے پاؤن

دیکھنے کا نہیں ہون مجھے بوسہ یہ نہ ٹالو | مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان اسکا صدیان دا دو | دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ | یہان سیماکی ہوئی جاتی ہے تدبیر اولٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاور بانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے | کیا جھونک دیا تو نے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کینہ کر اور کیا دل بر و کی بیکان کو | کرے آزردہ نہین کرتا ہمیشہ کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے ہو فا یا نہ وفا ہو | غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسہ لب ہو لڑا کو ئی | دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا دیغیر کے تم جا کے گھر رہے | میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر رہے
الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے | نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنؤ شاگرد دمشفق زادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اسنے طرز پر اچھا کہتے ہین اسنے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی اُنکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھیو جاتا رہے گلہ دل کا | بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الٰہی خیر ہو کچھ رنگ بیڈھب سے ہے | تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی سمجھتے ہے | ملا ہے گیسوے جانا سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا | ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ یاد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نے جان لے اپنی ممد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
صدر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ سے کھٹکے
عدو ہے جان ہے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیر ونکو لگا لیتی ہین
خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

چوکتا ہی نہین ہے تیر لگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گالوری وی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبا ہی ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھیڑ کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہی گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے صحبتے ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بناسے لاکھ وہ چکنی بگھار کے

کہان تک اڑیان رکھین گلا کا تو گا کا
اوٹھا تا لیے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پر مرنے مین کرے تازہ جو پیدا دعوا
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص شیخ غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ دیر ٹھٹھہ شاگرد مومن

دیر نہ رہیگا قلق ہاے
وہ کیا ہے مرا کہ مر رہے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھسے ہو کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندہ لکھنو مقیم کلکتہ و در اصلح کا پیلی
شاگرد فخر الملک نواب بہادر مینو یا صاحب دیوان مین

ہجوم آپ کے در پر ہے داد خواہون کا
ستم تو دیکھیے ان شربتی نگاہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کیا اور بھی لا غم ہوگا

بسکہ پیہم ٹکڑے دامان و گریبان کے ہوئے
کو سکتے ہین میری جان کو بخیہ گر کی انگلیان

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہیں رہی | مانگوں خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرنے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی | کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سرزندگی نہیں ہے | کیا جی کی کہون کہ جی نہیں ہے
تھمتے ہی تھمے گا اشک ناصح | رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کرای غیرت چمن | پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے | لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوے آخر وہ بیگانہ آہی گیا | عشق کا نام سُرا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب | دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب | صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قفس خستہ کی ہمین | زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت | کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے | دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا جو قصد نکلنے کا مین نے زندان سے | قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہ ہو دریا لہو کا دشت | ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ | خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے | کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل میں جو روشن ہو چراغ عارض | دھیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبر آبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسے کو مرید کر لیا دم میں قمر | یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کیسے عشق سے بابند صد رنج و تعب ہیں ہم | ہزاروں فتنیں ہیں ایک ہم ہیں کچھ عجب ہیں ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنوں | ہر گھڑی کرتا ہوں غم میں آہ و زاری اندنوں

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑھا خط میں تو یوں کہنے لگے | چار حرفوں کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالاں ہے قمر داغ غم عشق سے وہ بھی | کب ہرزہ دراؤں پہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی باتھوں سے | قمر پہلو میں وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نے خط نے مجھے | تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید البنی مرحوم دہلوی

چہرۂ یار نہیں زلف رسا سے پیدا | آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہیں دیدۂ خورشید کو بھی | پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق میں کب تک رہی کھلا | پھیلائے کب تلک رہوں اے انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا | نہ بھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی سے دیدار دکھا مجھ | موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس

لٹتے ہون غم ہجران سے جسکے خار پہلو مین	کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے	خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار انکھین
حال کھلتا نہین کچھ ہین جبین ہونے کا	کیون چڑہاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت سنہ ۱۲۱۸ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کو لگتی ہے بری	فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے تجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابی صاحب دیوان ہلین

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم	غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف وہان تو نکارا مجھے	مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا	سانس ولی ہاے یہ کیون نوجوان مینے لگا
جلا ہے آئینہ ہوتی ہے خاک سے نمام	صفا بھی چاہیے ہو دل مین جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو	نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
منصف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم	انہین سکتے تمہارے دہان مین
اے تو جو چاہو اب کر لو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
بڑبڑ کے پانون مجھکو بٹھاتے ہین خاکسار	پھر ایسے قدردان ملین گے کہان مجھے
گئے تھے تم کہان آئے کہان سے	کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم	مجھکو حیران خاک پر چھوڑ ا
قوت چھیڑاون کیونکہ لگا اب تو میرا دل	اوس شوخ بے نظیر سے پرفن شریر سے

گر بنا کردہ بخورے بال اپنے ملت مین | آنے اسنے ملت مین کب گوہر ہے اور کوٹ جاتے ہے

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا پنور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کین اوس شمع رو نے بزم مین | غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا
جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے | دل لگانا قوس کیا مینہ کا نوالا ہو گیا
مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس | بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا
نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے اے نظام | ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای حریف کن بگڑا
خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل | وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب در دہجران کا
نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر | رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب
جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے ہمصفیر | پھول لاکر کیون نہ تربت پر چڑہاے عندلیب
تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر | جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر
قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین | اور دو نی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین
جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا | مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون
معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین | بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین
جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا | ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین
کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون اوسکا اے قوس | لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین
ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح | ایجان کیجہ ایسی وسعت کنج عدم نہین
ہو یا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو | مدتون پر نشین جاگا مقدر رات کو
تمھارے حسن نے سب کو بتو گمراہ کر ڈالا | ہیودی کو بجوسی کو نصارے کو مسلمان کو
زانوے دلدار اور تصویر پشت آینہ | واہ واری واہ واتقدیر پشت آینہ
رات دن رہتا ہے ہم پہلو دلبر آینہ | پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آینہ
زانوے خوبان پر رہتا ہے برابر آینہ | بخت بد رکھتا ہے کیا سید ہا مقدر آینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آینہ | جانتا ہے بس عمل جسکا مقدر آینہ
بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم | ہم سے مانگا یار نے بیدار ہوکر آینہ
جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو منہکر یہ کہا | منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اٹھاکر آینہ
جو بات سچ ہے کہدون مین منہ پر ہزار کے | گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے
کمر اوس شعلہ رو کی ہے ولیکن | مثال سایۂ احمد نہان ہے
جب نزع مین نہ آسے تو مرقد پہ آچکی | وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑہا چکے
ہوئے پامال لاکھون اسپر اداکے | چلے جو ناز سے دامن اوٹھاکے
شہرہ چیتون مین ہے گرموئے میان یار کا | شوخ چشمی کی غرا لان ختن مین دہوم ہے
مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب | جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی
چلنا ہے رک رک کے کن انکھیلیونکی چال سے | خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے
میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر | باتون باتون مین سناتے ہین مجھے
لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے | شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی
مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ | آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنو شاگرد ناسخ

ساقی ترے جو عکس ترے چشم مست کا | جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین نسیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہای عشق | ہو آخر ش جنون یہ ہے ابتدای عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندہ کاکوری

ہمزانی کیون نہ ہو ہم ہمارے اوسکے قیس | ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندہ کول شاگرد منشی بنی بخش حقیر تخلص

لگیا دل کو ساتھ پیکان کے | تیر بھی اوسکا دلربا نکلا
کرتے تھے تھر کے جو دل مین اثر | آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا | اب کیا بنے گی دم جو خدا یا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدار ابیگ خلف مرزا مراد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن اصلی مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو پیارے جانے بلا تمھاری | کیا خیر ہے محبت اب قسم سے کیا کہو تم
رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری مین | بھلا دین وہ ہمین پتھر ٹرین بس ایسی یاری مین
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے | آوارہ و خراب بہ مثل غبار ہے
پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا | خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ | اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

وحیان کرتا ہون مین جب دانتون کو اوسکے اے قیس | فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطہ

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا حجو نیشا پوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے | آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

یہ ڈھنگ ہین برے بخدا چھوڑ دو میری جان | نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے | کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھر تا رہا مرتے مرتے | جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین
خیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو | اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو | ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام مین طلسم جہان کہل گیا تمام | حاصل تھا ہمکو مرتبہ جم تمام شب
یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل | محرم سے اونکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد رحیم بخت بہادر ابن مرزا احیا بندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رد کا سر پر	تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا احد انجش نواسۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا	کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے بانکرے خوش ہو کہ ناخوش	اِس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا	سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد جھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر مو شگافی کا	معلوم کیا بندے کہ وہ ہی بیحد و طرف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنو شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہد اپنی	لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو	پھوٹا ہے کوئی پاے غنا دل کا پسیجو لا
اے طفل اشک ہم تجھے اکھنہ کہن یون کہین	اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق سنگت کا نہ گردن سے اوترنے پایا	پھر پڑے پاؤن مین بیڑی ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی معاصر سودا سیاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتونکے دلمین کدورتین ہین | مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی | کافر ان انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھمکڑے

کافی تخلص محمد رضا مرتبہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑا کر اسکو چلے جا ینگے اک دن کافی | قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم | خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت | ہین بیحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر فرت مخزن شفقت معدن غایت | ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ نبی ہے | ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد مصیبت اور برائے رنج و فلاکت | کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر زادہ مرزا رحیم الدین حیا

نوح کر بربند سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین | تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے | دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کا کل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل | ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دل کی شہادت کی خبر | خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الرؤف شور اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض | اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین | ہینے درگا ہون مین جاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندہ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین | دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمدم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز | کہ پیر مغان آشنا ہو گیا
یاد آتا کسی کے کاکل کا | تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندہ دہلی وکالت کرتے تھے

پیٹ کچھ دیکھا سہر راہ اوسنے | لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے گر بچے دل ابرد کری ہی ٹکڑے | ق | یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین نے چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جبوقت ہو وی خالی | تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ ذریہ اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چٹکی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین | بولتا ہے لال لو دیکھو خا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم وخطا ہوتے ہین قتل | چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونریز کا
نفع انیون سے نہین ہوتا ہے لیکن غیر | دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ
بے کرم جو مجھی لی تری زلف دوتا کی | مشکین مری بند ہوا ئیے ہان ہین نے خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینگے وہ گیسوی عنبر فشان | سورہ واللیل پڑہتا ہون پے تسخیر جن

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پسر عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا | یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچۂ بت کافر نگر | گر ترے پے ہین جدا کافر جدا تر سا جدا
عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلائے گا | آخرش زد و خا اک روز باندہا جائے گا
یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو | تیشہ کو لگا سر پہ تو پچتائے گا آخر
بھر گئے زخم جگر جس دن سنی تقریر زلف | مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف
دوہری زنجیرون مین کس پیچ سے جکڑی ہے دل | واہ ری تدبیر کامل واہ ری تاثیر کف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واؤنگری شاگرد ذوق استاد پر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ ترے پتے ہین ہزارون سبل | پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل
ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہی دل | تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہی کبیر | زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزاد انہ زیست کرتے تھے

بقبول حق ہے جو کہ ہوا ہیجتن کا دوست | ہے حسب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوٹانہ مدت تک حیدر آباد مین تھے آخر الامر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف اونہی جو پوچھا ہے | اے کرم کس نے کیا حال پریشان ترا
ترا ناخوردہ بہار تنک سے کیا کیا ثر پایا | استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان ترا
اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی | کیا طوق گردن نے کار گریبان
وائے قسمت اور اضعاف سے ہوا امنکا | روکنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے
اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی | ہر کوئی آرزوئے نشو و نما رکھتا ہی
مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے | مبارنا توان کو سرکشی سے ایمالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کونسے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین | بو ہے ہر سو فطرہ زن ہر بیدی اندنون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے ابرِ تہ لعل لب دلدار نہیں زیست — ہم سانپ نہیں ہیں کہ جییں چاٹ کے مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر روبرو جانے کی اے کریم — زیرِ دیوار رہے جانا لہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر دامن پکڑنے آئیگا — مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشمش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا — مجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمودِ خط سے ترے بلبلوں کو شیون تھا — بہار ہوتی تھی رخصت اودا اس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن چند رکھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے کو ہر کو بے آب مجھے — یہ دندان تمہارے دہن میں جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہوں ترے ابروئے خمدار پہ یار — کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رام پور کے نواب زادوں میں تھے

ولولہ کیا بزم میں شب آکے کسی نے — بیہوش کیا جیرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو میں ترجمہ کیے ہیں

چھپا ہے آ مرے چشم پرآب میں دریا — کسی نے دیکھا ہے ابنک حباب میں دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق — رہگیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز
در آبی شب ہجران و زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کالی ہے رات آنکھوں میں
تجھے میں آنکھوں میں کیونکر رکھوں کہ ہر ساعت — پھرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب پھیکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سہرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور رخ ید سے پیدا ہوئے — خجل اعجاز کلام سے مسیحا ہوئے

لال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان وتذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

مین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا	عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا	کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام	مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر بسے خیال	اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا
مین کودکے دیوار گیا یار کے گھر اور	بیچارہ گیا مفت مین دربان کا لالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب	چال صاحب تمنے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے	سو راہ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت	یون بیچ نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

گنور تخلص راجہ اودپور پرتاپ کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین تری دل شیخ و شاب کا	طالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات	مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

گنور تخلص کنور چکردتی سنگھ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے	خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے	شیدائی ہین دیوانے ہین افگار دل و جان سے

گوہر تخلص کیدان یلیئن شاہی لکھنؤ مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرا

جب کہ اودس رشک قمر نے مانگ نکالی	ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالا
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک	ترکش مکر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
رند کہتے ہین اسے ضبط سے کہتے ہین	کبھی پیکان نہ تری تیر کا کھٹکا دل مین
دم ہمارے جو ہے تجرالفت سے لغو	ہے یہ ہمت بخدا عاشق درباد مین

خواب مین شب اوس پری کی شکل دکھلائی مجھے — جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی مجھے
شیرا تو آسرا تھا جدائی مین بارکی — اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہی اندنون
دل پھٹ گیا کدورت طبع فگار سے — حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے
نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جاے — فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جاے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین — بید ست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے
بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا — الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین ۱۲۵۱ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین — سورج مکھی کا پھول یہ شاخ سمن مین ہے
کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال — تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی
کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر پس مرگ — دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوچک تخلص شہزادۂ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس بریں ہوے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشایخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین پھپھولے ہین — کہ قدم بھر چلا نہین جاتا
پروردۂ کنار محبت ہے لخت دل — بون خاک پر نہ اوشرۂ خون چکان گرا
اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تا سحر — بلبل اودھر گری تو اودھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آنا پیام جان مخزون اوس سے کہدینا — کہ اے بے رحم کر موقوف اب امتحان اپنا
جدائی سے ترے دم آرہا ہے اس دم آنکھون مین — جو آنا ہو تو آجانا ہے رخصت میہمان اپنا

کیف تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر ملی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین فحش انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم
کہیئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے
للہ پیتے جاؤ پیا سو ثواب ہو گا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہو گا

یہ دور کیف ہے اہی میفروش کیا دور ہے
جو محتسب سے بھی ٹوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر
بیشتر جام چھلک جاتا ہے مے ہو کر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پیر زاد کیا ہوئے
چیونٹی بھی اب نہین ہے سلیمان کے گور پر

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو پہ قائل کو مین پہچانتا ہون
میری نظرون مین چڑھا جنے اوناری کو

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا گل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگا گیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہو جا یگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین

وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہو نٹھہ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نہ پایا
حسرت کوئی برآئی نہ جانی مری دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل
ساکن بست وچہار برگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
رہا ن ظلم ہاے مرے دلمین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام چرن

بوسہ دینا نہین گرداب شب وصل مین وہ | کھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ عاصی

گرفتار تخلص شیخ بیگ دہلوی خلف چیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کہیے دوا کیجے | دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد وزوق مقیم سیرٹھ
نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت مین تھے

اڑیا بان رگڑین کف افسوس بھی ملتے رہے | ہے جدائی اک بلا دشمن کہتے ہین سچ ہاتھ پاؤن
جاہ مین اک بت نے جو ہلائی کے | در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص سید علی بیگ دہلوی خلف مرزا نیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے
دکھن کی طرف جاکر انتقال کیا

پھرتا تھا جو صبوقت کہ گلشن مین خرامان | کیا سرو بھی آگے ترے نا چار کھڑا ہوا
شب رخصت ہی رہو تم مری گھر آنے کی رات | جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر اجلی رات
حسرت سے دیکھتا ہون جب یار کی طرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف
لوہو مین بھر رہے ہین تری باتھ سے بنا | تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
مین یہان تک اشک پونچھا آستین سے | کہ ہے اک موج دریا ہر شکن مین ہے
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے ہمنے یار ب | کیون زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہین
سیل گریہ سے نہ ہم تا بکمر ڈوب گئے | اسقدر رو دیئے کہ ہمسایہ سمجھے گھر ڈوب گئے

گریان تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرۂ اکبر علی برجمیت باشندہ گلشن

ہم آئے تو چلمن مین لگائے گل نرگس | در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھین

گریان تخلص میر حسام الدین عرف بچو مرتبہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریان خبر سنی ہے | جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہر آنکھ بائین

گریان تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت وضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے گھڑا چھپا لینا | لگا لاطور اوسنے زور یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی نکلا یا نجا سمجھ ہو بگی فرحت حاصل | یہ نہ جانا تھا کہ آوے گی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان عطش

مرجان کا تمل ڈوب گیا بحر شرم مین | مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست پیر خجل
عشق ہے دل کو لگا وہ دیدۂ مخمور سے | ساقیا کیف نشہ ہو مجھکو مے انگور سے

گلشن تخلص رائے دھراج لکھنوی نبیرہ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنؤ

بیخودی مین ہر محجب لطف ملا ہے اونکو | جو ترے مست ہین ہشیار ہین وہ ہشیار ہین

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل | اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین | وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور منسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے | غضب ہے جان مصیبت ہین دل عذاب مین ہے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کم سخن سے کیجئے تقریر بول اوٹھے | ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جاتی ہے خلق جسکو آسمان بالائے سر | ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالائے سر
ہو لگا کس دن سے جلنے صورت پروانہ شمع | دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروا نہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن کوہاٹ شاگرد خواجہ وزیر لکھنؤ کے امرائے نامی مین تھے دیوان الکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

مہندی رنگ پہ مین مرہی گیا | درد سر کسکا بیان سرہی گیا
وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر | کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا — تو سن جانان سمند عمر سے چالاک تھا
تھا جوانا قدگی شمار اپنا — نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم — بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر — آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا — ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا — حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت — کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم
شب وصال مین کیا یار سے دوچار ہمین — رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین
پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم گیسو کے — گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
در دپہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین — ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین
وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا — کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بھر تو اب — دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے
کال عاشق و معشوق ہے ایک — سنا ہے شمع سوزان کی زبانی

گلہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن مظفر ولد دولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین اونسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا — ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا
طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود — گر مرغ دل ان لبون کی جال مین پھر کا
بالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا — اوس بت کے کان تک گئی یہ صدا دل کی
دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوئی گہر — آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روا دل کی
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی — آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا | کہان سے تیری محبت مین ہم کہان آیا
لطیف اثر ہے فنا ست کا میرے نالون مین | زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لکنت تخلص محمد شبیر خان برادر عم زاد و شاگرد مستقیم خان وسعت

کیسی بلاے بد ہے یہ نا شبیر زلف کی | پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر لعل کی

لعلن تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سا سنے تمھارے ادھر سے ادھر گئے | تم نے نہ پوچھا آپ نے کہان اور کدھر گئے

لئیق تخلص منشی لالہ بر شاد مقیم کانپور

بر سر پیدا وہ جب تند خو ہو جائے گا | حشر پیدا اوس گھڑی پھر چار سو ہو جائیگا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ صاحب راجہ بلوان سنگھ کمین برادر مرزا حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنؤ مقیم اکبر آباد شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہین

نہین ہے جبر اوٹھانے یہ اختیار مین روح | شربک جسم نہ دیکھی کبھی فرار مین روح
کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر | رہیگی تا بقیامت غم نشار مین روح
جب مین کہتا ہون کہ اب جانے مرے جانِ جہان | ہاے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا تک تک
ہر سفر مین وعدہ ہے ہر سفر مین عذر | بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری محسن الملک شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

مدہ مین جوبن کے جو ہے وہ بت بیباک چڑیا | نکل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو ناک چڑیا
بنی سہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری | قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

ماہر تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

بیچ مین لا بیٹھے مجھکو یہ سر اسیر گیسو | اے پری دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

ماہر تخلص فخر الدین خان دہلوی مقیم لکھنؤ خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ اٹھنی بھی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی
ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا

ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل
بلا سے گر بلا مین پڑ گیا دل

ماہر تخلص مرزا جمیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور بخت نسیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا

اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون مین
اک یار سا ملا ہے کہ میخوار ہو گیا

ملے پہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف
کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا

ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار
نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا

جو اشارا تھا حریفون سے سو ہے قتل کا
ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا

بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ان پہ کس کافر کی موذی دیدہ نگہ کا وار تھا

خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا
کہ دلمین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری سی

کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین نجابت کسکو
اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر

وصل کی رات ہر اک بات پہ تھا پھیر کر دہ
بے مزہ یون ہین کہ گویا انھین منظور نہین

گڑ گیا ہے اک عالم در پر ترے جبین کو
کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو

جیتے تو آسمان سا دشمن ملا نہ سر سے
چھاتی کی سل موئے پر پاتا ہون اب زمین کو

ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل ماہ
گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو

اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر
کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے

باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام
پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے

مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین سہی
رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے

لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین
توبہ ڈبوے دیتی ہے پیر مغان مجھے

کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم
ہوئے شرمندہ برہمن سے صنم سے چھوٹے

مائل تخلص میر محمدی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دلِ زار کی ہوس | مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندہ لکھنؤ مقیم موجی کھولا مشلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا | حوصلہ یہ بھی نکل جائے دلِ ناشاد کا
ہے آہ شرر بار مری اون کو تماشا | خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے
پاس میرا بھی ہے اونکو پاس سوائی بھی ہے | منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا قادر بیگ باشندہ بریلی

دیدۂ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے | نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی متوطن بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین | سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا ہان مجھے | پھینکا فلک نے ہاے کہان سے کہان مجھے

مائل تخلص محمد بار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کہتے ہین گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو | اگر چکھا پروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا | مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے | بالا ہے نہ ہیکل ہے تبدا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف | لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالا پرشاد ولد لالہ سری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا | صبح پھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق شنگین دلون کا ہے ناصح | ایسا پتھر نے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل بھرا مجھ سے میرے دلبر کا | تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ چنڈی سہائے باشندۂ پرتاب گڈھ سررشتہ دار سررشتۂ اکباری الہ آباد

عاشق رخ ہون سرزلف گرہگیر نہین | پاے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑگیا ہے اثر جذب محبت یا رب | یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مرد العلیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر سعادت نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے صاحب دیوان تذکرۂ اردو فارسی گزرے

بیطرح جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا | نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس کی تاب آنکھون مین | نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے | سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغون سے اب لاگ لگی ہے | جی کیونکہ بچے چار دن طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت | ہمایوندی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

متیح تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا | نکل کے آنکھون سے آنسو نے پانی تر کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مسیر اکبرآبادی کے شاعرہ مین دیکھا تھا اور انکی اشعار بھی بہت سوز کی تھی

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹے گی تمام عمر | کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو | توڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکالا صنم نے تو کعبہ کیا | مبین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین اور پانون ادھر [illegible] | غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے | کیے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کی نوک سے

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاوری اور تیر اندازی میں اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہ جال پریشان میرا
دل ہے سودے میں ترے زیر و سر سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مستقیم باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر دالطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور
اے کبوتر آ بانے سے پر و سر آشیان
دل و جان دین و ایمان دست بنکر سب سے لیتی ہے
غضب کی چھینیان جان تزویر کرتے ہیں

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہیں ہم
بوریا سے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے
شکر خدا کہ اب لطف التفات ہے

نسبت تخلص خواجہ فدا علی مرشد آبادی

کاکلیں آپ جو آئینہ میں سلجھاتے ہیں
مو بمو پیچ میں خوبان حلب آتے ہیں
صدقے ہو جاؤں میں اللہ رے یہ بھولا پن
گالیاں دیتے ہیں اور آپ ہی شرماتے ہیں

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتاں میں دل عاشق یہ نہیں
ہاتھ میں پھنسا لیے ہے شب دیجور چراغ
شب خوشی سے بانوں پھیلا گھر میں تم سو رہیے
ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و منتسبائے سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گل رخون سے لگانا نہ زینہار
خار غم فراق سے ہوگا لگا ردل
عداوت سے تمہارے کچھ اگر ہوئے تو میں جانوں
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہوئے تو میں جانوں
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو
بیمار یہ ایسا تو نہیں جسکو شفا ہو
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے رو دینگے زار زار
جنت میں تیرے سایہ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاخیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرح آبادی پیشکار تحصیل نہرارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ دفن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

محرر تخلص محمد پناہ دہلوی

سجد کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے | ہم نے ٹوا آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی محوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہیے دل | چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے
فقیدانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت
کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آئے مجھکو | وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو
شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ
غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون | مرا دن ہے بد تر شب تار سے
کہہ ان بن ہو چلی ہے با فغان سے | بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے
نہ ہوئے سے ترے سب کام بگڑے | تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے
کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جو سحر ہو گئی
تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین | کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رام پور برادر خورد و شاگرد
مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آکے تھے دو تین برس
ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے ہر دو زبان
فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے دھبا نہین جاتا
یہ لال نگین سے اوڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہین جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیلا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
یہان بوسۂ لب کا کبھی لپکا نہین جاتا

چال بجلی کی نہ گور شہدا پر چلیے
کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین بتلا دلگا مین خضر راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑہنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور نستر انی کا

بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام
تمکو لپکا ہے بد زبانی کا

سودا سر جعد یار کا ہے
سر پہ مرے سایہ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین یار لٹکے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
ہیان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آ مین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

ٹیکا ہو تیرے ماتھے پہ مکس مہ تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی
بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ونمین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

عشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے وائے عاشقون کو کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نجاور لال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح	جو نہین بھیجا ہے اب تک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنؤ ولد سید احسن باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو مین اس سبب سے نہین ہے قرار دل	صیاد صید گہ مین کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہے ہجوم	آباد اندنون ہی انھین سے ہے وبار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندہ آنولہ مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا	رنگ لائے ہین وہ مہندی کا لگانا کیسا
ڈرنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھون سے	مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھون سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندہ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سو غات مین اوس کو نہ روئے دیا	جو کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندہ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی ہر جا	تیری فرقت مین کہان تک وہ پریشان پھرے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش برہنہ کا ہے وہ اولاد مین رائے بھیم ناتھ نبیرہ رائے بشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گزرے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھگیا	حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھگیا
جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو	مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی کی پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن مین سو بار اوسکے روبرو جانا مجھے	اسمین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص عزیز ارجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

کھیتوے مشکین کی اوڑا لائے بو	آج مین ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے
بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندہ پرور مین کچھ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھٹ کے بھی فریاد کرینگے — جب حب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوشی قامتی یار کرگے — سورا سنئی سرو پر آزاد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ
بہادر لکھنؤ مین موت کی

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنے مین — اثر اوس سنگدل کی خوبیانین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خندان لب اوسکا روسی قدح اور قدح سی ہم — بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سی ہم
اور تو کیا کہون اکہ آن جو ہم تک آؤ — تدریجی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ
بڑھ کچھ تو ایک بوسے پہ اے یار اور بھی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی
جسطرف شعلۂ دیدار ترا جا نکلے — اودہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادۂ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادۂ حسن شاہ درانی شاگرد
سبحان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کھٹکتا ہون بات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہوگیا
اے محب کوچے مین اوسکے اوڑکے جاتا ہون سدا — پاے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہوگیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادر زادۂ میر نظام الدین ممنون دہلی مین
وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا | پھر تسپہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ ساحل کو | سیاہ چشم بینا ہم نے طوطیا باندھا
اگر حنا ترے ہاتھو سے خون بہا دل کا | تو لونگا دست نگارین سے خون بہا لکھا
یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آبکے گرد | جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد
صبح جب باغ مین "دلرشک قمر" پھرتا ہے | آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے | کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹہیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۳ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا | بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد | مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین | یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا | منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کریکوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگرز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن | افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمھاری تصویر | ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محبوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو | نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے | تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمھاری

محترم تخلص خواجہ محترم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گمسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا
دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ اودھر کا

اے محترم اتنی اشکباری
کھل جاے ہے ابر بھی برس کر

گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے
ہے ایک یہ دل ہزار دل مین

پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک
شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

مخلص تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ
شاگرد باقر علی نشہ

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین
شمشیر بنی پان کی تحریر گلے مین

چار تلوارین چلین ہوگئے چورنگ رقیب
میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوئے چار لب

سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین پاتی ہے فروغ
رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ

کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے
دل کا نپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

مہجور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ تعلق تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۲۱۸ھ سو اکسٹھ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے
نہایت ہی اس قلب محزون کو صدمہ

جو سال اسکی کو ہاتف سے پوچھا
تو مرگ جوان ماتم سخت بولا

سنہ ۱۲۱۸ھ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر ہے بڑھا ہوا
درمان سے اور درد ہمارا سوا ہوا

جانکاہی فراق مین بس ہو گیا وصال
آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا

حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کیلیے
آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا

باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا
گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا

پھول جاے جسم زار عند لیب
گل جو ہو شمع مزار عند لیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے
دیدہ نگاہ حسن ہے اور دل سرا عشق

محرور کو پہونچتے نہیں قیس و کوہکن
پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدا عشق

شب وصلت مین جبکہ تھی زبان دوشنک تیری
بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان اسکا

سخت آہن سے ہے تمہارا دل
موم سے نرم ہے ہمارا دل

اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل

کب تلک آئے گا میرا مصحف رو
حافظ فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری
شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے عارض تابناک
پرمہ نو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن

بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم اگر دل مین ہوا عہد شباب اسکا
کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

محزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر بیخ ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپکا دھیان اور طرف
بات کرکے مین جو تم ربط سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد
حیف محزون مجھے یار ان دہن بھول گئے

محزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چیت پور تو انکا کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا
کیا دل دیوانہ محو عشرت جانانہ تھا

صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
محزون جہان مین خوب ہے غم کھانا جارکا

ہمیشہ غش پہ غش آیا اسے تمنا مین
کہ اب چھڑکے تو ہم پر کوئی گلاب آیا

اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش
اقرار تو کیسو ہے انکار ہی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو مخزون ہوا خیال ہما | آب روان پہ کشتی عمر روان ہے اب

مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان | رخ نگار کہان روے آفتاب کہان

طلاق کرتی ہے جنت اور جنت کو کرتی ہو طلاق | کھیلتی ہے کیا تمہاری موٹ نکی کنکری

مخزون تخلص مرزا بنگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبداللہ خان ایم

اوسکے منہ کون پڑھ سکے مخزون | ہان مگر منہ پہ اوسکے آیا خط

مخزون تخلص آغا علی دہلوی

اب سے وہ دیدہ نظر کیون مرے جانب مائل | پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

مخزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندہ فرخ آباد

جو کچھ کہال دل سے ہے کہین کس سے جا کہم | بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کی ہم

مخزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

صنم اگر یہ مین بخت سیاہ رکھتا ہون | بہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

مخزون تخلص حکیم ابوالحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھالے یہان سے ورنہ عندلیب | خندۂ گل ایک دن برق چمن ہو جاے گا

ہم جو چاہین بھی کچھ اوسے تو اور نہین کو چاہین | ماسوا سے نہین کچھ کام طلبگارون کو

گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے | ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

مخزون تخلص عالم شاہ تیغزادۂ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب | کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو | اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورسہک متوطن خوست باشندۂ لکھنؤ تذکرہ الخاطر ہی گزرا

نبت العنب کے عشق مین مست الست ہے | ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین رنگ

نہ کھلا ناقۂ مشکین ہے وہ یا چشم غزال | بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پر

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان
سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین پتھر چھاتیان

تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار
گل کھلائے عاشقون نے بھی جلا کر چھاتیان

یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار
یہ نہین ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان

وہی ہے داغ وہی جوش خون کا عالم ہے
شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ اسیخ باشندۂ مونگیر

ہوتی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے
چرچا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا

دلکی دیتا ہے خبر آٹھہ پہر فرقت مین
کام ہر کارہ کا کرتا ہے مرا ہر نفس

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ ہاے
یہ سب کیا یہ شیخ نے دل مین نہ گھر کیا

ٹک آکے دیکھ نہین کچھ بھی حال آنکھون مین
پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نہین جراکا
ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر
ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو مہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگان سے تیرے منہ نہ موڑا تھا کبھی
صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا

بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکے
پاس اغیار یہی ہے تو ادھر دیکھ چکے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین یعنی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خامنجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا ہین کہ سر کو پیٹتا | ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے | فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر یکنفس زبان میری | بہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی ہلکت کو قتل کر کے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا | قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین | کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے | جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا | اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود | نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادر زادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیگنہی کا | قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج | وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا | نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا | مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت | اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرا نار جہنم سے بحث اے واعظ — ہے بجز ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل
جو ہاے زہر ہین یہ گران جانیون مین ہم — اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم
اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا — در وازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو — کوئی مرجاے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
خانہ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ — لیک فرصت بھی ہو اوس در کی جبین سائی سے
مرتکب ہم سوگندکے ہو چکے پر ہی خموش — کیا وہ خود بھی قدر دان لذت دشنام ہے
ایسا ہی شبک زیست نے ہجران مین کیا ہے — گر جا ہے تو اف سے کوئی بیمار و مرا دیکھ

محبت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا — مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا
اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو بارے — مجھ سے نہ کہو پھر خدا مین نہین سنتا
احوال مراد ھیان سے سنتا تھا ولیکن — کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا
رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دلمین — جب تک کہ اوسکے در و نہ دو چار کے دلمین
وہ جنس زبون ہون مین کہ بیتے ہوے جسکے — سو سونپ گزرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبد الایز و کیل شاگرد اسمعیل حسین نسیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب — کھاتے ہی زلف دن شب دیجور ہو گیا
گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض لطف سے — مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبر آبادی سرکار انگریزی مین متعلق تھے

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے — لگا لیان وہی ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ بسنده میرٹھ

متاع دل گرانمایہ ہے اپنے پاس اے ہمدم — یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب غلام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم و مسرور تخلص شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سخت جان صحبت سے تیرے اے ستمگر ہو گیا | بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا
قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین | آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی | اتنا تو ہوا اثر ہے مرے نالون کی اثر سے
انداز جنون کو نسا ہم مین نہین مجنون | پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
گل کھائے کو دیتے ہین مجھے غیر کا چھلا | ڈھب میرے جلانے کے وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے فنا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح | پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے دامان یار تک عدم | ہزار جاے ٹھہر کر مرا غبار آیا
عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات | زاہد بھی وہین بچہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے | ملا یا جسنے مجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

وہی دغا جاتا رہا دل ہی دل افسوس دل | بجھکو تڑپاتا رہا دل ہی دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الگر جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کو کہتی ہی وہ لوٹ | اسکے لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری لے

مخلص تخلص نند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بہتر فارسی کہتے ہین

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو | کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادۂ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی | عاشق کی چاہ جسکو ہو مدنظر کہین
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بھی کرتا ہے | قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کی عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے | پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو | کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر | لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا
صبر کا حکم ہے مصیبت مین | ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص | پکڑ لے حشر مین دامن تمہارا
درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر | کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ و رباب مین
قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ | ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون
ہے کس سکیش کی ساقی آمد آمد آج محفل مین | کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہر گردش مین پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے | مرجائینگے پر خاطر صیاد کرینگے
آتش فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا | سرو مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جو ہے اس دنیا مین وہ مغرور پیراہن مین ہے | جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے
بادہ ساغر مین ہے یا اوتری ہی شیشے مین پری | جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے
سن کے پیغام بوسہ اے مخلص | دیکھیے اونکے مُنہ سے کیا نکلے

نمونہ

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا — کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دھونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن — موج سان کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پاؤن
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی — اسقدر جوش جنون مین ہنسے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد قرابتدار مولوی ابو الحسن شہیدانی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگری کا — رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کہہ اپنے برائے کا خیال اب نہین اصلا — عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین پیدا — روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر دہلی کے اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۵ھ بارہ سو اناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے تاریخ اوکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج نساخ مولوی مخمور — گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھیا — داخل جنت نعیم ہوئے

اشعار

۱۲۷۵ ہجری

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہو گیا — دامن ہمارا دامن کہسار ہو گیا
تشریف لائے گھر مین مرے خضر خط رخسار ہو گیا — حق مین مرے خضر خط رخسار ہو گیا
چرمی بغیر ازن جو زلف سیاہ یار — واللہ بال بال گنہگار ہو گیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے — جا کے میزان مین ترازو ہو گیا
خواب مین پہونچا جو وہان دست خیال — نیلا پیلا اوسکا زانو ہو گیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار — کاہش جان درد پہلو ہو گیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے — چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا | کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
بادچشم مست سے زندان مین آج | چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شمع فانوس نہ جھپکی اپنی آنکھ | آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ وزاری ہے | راتون کو بیداری ہے
عشاق کا جو خون مین ہو اغرق کہی ہے | خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پیتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بانس پور

زبان جس جا گرے شعلہ کہون رخسار تاباں کو | قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابرو ی جانان کو

صحیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کپ سیرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

شاگرد آئینہ موجود مین کیا آئینہ رویون کو | ہمین حیرت ہے تجھے کیا بگاڑا تھا سکندر کا
دو اعضا جستجو کی ہے تو بسمل جاتا ہون مین | میرے لب تک گر کبھی آتی ہی جانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو صحیر جا چکا | رہگیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ نہوگا کہ مرے قتل سے درگزرینگے | جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کیلیے پہلو مین جائی ہے دھوم | حضرت دل خیر تو ہے جان کی
جان دل یہ ضرب ہو کہی تیغ نگاہ کی | دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڑھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا استاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اوسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہی دل آئے | ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
ایسا نہو کہ ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھاے یار | کیون کیئے نازاوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید اسیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین بشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آگیا | جون کتان ٹکڑے گریبان سلیمانی ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیگیا ہجر ترا گور مین یار آخر کار | روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرہ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل | خدا جانے ہے اوسکو با ترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا برادر زادہ مرزا سودا صاحب دیوان گزری

کم ہوتی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگس چشم نے جب سے چھپائین آنکھین | روتے روتے مرے پھولال ہوئین آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین | تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ٹانڈہ اقیم کلکتہ
شاگرد مولوی عصمت اللہ فسیح تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین ہنسا | نیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچہ گیسوے جانان مین بعشت جاتا ہو دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندہ دہلی

کیا ہی دل چور رو کے گیے ہے مرحوم | ملک الموت کے اب آنے سے ہے دوران نیر

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندہ پانی پت شوقا بھی اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہین
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن اکثر مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی جب آنکھ | مجھ نارسا کے طاق خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے | اے وا اے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا غریزون مین نواب حسین الدین خان
نائب کھاگہ نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھگئے سب عیش و بیگانے | نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے جی کی نہین بر آتی ہے | مفت باتون مین مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے | ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے | نکل نکل کے پھرا آئی تن فگارین روح

مرزا تخلص نواب محمد حسنخان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سو کون مین کسطرح ان انکھون مین کب آتی ہے نیند | دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گر داغ کو سہون ہون گر زخم جھیلتا ہون | مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی سوسیتی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش | آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے | ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی سوگوت باشندہ دہلی

نہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ | چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمراہ | آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرے | دل صد چاک یہ ہم بھی لبسان شانہ رکھتے ہین

مرزا تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو یار کل پائے گا | یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات مین اے غافل | بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کروں | دل کو ہمدم چین آتا ہے نہیں

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھو جی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام وطنی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہوں مشکل کشا کے ہاتھ | مشہور ہیں جہان میں حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہوں میں زمانے میں معتقد | توڑے ہیں جسنے لات کا گھر میں خدا کے ہاتھ
بیجا نہ ان بتوں سے مروت لگا کے دل | عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص منیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار میں تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب میں کہی ہے

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا | جبیں پر جبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب میں | پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میاں جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا | ہمہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہنچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد منیر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد میں تھے

ہر آرزوے دل کو حرماں نے خون کیا ہے | گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل میں اوس کان بالا حسن کا | ہیاں ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل اوسنے | کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہیں | قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہیں

مریخ تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے | اور پریزاد نرالی ہیں فسون کار انکھیں

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم | دردمندوں کے پیشوا ہیں ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے — آئینہ رو سے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا — ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو دے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے — نہ تھا ایسا راایگان کہو نا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ و رسالہ تصویر غم و رسالہ ہیضہ و طاعون و رسالہ چیچک و رسالہ دافع السموم و رسالہ کشتی غلف الصدف احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا — خاکسار اجو ہر ہے الیقا تل تری شمشیر کا
عجز نے میرے اوڑایا آپ سے دامن کا غبار — خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا
چادر مہتاب پر گر جو گیا اوندھا قدم — پھر دماغ ماہ تابان عرش پر ہو جاے گا
رات دن یون جوڑ پڑتا ہے شمال بسمل — کہتے ہار اتجھے اے مست کہان سدھارا
الہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہون مین — یقین ہے ٹوٹ جاے حشر مین پلہ ترازو کا
کیا سخت دل تو نسے ہوا کلب ماہیت — دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست
رکھتے ہین کھولکر دہ کرا ے ہاتھ پاؤن سے — رہتے ہین وصل مین سر بستر لال چار
کیا سچ مثل ہے دانستہ اید بکا رہی — آخر نہ کام آگئے شبہاے نار داغ
اک طوق ہے ادھر دوسری زنجیر گلے مین — سہاتی ہے کیا آگے کو قسمت میرے گلے مین
وہان پاؤن نہ اٹھتی ہے آناتر اسعلوم — ہم جانہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین
پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوے رشتۂ الفت — ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین اکبون — ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین
نامرگ نہ جور فلک پیر سے چھوٹے — ہم آئے نہ تیغ جوز نجیر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا — ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا بُرا ہو
دل اوس بت بیدین کو دیا جان کے بدلے

بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار
ٹھہرے ہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے

دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا
اوس کوچے مین مخوف و خطر جاتے ہین کیسے

یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت
یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین کیسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی نقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا
یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے کانپور مین جاکر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا
کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص سرمست خان افغان

نہ وہ بانکو نہ گانا جائے نہ ٹیڑھو نہ یہ کیون
خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا بھجو فدوی تخلص

نزع تک وصل کی ہے یار امید
ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ زحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر سہبت روزون تک کلکتہ مین تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا
جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا

تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند
ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص ننگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہین دل سے روان اور تاب جاتی ہے
کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد عزت اللہ خان عزیز

ہاتھ آجائے نصیبون سے تو پھر اٹھ پھر
رکھون چھاتی سے مین ملدا کی تصویر لگا

اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین
نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

ماہ پر سیری سیہ بختی کا کر سایہ پڑے | چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا
لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا | اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی | دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ پھانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین | کبک وطاؤس پسے جاتے ہین فتار دن کے

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندہ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا | مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل
ہونہ یہ جرم کہین اونکے بال گردن | گردن شیشہ سے جو دین ہین مثال گردن
دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کاوزما | شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین
نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی | ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھون مین
گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاے | مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا سنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل شانہ رہتی ہے | صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتی ہے

مسرور تخلص شرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل | دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طبا طبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ تہبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس پاے بدگمان کا | تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا
مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی | احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شاکی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا معنبر ہو گیا

اندرون شکل عروسی صنم کے ہجر مین
صورت عکس مثلث جسم لاغر ہو گیا

بزم مین اے ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدۂ جام مے گلگون بھی گریان ہو گیا

پھونکتی ہے گوش گل مین وز کچھ کچھ آکر وہ
کیون نہو صیاد پر تاثیر خطا مخ عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائی عندلیب

لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین
جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھولا اپنے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے
کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کیلے اوڑنے کو بلیا رہے تو عاشق سے
تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے بیان کی تحریر کا خیال
تحریر کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

مسرور کو بجائیو دوزخ کی آگ سے
یہ سرخرس ہے جناب رسالت مآب مین

نہ وہ گل مین ہے نہ نالہ بلبل مین اثر
باغ عالم کی ہوا ای گل رعنا بدلی

مسلسل تخلص سید عبد الواحد خان خیر آبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھا بیٹھنا مشکل ہوا اوس مجور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر لاتی ہے میری جان پر لاکھون وبال
جواب مین بھی اوسکی گرزلف پریشان دیکھیے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زاہد علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین
ہے حل آنبوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال
ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا

خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل
کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب

آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ
عاشقون کے قتل کی تدبیرین فرمائین آپ

بوسہ بے مانگے عدو کو دین زہے نیرنگ عشق
ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ

خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے
حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ

اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ
جب پاؤن تھک گئے تو پھر اسپر تمام رات

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی
دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج

دل اوسکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح
ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے
دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح

دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخِ گل پہ
فصلِ گل رہ گئے صیاد جو پر ہونے تک

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین
سر کو ٹکرایئے دیوار سے در ہونے تک

کہان حور اور کہان زاہد زہے عقل
عبث بیدار رہتا ہے سحر تک

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف
وہ دیکھے گا جیئے گا جو سحر تک

شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب
آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے
جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے تو

کیا جانیے کیا دل مین ہے اب ونکے سمایا
وہ ناز و غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا
ہم رازِ شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالتِ دیوانی صدر کلکتہ بالبتدہ کلکتہ گرد حافظ ضیغم شعرا نکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مرگیا مسلم حیف یہ غم ہے
ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے	مسلم سے ہے داخل جنت

اشعار ۷۶ ہجری ۱۲

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا	کیا تہ دکھا ئینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نقش دیکھکر	مسلم کو مار ڈالا بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی	محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا	خلاف عقل ہے ہو شاخ باور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی انو پہ اے دل یار کی	اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال	اے صنم مجھکو پہونچتی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے	جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان برانی ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست صبا کا	بیڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب کا

مسیح تخلص سید ہاشم علی فاضی زادۂ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرگ کے زندگی	بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا	اوتھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی ہی یہ آب تاب حسن پر	ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خونناب حسن پر

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار	تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار	عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا	ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے	مسیحا کو ابھی دیکھا جان لب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف سے ۔۔۔ ہر بن مو میں اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہیں ۔۔۔ ظالم وہ کوسنا ترا اور وٹھا کے ہاتھ
لے لیتے ہیں بلائیں یہ زلف سیاہ کی ۔۔۔ ان روز دن ہوگئے ہیں ہماری بلا کے ہاتھ
راحت بھی اس جہان میں ایذا کے واسطے ۔۔۔ موسی کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قتیل تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الکناد دلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہوں کہ اگر لاکھ ہوں ستم ۔۔۔ شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات ۔۔۔ تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہی ساری رات
صبح مثل ہے اوٹھ ہوتی ہی پر اس دلبر کی ۔۔۔ پیار دا ہین آگیا جب جاگا تمھین ہر گھڑی
سن لیا جبکہ حسین بس وہان لگی ہانکنے ۔۔۔ سچ تو یہ ہی سخت بد اطوار آنکھین ہین تمھین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے ۔۔۔ پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندہ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے یہ کیون گردش مین ۔۔۔ نیلی گھوڑا ہے میرے خضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دلی شاگرد حافظ قطب الدین مشتاق

خط تو بھیجا ہے وہان برادر دل ۔۔۔ ہوویگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
ہر جائی پن سے وسکے ٹھکانے نہین ہر دل ۔۔۔ پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابو القاسم سرشد آبادی

ہوئی گرمیٔ جنوں کا سر و سامان پیدا — کچھ تو وسعت کرے اے خضر بیابان پیدا
دل خورد بین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھیں تجھی ہو صورت جانان پیدا
کج روی سے نہیں ساقی کے عجب ہی گردوں — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مخمور و مقیم فتحگڈھ

منہ تیرے اپنا نکلتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھا و — زلف پیچان میں دل لٹکتا ہے
جلد آ کر کہ اے مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انسے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی

یوں تیرے ساتھ بزم میں دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
ہوگا اگر دل میں تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق چھپایا نہ جائے گا
جہاں جائے گے رہین انگڑائیاں لو — یہاں پھیلائے ہے سستی کہاں کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجھر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہیں — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہیں

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداؤں

ہمارے کام پر رہنے آسمان پھرے — مجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن سیر بصیر تھے

کوہکن پر تو قصہ اپنا ہنسائے دو — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ سلطان ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل میں اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات غریز کو مہوسی مین برباد کرتے تھے
شعرا سے پائے تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر
سو بر چھیان لگین دل امیدوار پر

جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہے
اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر

کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم
کہ مژہ نظر آبرو تھی کسی کی

رنگ کیون سبز ہی چھڑکیا ترے ای مشتاق
کتنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعوے
سو کل یارون نے بزم مے مین اوسکی چور کی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
سنہ ۱۲ بارہ سو ستر ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہو
ہم نے دل اوسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا

نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا
اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف
ان بتونکی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جا کے دوستو
ناموس ننگ وغیرت وصبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبر آبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت
تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح

میرے آنے کا اوسنے دیہان جو آجانا ہے
اوٹھ کے دروازے مین نچیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون
تخلص دیوان انکانظر سے گزرا

خفتگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر
ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر

نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے
حیف آتا ہے مجھے اس دیدہ بیدار پر

مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر اور اک مرثیہ گو

یہی ہے جان جہان اب تو حوصلہ دل کا	گلے لگا لو تو جاتا رہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین	او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبر آبادی شاگرد غافل اکبر آبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح	نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
بلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے	سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دل بر اک نوجوان سے ہے	جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین	دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام انیار اقم الحروف کو دکھلاتے تھے

ہوئی ہے پر تو افگن کاکل خمدار پانی مین	تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یو نہین ہے زورون پہ موج چشم طوفانزا	حباب آسا بہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھا کشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزرا اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب	پنپا یا تجھسا گلرو سرو قد نسرین بدن بالکا
کس سے ہے عیادت کی تمنا تمھین مشہور	جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام خبر سے

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ امی مشہور اب تعلیم کا بائین ہم	ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا	اے بتو میری طرف میرا خدا ہو جائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا	کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نرہا قابو مین	ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ
اوس بیوفا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر	بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الٰہی کونسی جنت ہے بے حور
کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو

یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے
پھر دست بخون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت رویچند متوطن دہلی

رازدل صاف ہو گیا ظالم
آہ سوزان و چشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندہ قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد مانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز دن مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو سٹی کی وہ آواز سے نکلا
نکلا تو دل لیکن عجب انداز سے نکلا

انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا
کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا

عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ ادکا آج
پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت
کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا

خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا
تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا

وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا
تو نے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر بند کیا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کہا لیگا
چومین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا

دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان
گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کھا یگا

شانہ نے زبس اونکو اجاری مین لیا ہے
زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا

مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا ہون
جنازہ دوش پہ یارونکے ہی گران میرا

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کی یار
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا

چاک ہو جائینگے لاکھون کے گریبان ظالم
چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
کسقدر باركو غم ہے مری تنہائی کا

درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا

اے مصحفی تون مین ہوتی ہے یہ کرامت
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا

ترے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا

اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا

مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
جا کہین تو ہی مرے در پے رسوائی کیا

ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا

حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤ گے صاحب
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤ گے صاحب

لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پرفن سرخ
کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دہن سرخ

گلے مین جا ہے کیا تجھکو سیمبر تعویذ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

دل لیگئے آنکھون مین بہ تدبیر کھاکر
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگاکر

کچھ بھا جو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر

ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
منہ چھپانا نہ کر دبر خدا دکھلاکر

پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر

جس آنکھہ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش

کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی مخطوظ

لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
کیون نہ مین اسکو کہون آینہ خانے کا جرم

عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے میرا عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک

ماتم مین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ

مزا ہے ہووے گر چکے ہی چکے مدعا حاصل
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل

سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام

کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم

صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
آرزومند نہین اور کسی بات کے ہم

چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم

پاس خاطر ہے ضرور اوسکی یہی اے دست جنون
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تا دامن

لینا بزور و بوسہ مراد کھینا تھا کل
اور اوسکا منہ پھیرا کے یہ کہنا نہین نہین

جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین

رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کے موتی
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین

ولا نومید مت ہو وصل سے اوسکے عاشق کو
مرے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین

قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین

چھٹ چلا جب سے گریبان تب سے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

ہین مرگیا ٹلے مرے چھاتی کا سل نہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل نہین

کھائے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین

پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل جین پہ جین
کچھ نئی طرح سے اوسنے لف کی خم نکلے ہین

بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آئین جون
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدا ئین ہون

کس پر ہے یہ تمکو رسمی نہر کے تو دیکھو
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو

ہے ہے تک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو

تم مصحفی کو چھوڑ کے نسبل چلے گئے
رخصت حیا نے اتنی ذری پھر کے دیکھ لو

سو مجھسے شب وصل مین تم رات چلاؤ
یہ تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ — آفت روزگار رہین دو نون
جائے خلخال پا ہوئے تجھے جو رات — میرے شانے نگار رہین دو نون
مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ — جاتے ہو کدھر تک قوا دھر دیکھتے جاؤ
لیا ہے بوسہ ترا پر یہ ہم نے کام کیا — کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے ہاتھ — خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے ہاتھ
خاک مین ملکئے ہم ناز کا چلنا دیکھو — اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے — کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
بات کو میری الگ ہو کے نہ شہر ہاؤ سنو — کچھ کہا چاہون ہون مین تم سے ادھر اؤ سنو
وہ پیچھے پھر کے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو — کہتے ہے ہاے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
کیا خوبری پڑی ہے یہ طفلان اشک کی — دیکھا جب اچھی چیز کو اوسپر مچل گئے
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بس مست ہے — پرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن مارے — آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی — احسان کیسکا مری گردن پہ نہووے
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل مرا بہلا جائے — پھرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے — کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکے کوچہ سے — کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی نے
ہے سیر کو اکب مین تجھے دخل تو کہدے — مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یا شانہ تک اون گیسوؤن کو تھی نہ رسائی — یاد وڑے ہوئے تابکمر جاتے ہین کیسے
اودامن اوٹھاکے جانے والے — ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی — کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
رکھکے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے — یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے — آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے
حیران ہے کسکا جو سمندر — مدت سے رکا ہوا کھڑا ہے

تیری زلفون کی لیتا ہے بلائین ۔ کرے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے
بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اسپر بھی ہے ۔ کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی
نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے ۔ لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے
وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو ۔ مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی سے
دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجے ۔ آپ اپنی تو بھلا خاطر ہماری کیجے
مصحفی دل پہ شکست آئی مرے برلب جو ۔ دو بولے کبھی باہم جو لڑے پانی کے
ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل بوتا ۔ کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے
بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین ۔ ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے
تم وہان گئے کیسکی ملاقات کے لیئے ۔ ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیئے
ہر روز کا ملنا جو ہو دشوار تو پیارے ۔ اتنا تو کرو وعدہ کہ اک رات کی ٹھہرے
کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق ۔ کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے ۔ الفت تری اسقدر بہت ہے
اک زخم سے ہوویگی نہ بسمل کی تسلی ۔ اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی
غیر سے گرم ملو ہم سے یہ بیداد رہے ۔ اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے
جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین اونگلی ۔ تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین اونگلی
مہندی کے نہ چھلے رہین یون پور نمین اوسکے ۔ ہے اوسکے ہر اک حلقہ ریا قوت مین اونگلی
جانے کا نہ لے نام کہ مرجاے گا کوئی ۔ بیدرد ابھی جی سے گزر جاے گا کوئی
حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے رویئے ۔ جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی ۔ صورت نہ دکھائے مجھے اللہ کسو کی
خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے ۔ پھرے جہان تو پھرے پر وہ جانجان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذوالفقار خان بن حافظ رحمت خان
صوبہ دار کٹھیر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گنجور

تا حشر اب خیال نہ میرا کریگا دل | قوا و سکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۷۳ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے اوطالم | ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پر اثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنہیا لال ابن بشن نرائن دہلوی

خنجر جلاد ہے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال مین کس سے کہون اے دل نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تخصیلدار ارڈبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

مضطر تخلص ذوالفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب ہے | بیان ہی خدا جدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کنٹھر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت مین ہے دل | اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برے دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتون سے ہائے مضطر کو | کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن منسی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت | اور اے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین | کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم میر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے نہو | کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جاے گا

یہی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین | کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جاے گا

اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو | دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جاے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل | مضطر خستہ کی نابت کوئی تقصیر نہین

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو | مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ ہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جاے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطر

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ	رو دیا جلاد نے جب چار آنکھین ہوگئین

مضطرب تخلص محمد جامی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق	شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری	بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندۂ جاجمو متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر وخان آرزو وحضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا	صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیسا
کرے ہے وار بھی حق گو کو سر تاج	ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا	دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کو ہے جوش وہ یہ ہودہ نما	کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ ہودہ نہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

مجھکو ہے یوچھتا تھا کل تیغ مین مظفر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا	پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا فاخر تخلص صابر

ٹالا باتون ہی مین تم نے جب کبھی وصل کا سوال کیا	
کیا گزرتی ہے رفتگان پہ ہائے کوئی کہتا نہین عدم کی بات	

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین | عاشق کامل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندہ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

چلاتا ہون از بس مین شب ہجر مین مظلوم | دم بند کیا ہے مرے نالون نے عس کا
نظر افگن ہے کسکے عارض پر نور پہ بجلی | کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب موے میان کا مضمون | کمر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندہ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم کے دہلی مین مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطہ جواہر الکانظر سے گزرا اشعر حمید آمات شہید حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین پیمان گسل میرا | کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر ہاے دل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا | لیکن اسس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین مو امظہر بیکس افسوس | کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہنسنے کی ہے تو یہ او وھو مین مچاتی ہے بہار | ہاے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
تو فیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے | آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو | یہ شیشہ بیچا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر یلنے تو خفت ہے نہ یلنے گر قیامت ہے | غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو | یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب او چشم سے چشم | یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا جی جانا

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے اے بر سر بام | تیرے نظارہ کے خاطر ہے چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان سنجا دخواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ | مٹتا ہے یہ کلنگ کسا ٹیکا جبین ہی کب
کیون نہ شیرین کلام کہلائین | چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین | شاخ گلہن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا ۱۲۴۳ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا | مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے | سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا | دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات | سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر | چونک پڑتا تھا کہ اکبی تو مقدر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز قیامت ہے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا نامہ مرے خط کا وہ دلفریب جواب | تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد | غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انہین کرے | اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف | یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین | ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا | کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے | رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
پر خجل وہ ہون مغان سے کہ الٰہی توبہ

ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگِ ابر سیاہ
ہر شرو کرتی ہے جو کار رگِ ابر سیاہ

دیکھی جو شب نے شدت وہان بھی مری بھالی
کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار فہمانا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہان سے لے
مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجاے

کسکی چشم شرنگین نے بے اجل مارا مجھے
سرمہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد
نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لڑھی ہمسے
سبزہ رنگون سے چھنا کرتی ہے گہری ہمسے

شب جو بھونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا
صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے
ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ ہوئے اوسپر خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی میر حق خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی
بات رونی کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

معرفت تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑکے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے
شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شبِ وصل
کدھر آئی گئی کدھر شبِ وصل

معرفت تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مبشر

غم یہ غم صدمہ یہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے
سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی بُرا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی
وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

پیچ و خم اوسکی زلف عنبر کا ہے سارا
ڈوبی تھا کبھی عطر مین بادِ سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈھہم گئے ہین
ہوا رحمی کوئی مرہم گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا سے فرمایش رہتے ہین

مرگیا آج خدا جانے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کھینچ آتے ہین کس کس شوق سے
میری مژگان پر گمان کرکے تمھارے تیر کا

نہ چلا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو
کیا طرح تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی
یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوئی

تمھاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سمجھے
اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے

دیکھیہ کر بخیہ یہ کیجے ناصح
بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بدایونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے خدا باغ مین شمشاد کی مہ پر
ہم صدقے ہین اے سرو رواں تجھ پہ اگر کا

اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار
دامن ترا اس آگ کے شعلہ سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجۂ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے
کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام جس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو
جب ترا غیر سے اشارا ہو

زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر
یا وہان اپنا ہی گزارا ہو

جھوم کر بادل ڈرانا ہے مجھے جون فیل مست
دل کا بچنا سا فیا اسوقت تیرے ہاتھ ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندۂ دہلی

خیال جنکے سیگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین
دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ نظر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو
اک جام جا کے ساقی جان شکن کے پاس

کج وہ دن ہے کہ ہم سہل ہین وہ خنجر بکف
دیکھتے ہین ہمہ ما اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن الخا عرب مولد لکھنؤ

اس درد سے آگاہ ہون بے حسرت بلبل
لیکر نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و قصۂ گنجینۂ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ	فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہر دین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا	میرے ہی کہنے سے صاحب عیش کے تار رہو
ناصح نہ سینگے لب نوشین کی قسم ہے	شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دام الفت ہو گیا	چشم فتان مین ترے جادو کا سرمہ دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کیسے مرکے آکے جنازہ اوٹھا سینگے	جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کروں دل وہ بھالی ہے	سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خردسالی ہے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

سرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندۂ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو	میمنت ہو نہ کبھی فال ہما سے پیدا

قطعہ

باد مین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین گئی	بلبلان باغ مین ایک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا داس جا کی تھا	جیشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان مین

ہاتھ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین	یا خدا لب پہ ہے یاد محبت خرسا دل مین

آرزو

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور | تیرے کوچے مین رہین ہر یہ تمنا دل مین

مقتول تخلص مسٹر اگسٹین ڈسلوا صاحب قوم یہ تکنیر باشندۂ اکبرآباد شاگرد مرزا عنایت علی صاحب

لگاون کسطرح پہلو سے تمکو اوسکے پیکان کا | کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے آج مہمان کا
گئے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر | بھٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح
عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے | نہ ثابت لحد ہے نہ تار کفن ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لالہ بار یہ دربان ترے کہین | مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

رخ سے ایک تازہ شگوفہ وکھلا جاتے ہین | غنچہ گل ہوتے ہین گل شرم سے کہلاتے ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد ثنار اللہ خان فاخر

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک سب | یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا
خوش خرامی کا جب خیال کیا | ایک عالم کو پایمال کیا
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس | آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو | ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جسکے والد جنی لال مراد آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی جاہ مین اب تو | کنوے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے | زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقبول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن اگلا صفاہان مع لدہلی

مین یہان خون روتا ہون ادھون اوسکے | جو باؤن مین اوسکے حنا باندھے ہین
کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے | سو طرح کے اوسمین بھی بیساختہ بن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشد آباد شاگرد ابو علی برق جاہل تخلص کلکتہ مین بھی آیا تھا اسی شخص کو ڈھاکہ اور مرشد آباد مین دیکھا تھا

اس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین | جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مقدور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ شمیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ نتھر نگر شاعر نامی چنیا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ چھٹے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر رنگ پا | بنکے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

مقسوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید و لے لب پہ مرے آہ نہین ہے | دیوانہ ہون کوئی میری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق تعالی اللہ | مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون منفق من | بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بھانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ | جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا شکل مین منیک | مجھسے فرقت مین نہ ہوای دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرکیلیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم | ملک ہستی سے تجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی پیلی کی اوڑھی اوسنے جہان ملال | سیکڑون گرنے لگین یہان پھلیان باغ سے

ملک تخلص بابو جگناتھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم کو دستخط یہ ہین

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک | زلف جانان کی صبا لے کے جو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بچھراؤن مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چبھیڑ ہے کہ ملول | دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین نشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا | جان کے دشمن تجھے کیا ہوگیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین | وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار | بھولے چوکے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک | وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا

ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے | کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا | مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا

صاف آئینہ سے ہوا روشن | منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے | قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا ولد میر قمر الدین منت تخلص طب بہ ملک الشعرا وطن اصلی سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان اکثر نظر سے گزرا

گمان نہ کر مجھ پہ کرون کیونکہ دل چرانے کا | جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

کسیکے ہونٹھ کے ہلتے ہی بس تمام ہوے | مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ | اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کیا فریفتہ کہہ کہہ کے حال دل اوسکو | اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی مار گئی اس دل رحمی کو رات
پر تو انداز یہ کس کا رخ پر نور رہا

کس قدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا

کس نے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
پنجۂ مردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا

بخدا بندہ کو بھی حظ آزادی ہے
نامہ اغیار کو گرانبکی رقم ہووے گا

آئی ہو جو وعدے ہین وفا کس طرح ہووے گا
نہ وہان خود یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا

بندہ ہون حسن صورت عشق مجاز کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا

شغل شب فراق یہی تھا کہ دہیان مین
یک یک شکن گناتری زلف دراز کا

تجھے کچھ یاد ہے پہلا وہ عالم عشق نہان کا
شکاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا

بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کچھ کم رگ سنبل سے نہین تار کفن کا

کہے ہے دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا

لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا

گلشن اقبال تک مردون کے کب پہونچی خزان
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا

شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا

ہر پری رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا

خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پر غرور
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا

ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا

دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کی خوب
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کی خوب

کس بے ادب کو عرض ہوس ہو سنگ مین سے
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب

یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا تسمت

مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لیجیے
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر

مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
ممنون کیا بیان کرون ماجراے دل

بے چین شب وعدہ رکھے ہے خلش دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل

یوسف کے گر آزار دہم ذبح جلا دہی کو تبا ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جیسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کہی
داغ شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر بیتاب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنے گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گو یہ نالے تو ہین سو تون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاکنشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر نیش دل

منت تخلص میر فخر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوید میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جا ینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب یوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑہانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا ✤ یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا ✤
گر پردہ فاش نالہ نے گر آہ نے کیا رسوا ے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دھوم بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھہ ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھہ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھ چاہ ہے وہ جو بات مُنہ سے نکالی ہی اوسیکا مجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے ہم ہین اور عشق ہے اور کوچۂ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو دیار سے اوٹھنے نہ دیا ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موے گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت کہتے ہوا دہی رات کو گھر سے نکل موے
رہے منتظر منتظر یار کے یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا اے شب ہجر مین تو سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے ہاتھہ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر
اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار سریزاد مجھے تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہو نہین اب تو برباد نہ کر او ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد مسیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندۂ لکھنو شاگرد آتش
صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نمجان زیفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

منجور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چیچیڑہ متصل ہوگلی الکا مولد چیچیڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع آرمیدہ رکھتے ہین کلام انیار اتم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہو کیا کسی کا
بس اندنون سر چڑہا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
ہین بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
بنجے گی منجور اونسے کیونکر وصال مین بھی ذرا سی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا

ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم اولجھا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا

قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا

لاگا کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجراتان کا

شرما کے منہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے ہائے
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا

کیا ہوا حضرت منجور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا

بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا

فسانہ اپنے رونے کا بتون مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا

آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا

کب راستی سے ہووے سبک وضع آشنا
سیدہا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا

بتونسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرحکا ہے نازک معاملہ دل کا

آٹھون حاصل ہین ہوا ے برشکالی مین مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب

جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب

چشم نرگس خط ہے سنبرہ قد شجر گل رو دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موی دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ

ہزار شوق رہائی نثار بالبندی
ہزار حسرت پرواز ہے فدا ہی قفس

لیا ہستی مین بوسہ تو کہا
ہوش مین آ کے یہ کیسا اختلاط

کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
مرگ پروانہ یہ سر دھنتی ہے بتیا بانہ شمع

نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
دیکھیے جلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف

حلق مجروح پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
اتنی اٹھکھیلیان اے خنجر مژگان کب تک

خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی شے
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل

ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم

تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم

زاہد ونمین زاہد اور میخوار ونمین ہون
غافلون مین غافل اور ہشیار ہشیار ونمین ہون

اگر یو نہین ریا جوش سر شک دیدۂ نم
حباب آسا ہے گا گنبد افلاک پانی مین

توبہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین

چڑھا خنجر بکف مجروح جب وہ ترک سینے پر
سراسر کھینچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین

رندون کی خوش گزرتی ہی بزم شراب مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و وفا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا سے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ

یہ صفائی رخ سے حیران ہی تو وہ زانو سی ہے
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ

ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی

پیش حق ہر کسی طور سے باطل کو فروغ
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے

کرم ہی ساقی رحمت کا مستونکی بن آئی ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یا درخ پرنور نے پھونکا مرے دل کو
کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے

کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین آہا
آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے

باندھو عبث نہ قتل پہ خنجر کے کمر
کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے

خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
پامال کیجے خاک مین اوسکو ملایئے

ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی

ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے
پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے

منتظر باران رحمت کے ہر اک بیخوار ہین
مانگ اے زاہد دعا بہر خدا برسات کی

فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لاکھ مشکل سے

ہمارے ساتھ جب اوس شعر و کی گرمیان دیکھین
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شب کو محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی

مجھ سے بڑھوائے وہ خط غیر کا اے وای نصیب
یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی

بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا
آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے

فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص سید محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن اصلی ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق رہے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

نہ دیکھے دیر سے مطلب نہ ابطال حریم کیجے
بتنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندۂ دادری متعلقہ نارنول بتبیتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا کے واسطے ٹک کر حیا کو باسبان اپنا

منشی تخلص مولچند کاچھہ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۸ء اٹھارہ سو تیس عیسوی مین انتقال کیا
انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا — پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا
کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اس ہوس مین مین — تمہارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے — یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے
زخم ہنسا ہے تیرے بسمل کا — کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب رائے مقیم مرشد آباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے — غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا نجبتہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

نرگس باوزلف سیہ فام اے دل — یہ لا دینکی سر پر بلا یاد رکھنا
ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے — یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان
معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے — دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا
خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے
کھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف — ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف
طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑائے خط کے بزرے کھولکر دیکھا جو نامہ — ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سام آیا
خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کا فرنے — کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہو کر

سکہ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے | در ہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہر بن موسانپ کی بانبی ہے با زلف مین | ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف | جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا | الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندہ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے | کب آے بوے غنچہ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندہ پھانی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے | بنا مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نرائن داس ضمیر باشندہ دہلی

ہوا جسدم خزان وہ پیری پیکر گلستان مین | ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو جوبن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بشیر فارسی گتے تھے

کہین آیا ہے دلا آج قدِ یار نظر | کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوائف پر عاشق تھے بشیر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتی تھی

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو | جا لگا موتی تمھارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ جب سے مری دلمین گڑی ہے | ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترجھنا پلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بکل | کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین بیتاب
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین | ہزاروں لگ گئے لہرانے موج آب مین بیتاب

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا | عیش جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ میر علی

یون تو خط اوسکو مین اے یک صبا لکھونگا | لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا کہ گرے ہے قطرہ | ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچھ وصف خط کر نہ سکے گا رقم | کیسا ہی گو آپ کو آپ ترا ہے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین | کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی مین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے پہ یہان ہمسے طلبگارون کا | اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسار دیکھا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہر دم | مغموم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد
اِس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پہلے ہم | جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے غنچہ دہن یار سے کیا چاہتے ہو | چاہ مین دیدہ و دانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے | زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندہ لکھنؤ صاحب دو دیوان و رسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی

ہم حسینونکی بہوؤن پر رکھتے ہین پائے نگاہ | روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پار سے
سادون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے | باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہنا نہین کرتے | تم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لیے دیتے ہین چھینٹے | خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بہت اوسکی نزاکت کو نہایت | کب بوجھ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان | چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

سراج

موج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ بزرگ داور یگاہ ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا — ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا
ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو — چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا
خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج — یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا
سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک — احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا
بھیجون خبر ہین بار کو ٹیلیگراف مین — معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا
جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوا ہی گمان — سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع
لب بلبلون نے سے رندونکے ہی کیون جن بجیز — دختر زز ہے یہ واعظ کی تو ہشیر نہین
اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ — ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی
کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر — تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جاکر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے — اے مری جان کوئی تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین — تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تیرے گال
نہ کسطرح سے کہون آسمان سن تجھے — چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے سارے گال
وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج — بنگیا بحر جبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا — نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا
نوجوانی مین بھی جھک کر چلتے ہین پیرونکی طرح — ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا
بام گردون پھاندجا فکر عالی تو شہی — ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمہارے بام کا

پرتو جو روے یار کا پڑ جاے آب مین — پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین
سبی وہ ملتے ہین بوسہ ہے بے محل لگا — سیاہ کار ہوے لب گنہگار زبان
پہنچے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بھی — ہوتے اگر چڑھ جینگے وہ پیاری کلائیان
گل گیا ہون کیا فراق یار مین مین یا تون — تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان یا دامن مین
کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے — سخت باتون سے یقین ہوتا ہی تیرا لب ہے
قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے — ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر پت ملازم بہادر الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا قبلہ ایکسوے میتون اگر — ٹھہرینگے سامنے مرے کب کو مکین سبھی

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا — لیک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا
پائے ضم ہے اور ہمارا سر نیاز — لکھا ہے جو مٹے گا وہ لوح جبین کب
بے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین — ڈھونڈ رہتے پیری مین ہین کیا کیا سہارے ہاتھ پاؤن
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار — نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین
مجھ تیرہ روزگار سے اے ترف مت انجبہ — دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ مساسیانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو اونتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہرگز نہ ہونا ہر گز — دل جلوکا بھی کہا کیجیے گا
چپ رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر — تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر
اپنے کوچہ کو خار بست کیا — یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم
نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو ہم

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری آنکھوں سے
عشق اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے

وابستۂ محبت تھے پیمان کی درستی پر
دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نرائن عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی خزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سے پانی پانی
مت مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان ومرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت موہوم یار کی
یارب کوئی نہووے اسیر بلائے زلف

خموش ہوکے بھی گویا کہ ہم نہین خاموش
یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص جیتر سنگھ کائتھ دہلوی نبیرۂ مادھو رام صاحب انشای مادھو رام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے اے مطلع حسن
جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان سنفور دہلوی ایک یاد غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح پسند نہ آئی ۱۲۱۵ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم وطب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مغز مضمون وشیرین وعاشقانہ و تمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین نہین گزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہان ہے
نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا

اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نہ جاؤ گا کبھی جنت مین مین نہ جاؤ گا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

اوسے بدعہد کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سنتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا

بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا
دل بھی شاید اوسی بد عہد کا پیمان ہوگا

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا

مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نرع مین احباب
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا

دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ہمارا جان کے جانے مین بھی زیان نہ ہوا

ذکر یزدان سے پہلے سے نفرت نہین ہے ہی
کہ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو گیا

کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا

مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا

عرض ایمان سے ضد اوس غارتگر دین کو بری ہی
مجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہر لگا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا

موت کے صدقے کہ وہ پردہ آ کاش کی
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا

واعظ بتون کو خلد مین لیجا ئینگے کہین
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جو انہین
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

زخم نو بھی مرہم زخم کہن سے چارہ گر
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو گیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا — کیا اب بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
اللہ رے ناتوانی جب شدت قلق مین — بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی — کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہوگیا
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا — دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا
میرا گلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ — کیا سوجھکر رقیب خوش آیا خفا گیا
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے — کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق — کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
بیوفا کہنے کی شکایت ہے ✣ — تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
روز کا بیگار آخر جان پر بنا دیگا — اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن — ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا — مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
گئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب — اپنے نالہ نے جگایا یہ اثر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا — مومن ہلاک خنجر نار بتان ہے اب
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب — وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
مومن مین اپنے نالون کی صدقے کہ کہتے ہین — اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کمین تاثیر کی — آج کیون آئے ہوئے ہر کام پر کہتے ہین آج
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا — ہوگئی خاک خاکساری آج
خو رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی — اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑہتے ہین عمل — اور پڑہتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ — ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین — کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا — آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
وصل مین احتمال شادی مرگ — چارہ گر دے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ طالع — صبر آخر کرے وفا کب تک
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل تنک — نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
نکالی آہ نے غیرون کے گھر آگ — ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ — مومن آخر تھے کبھی شیخ بھی اسلام ہم
وصل شبان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال — مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم — پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا — انصاف کیجیے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اوس کو مین جام دیکے مدارا ہی ہوم شوق — آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
گر ہے دل غیر نقش تسخیر — تو تیرے لیے جلا ئینگے ہم
گمان کہنی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے — وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکی تیر اکھم
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس — موت نے بھی دیا جواب ہمین
آب و ہوائے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو — ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
کیا کہنی تب کہ دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور بلا — حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتے ہین
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جون بیمار — بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
دعوی حسن جہانسوز اس قدر — پھر کہو گے تم مین پھر جا ئی نہین
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار — یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو نسی کیا ہین
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح — گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا — جا دو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب — شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین — ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
خسرو و عیش وصل بار جانکنی اور کوہکن — اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے اعتبار مین
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین — اتنا رہا ہون دور کہ مجھ ان کا غم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین — ہم جانتے تھے وصل مین رنج دالم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
آخر گنہ تو اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
بیکسی نے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین

گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
جائینگے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین

آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

وہ ہے بغل مین تو بھی تو یہان نیند اوڑگئی
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین

ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین

گشتہ غیرت تری پانی چوانے سے ہی غیر
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین

دکھاتے آئینہ ہو مجھ مین جان نہین
کہوگے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین

ہین غیر مرے ملنے سے خوش
گویا کہ مین الکما مدعا ہون

اس نام کے صدقے جسکی دولت
مومن رہون اور متون کو چاہون

جز تین ہین مرے دشمن تو اور بھی
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نچا ہے تو باتین ہزار ہین

لگتا ہے کاش آئے کوئی دم شب فراق
ناصح ہے کوئے آوگر افسانہ خوان نہین

چرخ ذرہین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب ہین

دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
وہ ہی خط اوسنے بھیجا یا کیون جواب مین

خار بستر شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین

دے دیا بوسہ طلب اول پر
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین

سرنامہ مین نام مرا لکھتے کیون ہو
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو

یاد دلوادی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مرگئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو

مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو

ہون خانماں خراب ستم سے زیادہ تر
ایسا نہو کہ اب بھی تری دل مین گھر نہ ہو

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم
گلہ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہو ن
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کلمہ لو

دن رات فکر جور مین یون رنج اوٹھانا کب تلک
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو

مومن تم اور عشق بتان اے پیرو مرشد خیر ہے
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب برا ہی دیا دلے
مجھسے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بد گمان نہ ہو

شب غم کا بیان کیا کیجیے
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہتے ہین
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
وہ میرے منانے کو رقیبو نسے خفا ہے

مومن نہ سہی یوسہ پا سجدہ کرینگے
وہ بت جو ہے اور دلکا تو اپنا بھی خدا ہے

سمجھ کے اور ہے کچھ مزا مین اے ناصح
کہا جو تو نے نہین جان جا کے آنے کی

باندھو اب چارہ گرو چلکے کہ وہ بھی شاید
وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے

کر علاج جوش وحشت چارہ گر
لادے اک جنگل مجھے بازار سے

گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

پونچھے آنسو وارثون کے کیا کرون اب بابا کے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاے ہے

خاک مین ملجاے یارب بیکسی کی آبرو
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جاے ہے

اب تو جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جاے ہے

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور نچا چنگے تصویر جو حیران ہو نگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہوئے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے ہے بیخبری اتنی

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے برای ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

نکر لے تھے نصیحت اوسکے بیٹھے پر یہ کی
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہی علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزر وہ گر نہ ہو جائے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

عدو کے وہم سے نکلتا ہون بزم غیر مین ہر سو
نہین ہے اور کچھ یون آپ ہو جاہین گمان کیجے

تسلی دم واپسین ہو چکی
ہین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنا دی قاصد
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مر گئے پر بھی بے خبر صیاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین ہلا وہ ہین
ہرزہ بازی مے رہنمائی کی

مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دون
سیر تجانہ ہین خدائی کی

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے تر دیک جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
فردہ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تھا | بات بگڑی میری ہے تقریر سے
اونکو جلدی جانکی مجھکو عذاب جانکنی | دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے
ہاے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے | اسکا دم ہی کم نہ تھا ہرگز دم تشہیر سے
مین ہی کچھ خوش نہین وفا کرکے | تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی
گریۂ و آہ بے اثر دونون | کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی اے چرخ | کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
دل کھول کے مل لیجیے مومن سے | اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے
بقدر جوش ہر پنے کو تھا ولیکن قتل | وہ بیقرار ہوے آگیا قرار مجھے
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی | تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون | حقیقت کھل گئی روز جدا کی
مجھے اے دل تری جلدی نے مارا | نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو بولا | کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین | کہ سخت چاہیے دل اپنے راز داں کے لیے
نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے | جفا بہر عدو لاؤن کہان سے
وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب | تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے
خدا کی بے نیازی ہاے مومن | ہم ایمان لائے تھے نازبتان سے

مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زمان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس | اُخل انداز ہے اب نالہ شبگیر مین اسکو

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندۂ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آبادمین ملاقات ہوئی تھی

تارون کے ٹوٹنے کی جو میرا اوسکو بہکا | افشان لگا لگاکے چھڑائی تمام رات
رخ کے جبین کے ہونٹھونکے بوسے دیے ہین | اوسنے رکھوا حسن لٹائی تمام رات

مونس

مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا | موت ایسی ہوگئی کہ نہ آئی تمام رات
حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہین پیچ یا نصیب | کاہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈھونڈ لاؤ دل | یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہاے دل
شکوۂ جور و جفاے آسمان کرتا نہین | مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا نہین
کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہر و ہمرہان | کوئی تھکا ہوا تو یہ کارواں نہین

مہاراج تخلص راجہ سلاس راے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

ٹکڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے | رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مجبور تخلص مجبور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو | چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مجبور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ | دلربا کے کاکل پیچ مین دل رہگیا

مجبور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پاے نگارین بار کی | مثل عقیق ہوگئی لوح مزار سرخ
کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے | ہے برق جلوہ گر مری مشت غبار سے

مجبور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا متھورا منسو امولد ومسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور نورتن اور چار چین علم حکمت مین انسے یادگار ہین سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین بیت اللہ کو گئے وہان سے مدینہ مین جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

مین پر غم اسلیئے بلبل صفت دنرات نالان ہون | کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہے
مجبور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل | یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل

مجبور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحیم خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو | کہا ہوگیا ہے کچھ آزار دیکھو

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پھڑکا کے دل صدا مین رقیبون کو لے گئے
وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اڑاتے ہین

کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھ کو
آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو

بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت
صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا
ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا

جب شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جاے گا
بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا

پنجہ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بہید
پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب
استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب

جون گل خزان سے غنچہ دل خشک ہو گیا
کسکو ہواے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین
تیر تو ابروے خمدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آرا ے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے
کرتے ہین خونریز و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے

کچھ یہی ترس آیا تجھے اے عشق ہی یہ کیا غضب
گھر بسے لاکھون ہوے برباد تیرے ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

مین جان بلب ہون رکو دمی نکلتہ ہین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹھ

جو ہم مرے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب
اوپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہو لے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی
نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے گمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر انگن
ہو نچتا ہے اک قدم مین پاس میرے پر گنا

سرمہ گین چشم کو بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی

یہ تو اپنی خواب مین بھی برنہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مطبع مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد میم دلہوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعرا کبھی کبھی ہوتی ہین صاحب دیوان ہین انکا ہدیہ جہاں نظر ہوا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے
بھلا بے مروت بھلا بے مروت

معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری
پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح

مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی
جگر بنی ہوئی ہر زلف شکن در شکن مین روح

محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری
یون مدعی نکالا کرین مدعا ی دل

اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین
کیسی افتاد مین پڑا ہون مین

نہ گیا اے فلک غبار ترا
خاک مین گو کہ ملگیا ہون مین

جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دلسے جنت ہون
قیامت سر بھٹول ہوگی مالک اور رضوان مین

ترحم مین ستم ہین التجا میری رہی تم سے
چھوا ہوگر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین

مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے
تیز فقرے قاتلون پر کب مین ڈھالا تا ہین

بھاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ
ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاک ہاتھ

سینۂ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے
قدر روئے آئینہ تو قیر پشت آئینہ

آب آئے نہ اجل آتی ہے
آرزو دل مین رہی جاتی ہے

قتل کرنے کو وہ آئین کیو نکر
مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے

ستم جا ہو کر و ہمپر نواز و یا ترحم سے
قصور اب تو تمہو اہم سے محبت ہوگئی تمسے

شراب بر کنہ لاساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہین
نہین کم قلقل مینا ہین عیسے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کاظمین مدفن نجف اشرف اسھوں نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے — رکھتا ہے ایک کہانی جھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک — جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہوا وسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب — نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب لگا طلب
جتنے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین — رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین — جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب بار اے دل — دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق — ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین — زہر خندہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جا نونہین بھی تاثیر ہے — دیکھنا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا تجھکو یا خدا نہ سمجھے — سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا — افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان — شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندہ لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ — نشہ عشق نہووے جسے پھوٹے وہ آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مری دل کی — خورشید قیامت ہے فشانی مری دل کی
افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور — دشمن ہے یہ شہاے جوانی مری دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبر آباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالہ پنجۂ مہر ہین

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب — پڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین — مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرنا غضب اب تک تو ہمارا دل بیتاب | رد کے ہوئے ڈانٹی ہوئی دھکائی ہوئی ہین
کیا بات تری اے لب جاں بخش ہے کیا بات | عیسےٰ بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش | آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علی خان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا انتالیس ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوا ے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستا و مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض ہی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا | پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو و لے | خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے | اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا | جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان | لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
سجہ گردان ہے میر ہم تو رہے | دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف آمیر | پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھ سے | شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گنا ہونکا
جتنے تو مراد سنے مجھے داغ ہی رکھا | پھر گور پر چراغ جلاتا تو کیا ہوا
آتش گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکی سبب | صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی محبسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے وعدہ نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو مجھسے سیکھے طریق غزالون کا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون الوکنا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا
جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

سیر کے ہوش کے ہین ہم عاشق
فصل گل جب تلک تہی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا ڈھکی رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پہ رکھہ ہاتھہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

ولی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین
تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین
زخمی جو اوسکے ہاتھہ کا نکلا سو رچور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
دل میر کو ہمارا تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین
مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے
ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان گے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین
پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے
دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

بخت سیہ نے دیر مین کل باوری سی کی
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب

نے چارہ اوسے ہے نہ مجھکو ہی وہ دماغ
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہی اب

کاشش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب

کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات

میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت

کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کہو کی بات

آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
عاقبت اوسنے ہمین زہر دیا پان کے بیچ

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد

کس پر تھے بید باغ کہ ابرو بہت ہے خم
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ

دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ

اس طور سے تمھارے تو مرتے نہین ہیم
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور

مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور

مرتے ہین سب پہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
ماتم مین تیرے کوئی تڑپا پکار کر

کرتا ہے کون منع کہ سچ اپنی تو نہ دیکھ
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر

ہر گام سد رہ تھی تنجا نہ کی محبت
کعبہ نلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر

مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کہتوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر

کر رحم تک کب تک ستم مجھپر جفا کار اس قدر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان و آزار اس قدر

اپنی مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
پھر مر ہی کر اوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اڑ کر

رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
یہان کی کبھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر

شکوۂ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر

ضعف یہانتک کھنچا کہ صور تنگر
رہگئے ہاتھ مین قلم لے کر

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھان کر

آزار دیکھے کیا کیا اون بلکون سے اٹک کے
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر

منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنگا رہنو ز

کیا کہیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش

لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش

پان لیتا تو جا فقیرون کے
برگ سبز است تحفۂ درویش

سب سے آئینہ نظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط

غلط غلط کہ رہون تم سے مین ذرا غافل
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ

کیسکے کہنے سے مت بدگمان میر سے ہو
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق

ہم گرے اوسکے در ہی پر مر کر
اور کوئی کرے وفا کیا خاک

اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل

جانین ہین فرش رہ تری مت ہالہ ال چلا
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل

رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل

میر لین شاید اوسکی زلف سے کام
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم

ہے تہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

جب میسّر ہو بوسہ اوس لب کا
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم

ترشرو بہت ہے وہ زر گرپسر
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سے ہم

نہ مل میر اب کی امیرون سے تو
ہوے ہین فقیر انکی دولت سے ہم

مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے تو اسقدر جفا ہم پر — عاقبت بندۂ خدا ہین ہم
کوئی خوبان نہین ہمارا میر — گویا جنس نا روا ہین ہم
کرتے ہین گفتگو صحرا و ٹھکر صبا سے ہم — لڑنے لگے ہین تجھبر مین تیرے ہوا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میرا — عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
ہستی سے در ہمی ہے مری گفتگو کے بیچ — جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین — یارب یہ آسمان بھی ملجا ہی خاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین — حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
پیری سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میں — وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان — دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے — ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے — تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے — اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
اوسکے گوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر — شیخ یہان ایسے تئین ہنگامے ہوا کرتے ہین
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر — دل ہین پتھر کے انھون کے جو فا کرتے ہین
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق — رونے کے تئین آندہی ہون کرنے کو بلا ہو
نامہ کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل — کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی ہی جی نجات کے غم مین — ایسی جنت گئی جہنم مین
آگے تو لعل نوخط خوبان کے دم نہ مار — گو اے مسیح اگلی وہ ہا ئمین نہین رہین
خال وخط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین — کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کیا کیا — در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
بوے گل اور رنگ گل اللہ ہو اللہ ای نسیم — لیک بقدر اک نگاہ دیکھے تو وا نہین
شکوہ کروں ہون بخت کا اتنے غضب ستم بتان — مجملہ خط. انحو استہ تم سے تو کچھ گلا نہین
نالہ کیا نہ کر سنا فوجہ یہ میرے عندلیب — ہا تمین بات عیب ہم مین نے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان — لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان
تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے — ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
تقاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین — سبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان
عام ہے یار کی تجلی میر — خاص موسی وہ کوہ طور نہین
تری آنکھون کو آون دیکھنے مین تو عجب مت کر — کہ سنت ہے عبادت اور انھین بیمار کرتی ہین
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے — پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین — یون نکرنا تھا پامال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین — وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ — نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
ایک سب آگ ایک سب پانی — دیدۂ و دل عذاب ہین دونون
ہو گا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر — کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
مت تربت میر کو مٹاؤ — رہنے دو غریب کا نشان تو
اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے — ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے — تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی — خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک — اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو
ظالم ہو میری جان پہ نا آشنا نہ ہو — بیرحمی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو — اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو
ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو — کسقدر مغرور ہے اللہ تو
خطرے بہت ہین میر رہ صعب عشق مین — ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا — کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
چمکے دانتون سے اوسکی ہوی ہی روشنی میر — عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو
یہان جرم گنتے اونگلیون کے خط بھی مٹ گئے — وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جو وقت تو ہے طرفہ بلا تو
کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہو کیا تو

نامرادانہ زیست کرتا تھا
میر کی وضع یاد ہے ہم کو

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو

گفت و شنید اکثر میر سے تری رہی ہے
ظالم معاف کریو میر اکہا سنا تو

ہائے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
درد کو اپنے جونا چار چھپا رہ کہتا ہو

صبح سے اور بھی بایا ہین اوسی شام کو تند
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت پوچھو

یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ

میر کو کیون نہ مغتنم جانے
اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ

کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
پائے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ

ہو جاوے پاس جسمین سو عاشق ہے وہ نہ
ہر زخم کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے

دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے

لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی

پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی

اودھر توبہ کرے ہی میر ادھر لگتا ہے مے پینے
کہان تک اب تو اپنا اوڈھگیا ہی اعتقاد اوس

جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
پھر میر جمعہ کی شب دود دہر کہان ہے

جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
ہمین جی سے مارا تری آرزو نے

دل کو تسکین نہین اشک دادم سے بھی
اوس زمانے مین گئی ہے برکت غم سرسبی

رحم بھی دیتا تھا تھوڑا اس خوبی کے ساتھ
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داد محشر سی ہے

آج پھر تھا بے حمیت میر واں
کل لڑائی سے لڑائی ہو چلی

گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے

دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی

ہین جو بولا کہا کہ یہ آواز
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھون مین ساری مستی شراب کی سی ہے
اب جو اک حسرت جوانی ہے عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
وہ کالا چہرے خال رخ یار کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرالی
او سکے ایفاے عہد تک نہ جئے عمر نے ہم سے بیوفائی کی
زور و زر کچھ نہ تھا تو باری میر کس بھروسے پہ آشنائی کی
ہین آمد میر کل بھا گئے طرح اون ہین مجنون کی سب آگئی
شرمندہ ہو وین طالع خورشید و ماہ دونون خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
سمجھے ہے نہ پیر دانہ نہ تھامی ہے زبان سو وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یار اس کتے کے کرکے دلیری صید حرم کو ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے امید عیادت پر بیمار رہا کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے ہمارے چہرے کے اوپر ہی رنگ ستا گے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
لیتے کروٹ ہل گئے جو کان کے موتی تیرے شرم سے سرد گریبان صبح کی تاری ہوئے
تمنائے دل کے لیے جان دے سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بہت سعی کر لیے تو مر رہیے میر بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جاتی رہی اشک تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجے
یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ اک ہونٹ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جاے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو صبر مرحوم تھا عجب کوئی
وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوی قبول شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
اودا سیان ہین مری خانقہ مین قابل سیر صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا بھی ہے

رکھو آرزوئے خام کی کرو گفتگو خط جام کی — کہ سیاہ کار و بے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے
لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر — ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے
جی مین ہماری بھی تھا پیوین شراب — پیر مغان تو نے کرامات کی
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی — ہے حق بطرف اوسکے جسکے تو مزا جانے
عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی — چپ رہیے تو چشمک ہی کچھ کہیے تو گالی ہے
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہی میر اکثر — کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
حال بد گفتنی نہین میر ا — تم نے پوچھا تو مہربانی کی
پھر نہ شیطان سجود آدم سے — شاید اوس پردے مین خدا ہووے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف — عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر — ہو نہ تعزیر کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا — اور بھی وقت تھے بہانے کے
بلیبون نے تجویز کی مرگ عاشق — مناسب مرض کے دوا کیا لکھا لی
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہی تو کہین — القصہ خوش گزرتی ہی اوس پر گمان سے
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر موی تنکے — ہوا جو یہانکی یہ ہے تو یار و غبار ہوکر اوڑا کرو
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم رہیگا — تمھین قیامت ہے سنانے ہی کی کسو پر آخر جفا ہوئی
سرہانے میر کے آہستہ بولو — ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن نقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک ہی — ہاتھ بلے بطرح محرم اسرار نے

مینوش تخلص منشی شبو سہاے خلف منشی دیبی پرشاد غریزیا شندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڑھ

ہر گل گلشن کو مجھے عارض رنگین ترا — نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندہی ہوگئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سو اکسٹھ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پرِ یخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی — ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھون سے — مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہی ہے زندان مین ہوا بدر رہائی — زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو — یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے — ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کیجے تو کہتا ہی نہین — تجھ مین اور مجھ مین بجا نون پڑ گئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تہا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادہر کی تو دل کے پار ہوئے — خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سیکنی کا جو ہوا اوس بت نوخط کو خیال — خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا — اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا — دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے | کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مرے نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندہ سیمنگ
ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین
شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم
کے دیوان اول کی تقریظ انہین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون اپنے کو دل غمناک مین | ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
مے کی بدلے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر | محتسب بنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو علی بے چین ہم | چین پکواتے ہو اماں قبا کے چاک مین
تمہارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا | لٹک کے جھوم رہے ہے ازار بند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست عشرت دار اپنا | کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے | پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا | نہین نہین یہ تمہاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو | تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر | کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی | سانس چلتی ہے سینہ چل چل کے
چڑھگیا ہے جنون جو زور ون پر | پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈیپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان
بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرۂ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن نے ہمکو چھکائے بہت کنوے | جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست | آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسوؤنکے عشق سے ذرا | دونگا حساب حشر مین بال بال کا
دہان نزاکت سے ہے پری تک گران بالا | کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالا
کیا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا | نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

سرخ ڈورے مین گندھا موتی نظر آنے لگا | اوسنے انگشت حنائی کو جو دانت مین
دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے | ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے
ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم | کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے
کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر | موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے
نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما | یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک اک سال سے | نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کی

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے | شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

نارش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیر آبادی شاگرد مظفر علی اسیر غزنیدون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانۂ دراز ہے قصہ طویل ہے | نارش کہان تلک مین کہون ماجرا دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف ساحوان کا | بوا ہم عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا
مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ہے | موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا
کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے | اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا
سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا | عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا
کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر ہو اکڑتا | نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا
ایسا کسی محبہ نے لبھایا تھا کہ شب بھر | لیٹا تو رہا پاس پہ کروٹ ہی نہین تھا
میری نماز کھوئی اس مردوے نے آکر | اوٹھی تھی اسے دوا مین کنجت ابھی نہاکر
اے زناخی مردوا ہے بدگمان | تو نہ کر باتین ہمارے کان مین
رات بھر ہی وہی بات اور وہی چوما چاٹی | اے دوا ایسے ندیدے سے پڑا کام مجھے

فوارہ کی طرح سے در ابھی نہ تھم سکے | تم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے
دس گھر تو جیٹ چکے ہین کہانتک کروں جتم | کس جا بٹھائے دیجئے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے متدعی کرنیکی لیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام | میراث پدر مینے مگر پائی تمام
اس دعوی باطل سے ستمگار دون کو | حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام | پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے | میراث نہ پاسکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دون محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت ہی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا | طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین | تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا | رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا
رشک مہتاب پر ہے کیا اوسکو | رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون | بدلا ہے شیرہ سے مزاج آفتاب کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مرنہین جاتا | اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا | کر سکیدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہو گیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہو گیا

سوال وصل مین لڑنا پر یہ تیرے ابرو کا
اشارہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو کا

اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہی ہوے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالون گا کر ابکی تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر جھوٹا دیا

دینگے تیرے بازوے ناز کو پھر تکلیف تیغ
لائیو اپنے شہیدون کی نہ مدفن زیر پا

مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کرا ہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

خون خون جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
نہین مرنا مین فرقت مین برا ہو سخت جانی کا

اگر ہو بھاپ پر سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر
سنا جو ہو آفتاب محشر گھر ہی دل آتشین کا

دیکھنا اس گل کی بد ذاتی نہ پہونچے تا جواب
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے آئے عندلیب

دیکھی چھڑی جو نازسے اوسنے تہ فن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب فن کی شاخ

بس بھی تدبیر اب اونکے بھگا دینے کی ہے
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز غیار پر

دیر و یران ہین ترے عہد مین کعبہ ہو خراب
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچہ مین

ہون وہ سیکش کہ نہ ستی مین کہون راکبھی
لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانہ مین

جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کر دقتل
عزیز واسکے سوا اور انتقام نہین

ہاے یہ کہنا تہ رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
ابتو اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہین

کبھی ملجاے خدا اسکی مجھے یاس نہین
اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین

نکالا کاروان خط نے بھی آکر نہ اے ناسخ
مراد دل کیا بڑی ساعت گرا چاہ زنخدان مین

تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ایکجا ہین عاشق و معشوق کیونکر ڈاب مین

دانے ہین انگیا کی چڑیا کو نبت کی چینان
بلبتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آب مین

یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون

ہے جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان ہین نہین

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
تیرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

دم اخیر تو کر لو ن نظارہ جی بھر کر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

جو ہو تمنا وصل قسمت مین پھر تا بون خدا سے
کہ طالع سب کے ہین معلوم اوس طفل برہمن کو

سیاہی بن گئی تشنگر ف کیا تاثیر ہے قاتل
لکھا مین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمون کو

کرتے تھے فاش نشہ مین بدمست سیر غیب
اسوا سطے حرام کیا ہے شراب کو

کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
میری دشمن بھی نہان رکھتے ہین سیر راز کو

شمشاد سرو مین یہ خوش آوازیان کہان
طوبی کہون مین قامت موزون یار کو

معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

تر اقچی دکھانا اے معلم طفل بد خو کو
ہمارے تو سن عمر روان کو مارنا ہے

جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانہ دل
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے

تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

تکلم ہے فقط اوس صنم کا
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے

آتے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن بھاگ دوڑ سے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب تیجور سے

ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے

رکھو کسیطرح تو سر و کار مہربان
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے

فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
کہین زاہد نہ کردی متہم پرہیزگاری سے

ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے

جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے

رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے

ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے

راز کا چاہیے عاشق کو چھپانا ایسا
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہو دے

مارتے ہین صدا فاقہ مست کو ہوتا ہے جب
یعنی اوسکے ہوش مین آنے کی یہ تقریر ہے

عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سنجر
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو تکبیرین کے حضور
مکر بھی اے صنم مجھے اخفاے راز ہے

دو چار حزین ہو نچین اگر اور یہی ہم سے
ہستی کیطرف نہ نکرے کوئی عدم سے

ڈرتا اثر کا اوسکو سو وہ بھی نکل گیا
نادم ہوا ہون نہ سے مین نالہ نکال کے

اوس پری نے دی نشانی مجھکو جو انگشتری
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی

تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے

مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو نعوت ہے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے

ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
سو جھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے اگر ناک ہو

وصل کو لکھا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

پانی بھر آتا ہے قاتل یان دہان زخم مین
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تلوار کی

وصل کی شب چاندنی دیوار سے جانے نہ پائے
منتین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی

فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا
کہ لیلی جھانکتی ہے منہ کھلائے اپنے محمل سے

دونون کان کرچکا ہون مین اے ناسخ امتحان
سیدہ مین مہر ہے نہ وفا برہمن مین ہے

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا

سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طبع
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا

وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا

ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
اوسکو ورد لنترانی ہو گیا

کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
کھل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا

انڈا کھٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
بلبل کو جسم بیضۂ فولاد ہو گیا

کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
جاگنا ہی اندنون خواب پریشان ہو گیا

رات ہی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے
آسکی تیری گلی مین کب ہے یار اشام کا

ہجر گیسو کا بہت ہے اور تھوڑا سا نصیب کا
تیری کٹھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ورنا یاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہیں سکتا

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب

ناسخ یہی تجھہ سے پوچھتا ہے
کیسا ہے مزاج یار قاصد

حسن کو چاہیئے انداز و ادا ناز و نمک
لطف کیا گر ہوئی گورون کیطرح کمال سفید

باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند

کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پر زیادونکی
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار بلند

ہوئی پنہان آمد و رفت نفس بند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

کان مین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
کیا شب فرقت مین مجھکو رشک سے خواب گران

کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار

کیا ہلین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑ کر
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پروا زر

مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز

گو تھی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز

کب شب ہجر تھی درازی مین
گو تھی مین ہے جسقدر شب وصل

کچھہ تری بات کو ثبات نہین
ایک ہان ہے تو یا نہ سات نہین

ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت جو ہین

اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین

دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
ہاے ناسخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین

جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
برسون سے دوپہر نہین ڈھلتی ہے ہجر مین

مر چلا ہون امید واری مین
ایسے ہان سے وہ کر گئے کاش نہین

آنکھہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا
کونسی جا ہے وہ ہرجائی جہان ملتا نہین

تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

وہ لون اوس غار نگر دیر و حرم کے یا ہین — یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین
نہ کر پرواز ابھی اے طائر جان ایکدم رکھا — وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کر ہین
آگے ترے انکھون کے چھکا سا ہے پر ہر — ہر چند کہ ہوتی ہے پچکارے کی ٹیڑی آنکھ
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی — کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانا کیجیے
اسقدر کہا یا تری فرقت مین غم — دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
آگئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین — بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول — صبح ہوتے ہوتے اپنی ہور ہے
اسقدر بے یار ہون نرم غنا مین بیقرار — ہے مشابہ حال سیر اصوفیون کو حال سے
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادہ تلخ — زاہدا تبھی سمجھہ تارک لذات مجھے
جنون لیسند مجھے چھاؤن ہی ہو لون کی — عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی
امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے — وہان رفیو نہین تیار یان ہین جھولون کی
تو وہ شیرین ہے کہ تجھپر ہوئی شیرین فرہاد — تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
گزر اوس پری کا ہے اکثر چمن مین — درختون کو سایا ہوا چاہتا ہے
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول — کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے
غم و یاس رنج و درد و داغ و یاس — ہو مسکین مجھسے عوض کیا ترے احسانونکے
تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے — خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
ہون گاہ ادھر گاہ اودھر آٹھ پہر مین — سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بھر — مثل گیسو بے سبب برہم رہے
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو — یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر — دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہمدرد دشت — کسطرح ہو شاد مانی خاطر ناشاد کی
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے — جان شیرین بھی گئی رہی فرہاد کی
جسکو ناکاچ گیا چوکی جسے مارا اوسے — تمکو تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکی سر — تیغ سے ہے جال اوس محبوب کے پڑیا نکی
یہ نزاہٹ یہ نزکت ہو کہان سونی مین اے ناسخ — تن محبوب مین خالت ہی دست افشار سونیکی
پوچھا جو روکے یار نے ناسخ کی حال کو — ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے
دیکھا جسے ہو گیا وہ عاشق — تیری آنکھون مین موہنی ہے
دنیا ہے کہان سایۂ برسے وقت مین کوئی — پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے
ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی — دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست — بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلمین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی — دلمین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا
قسمت مین غم ازل سے ہے رونے سے فائدہ — تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائے گا
کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم — دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر لے اس مزے سے اوٹھائی جفا کہ اب — اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اسسے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر — ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف
کہتے ہین قامت جانان کی زبانی یہ ہم — چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین
تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی — نوک کی ابرؤن سے لیتی ہین خود سر پلکین
غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے — آئینہ دیجئے دم دشنام ہاتھ مین
زینت عارض سادہ ہین ترے بال ابرو — جا رچاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو
اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ — نہ دیکھا دیکھہ کے اوسکو اگر تمھارا منہ
اے بت ترے خیال کا احسان مند ہون — پتلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھہ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نبیرہ ۱۲۵۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی برسر پیچش کمند زلف | پیچھے پڑی ہے کیلئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار | کیا مناسب ہین سر دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار | گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن

دل محو یا بوسی آہوے چشم ہے | کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے | ہنسنے ڈالے پانون مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے الگ الگ شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوسلٹے تو خورشید قیامت ہو عیان | ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو دے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو | عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کا فرید خوے اگر راہ نہ ہوتی | گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب مجد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہو کر ۱۸۹۴ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی ۱۳۱۱ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے

دیوان الخانظر سے گزرا

دل سے ایجان کو دشمن نہ اوتارا ہوتا | حرف بگڑے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا
بچے نہ سیم و زر انسے نہ دین و دل چوٹی | کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
چلے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون | ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہیز | کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گر دن کیا | کہتے ہو کہ دشمنجوئی اعدا نکر و تم
مین جانتا ہون میری فغانسے اوڑی ہی نیند | وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین
آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض | یون پری کہتے ہین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالۂ و فریاد سے حاصل مجھکو | پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو | ناظم خوشی تو یہ ہے کہ دہان مے حلال ہے
ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال | وصل سے لطف سوا نامۂ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم نا پسند ہے | کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے
حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کیونکر | وہان بھی جھجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل کا ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن | رات کو مین یار سے اک جان دو قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر تجمل باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیا گر مشہور تھے

دیکھہ ہمراہون کو جون نقش قدم | ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا
ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا | قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید | لگ آئی ہے گیسوے سمن بو سے کسی کی
نقش قدم کی طرح اوٹھا مت ہمین صبا | اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا | اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ تالگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کر دیا بسمل | اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد منتظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا کے ہر اک اشک نے سو طرح کے طوفان | باقی تجھے حسرت ہے کہ ای دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار | لگلین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی او ٹھنے لگا دھوان | دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

ناظف تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین ہمارا | بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو تو ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجو مت ہاتھ دامن گل تک | سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ بُرا گل چین

نالان تخلص نہولال کمتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا | دیکھ تو اے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشد آباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے | مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر رزاقی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا | لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدھر سے نکلا

جس سے بیٹھے کہین نہ دیا | مجھکو میری ہی بد گمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا | پہل چڑہانا میرے مرقد پر تو پہلے تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ زندہ رہا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف
شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اسطرف

سحر کرنے کا از بس خیال رہتا ہے
شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کے سایہ پر بھی مجھے
رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکھنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین بچپن سے مجھکو لوگ
آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا
رکھتے نہ رگ عاشق مدہوش پہ نشتر

یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان
ہے جوی چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زہاد نہین
چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار آنکھین

نامی تخلص لالہ شیتھن لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو پیکر تراب گرد
آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکھنوی برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تھی راہ انتظار یار پر
جا گئی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر حسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا
جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا

ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف
نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکی ہے
یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل دہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے | مگر ان جا ہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے | تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسو کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے | ق آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آو دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم | گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندۂ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلائے | اے شوق بہان کچھ تری تاثیر ہوا ئی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادۂ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

از بسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز | اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف | پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندۂ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتندہ گرا ایسی | مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندۂ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دواوین اردو و فارسی و بھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے | تو شکوہ ہمین کچھ تمھارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

او ترے ملک فلک سے یوسف زمین پر نکلے | ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی | یہ بھی نصیب اپنے زہر انبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصب دار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کے نکل جائینگے ہم | یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے | یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون — عارضی میری زندگانی ہے
تم انجمن مین رات عجب آن سے گئی — بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین — ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین
اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار — آستانی پہ کھڑا ہے تری سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہو دن رات حنا — خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
مثال برق شیوہ ہے ہماری آفت جانکا — کہین دسکا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزے اسکے اوپر ہون — قیامت جوم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین انکا
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے — بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
اے شمع نقل تو نے یہان اصل کر دکھائی — کیا خوب سانگ لای اس بزم مین ستی کا
گزرا مرے مزار سے دامن بچا لیا — کیا خاک بہی غبار مین دل سے نکالیا
شب کو وہ کوٹھی ہی کوٹھے گہر ہمارے آرہا — غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا
ہمسے لڑنے دو اونہین کوئی بنو لو درمیان — ایسے ایسے آگے جھکڑے ہو چکے ہین بارہا
سو بات پوچھیے تو ندے ایک کا جواب — کردے تھکا تھکا کے ہمین یونہین لاجواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے مرا جی لوٹ جاتا ہے — کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک — دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین — کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا — ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
خوبی مین ترے حسن کی کچہ حرف تو کب ہے — لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے
اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے — ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین — دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ
بیداد سے عتون کے ہراسان نہ ہو دلا — انصاف تیرا حشر کو دن ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا — رکھو نگا سر کو پاؤن پہ جوڑ دونگا جا کے ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین فصاحت فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑی ہے چھت — کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین تسپر ہین ٹپکتے آنسو — بل بے ہجران تری قدرت کہ نچوڑی پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو سات ہجری مین نوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا — ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فتح آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا — یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان مین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل — نکلے نہ اے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو — ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جسدم — کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعرائے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمیٹی چادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے — نکلتا ہے وہ خورشید قیامت آج منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظر دل کی نظرون مین ہو گیا غائب — ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے — تو ذرا کہنہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی
اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پہتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے
تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان پادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادر زادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

اخگر اوڑا رہا ہے جو مثل انار دل
دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع
لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہے نہین کچھ پوچھتے منہ سے
یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

جیسے سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی
یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجا کے تو جاوے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہے او نجمگیا دنیا سے وہ آج
گرایا کل جسے تھے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریا کوٹ ضلع اعظم گڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی
مفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا
تو لوگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے
تو بولون مین کہی جب تک نہ بسمل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مراد آبادی

ابھی مین شہر خوشان مین ڈالدون اک شور
خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی مزار مین روح
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور
کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

صحیفت تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر دالی رام پور لندن کی سیر بھی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچھ نہیں ہوا	بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچھ بھی نہین

صحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندہ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین	غضب کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادہ نخجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو بہبودی ستی کی اوس سے توقع	جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندہ سکندرہ ضلع اناؤ

بوگیسوے پر پیچ کی لمبد سنگھا ؤ	مدت سے پریشان ہین پریشان تمھارے

ندرت تخلص مرزا اعظم مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسوسے کسو کو پیار نہ ہو	کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجاے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجھکو بڑی ندامت ہے	کہ شست خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گوے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال	مرچکے سیماب تب کہتے ہین یہ کسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد وہ ایکہین اوس رشک قمر کی صورت	کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا احمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندہ فرخ آباد

شیرین سخنی غیرون سے وہان کرتے ہوتم تو | کرتا ہے یہان شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پھنسے دیکھے جو بشر ناف | دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازار مین جو آئے | دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نثار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد مقدس ہے انکے پرکھے دلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نثار | پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہا دل

نثار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیے غرض صبر کا مقدور نہین ہے | اک زخم نہین دل پہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باستندہ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے | کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کر آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح | ہنگامہ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے | شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اوبھا گیا | ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا حمیت شاہ ماہر

اوٹھالون سر پہ اگر ہووے غم خدائی کا | مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجھ پر جو وہ خورشید سیما ہوگیا | آج روشن میری قسمت کا ستارا ہوگیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امّارہ نے گمرہ دل کو اے ہمزاد
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن نکہت
بنا ہے کشتیٔ طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پنہان کا

کیف مے سے چشم مست یار مین ڈورے جو ہین
مجھکو دھوکا دے رہے ہین دام آہوگیر کا

اون نکیلی پتلیون سے ہوگیا سینہ نگار
کیا اثر ہے ڈھال کے پھولون مین کچھ تیر کا

جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر شب دل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
تیرا ہر نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا

پوچھو نہ حال گرمیٔ حسن شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تاثیر سے
پورون پر مہندی کا چھلا خاتم زر ہوگیا

ٹکڑے پیرہن جنون مین اپنا دامان ہوگیا
ہتکڑی ہاتھون مین پیرہن گریبان ہوگیا

سر سجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندو ہی خال صنم شاید مسلمان ہوگیا

سونے کی مول کمتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کا
لیتا ہے وہ لوک مثرو سے کام زبان کا

اوسکی لگی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دھیان
ہے کف دست صیانہ طائر افسوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دور چشم مست
شک تے ہی آنکھون کے ڈورون پر ہے تیغ تیز کا

کون ماہیت کوے بت پر فن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

حقہ پینے مین نکلتے ہین صدائے رنگین
تیری مسنال پہ شک ہے مجھے شہنائی کا

دیدۂ تر کو نہین تحریر سرمہ کا خیال
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے اوڑتے جو خبر سن لے مری نالون کی
حال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز رہا

گاہ جاڑا گاہ گرمی دن کبھی برسات کا
اک روش کٹنا بہت دشوار ہے اوقات کا

آنا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا

ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب

جو ذکر حق مین ہے اہین ہر حرف گردان سے
کہ آسیا سے ہے بجوف دانہ تسبیح

منہ دہونے مین کرے ہے وہ مسواک کیا عجب
عالم کہی کہ بہولی ہے گویا دہن کی شاخ

مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ

کس بت چین کا کہلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا باز ارنبد

کب گوارا کرتی ہین نازک نمش سختی کا کام
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر

پابوس ہم ہے جو وہ پامال ہوا ہے
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار

ہے غلغلہ حشر و یا شور قیامت
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار

روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین یہ شمس و قمر

شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
جب یہ ثابت ہے کہ سیاری ہین یہ شمس و قمر

اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش پر

پرزہ ہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز

پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس

بے اثر وہ ہین کہ بس مجکو ملا خاک مین
دفن گور و نہین کئی جو لکھے کے کتنے بار نقش

ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہی نقلیری کا شک
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص

اوڑائے اور سبز خوبان کو بہار خط
ہو سرمہ آینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط

اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
بیتابی دل ہوتی ہے یہان ضبط نہ وہان ضبط

تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہی وہ
بزم عالم مین نہ ہووے گوش زد تقریر شمع

ورد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
مر گئے پر دانہ کی کرتا نہین شیون چراغ

جو ہین عالی منزلت ہر جگہ بخود اونکو فروغ
مقبرہ کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھ اوسسے جو کہ ہو دی سر بکف
چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف

ہے نشہ پہ تیرے مبتلا جوڑی پہ تیری ہی فدا
اے ماہر وصبح و مسا ایک اسطرف ایک اوسطرف

تیری روئے صاف سے ہی میری رنگ زرد ہے
چاندنی چاندی کا پتر دہو پہنے کاورق

نہ آتے تم تو کب کی اے مریجان کوچ کر جاتے
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان اتنا

اوڑے ہوئے سوئے دیوانہ آتی ہین پتھر
بنی ہے فصل بہاران مین مثل پر رگ سنگ

نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر رگ سنگ

مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل
حیف دل افسوس دل احسرتا دل ہای دل

جسپہ عشق مین پڑے نساخ کہل گیا
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل

دل کو تجھہ تغیر خموشی بتان یاد نہین
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین

دلبر چھپا کسیکا کوئی چال پر پسا
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین

گالی مجھے جو دے تو جلے غیر رشک سے
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین

اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
سنگ چکان سے کم مری چشمان نم نہین

امید وصل و بیم ہجر مین بس دن گزرتے ہین
عجب کچھ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

بہرتے جواب صاف تسے ہین کاسہ سوال
اس عہد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین

ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین

دانت پنہان ہین لب شیرین مین اے شیرین زبان
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین

دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین

بوسۂ خال پہ تو دانت نہ پیس اے نساخ
چاہنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین

چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران
مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران

سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو

بل بے صفائی ہاتھونکی اے دلبر فرنگ
دل ہاتھون ہاتھ لے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ

کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
مہندی لگے سے لال ہون جس نہ لگا کر ہاتھ

ہون اسیر مجھے ساقی ازل کی باعث
جام مے شیشہ صراحی خم صہبا بدلے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میر اسقدر ہے
جو مجنون تنہا وہ لیلی ہے جو لیلی تنہا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے
ہر اک سمکش ترے دور مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کر دے
مگر دور فلک شور اذان ہے

لا کہہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے

شمع دا تک عزور ناز معشوقانہ ہے
رخ پہ خط سبز عزل حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر شکیب
بعد مردن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

سر چڑہا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی

کعبہ بجدا گر ہو ترا سنگ در اے بت
بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

چین پر خون دل کو ہے جو در بدر آوارہ ہے
دخت رز کو دور ساغر جنبش گہوارہ ہے

اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج
جان منکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زبان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

مگر ہے حال دل زار وصل کا مضمون
کہ پیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا

منہ پہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بہی اک بار گران تھا نہ ہوا سبک ہوا

دیکھتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبار خاکسار ان اوڑہکے سوئے چرخ جاتا ہے
تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا

پردہ سے پردہ نشین جو تجھے پردہ نہ ہوا
پردہ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دل بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دی رشک مسیح
مر گیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا

نزع مین کی بہلا تاب کہان سے لاتا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا

کثرت عشاق نے پردے مین چھپایا تجھے
یہ لٹکا ہو لٹکا ہجوم اے جان حلیں ہو گیا

تاکتا ہے زخم دل اوسکا ادا سے دیکھنا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہو گیا

قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہو گیا

رشک سے کیونکر نہ مر جاؤن کہ رکھا اوسنے ہاتھ
میری جان کو موت پنجہ مرگ دشمن ہو گیا

یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہو گیا
آفتاب آسمان جوش سودا ہو گیا

وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین چھاتیان
طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہو گیا

خط جو نکلا حلقہ گیسو ہوا بے نور صاف
دیکھکر رنگ زمرد مار اندھا ہو گیا

بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا ایمان عشق
پردہ افشا مین پنہان روے اخفا ہو گیا

ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر ہنس دیا
شیخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہو گیا

جھوٹ دعوے اون سی آلودہ ہونٹھون کے کیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہو گیا

نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین اوسے
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہو گیا

کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اے شعلہ رو
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہو گیا

جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہو گیا
خط سبز بار کیا نقش محبت ہو گیا

بعد مردن بھی اثر اللہ ری سوز عشق کا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہو گیا

لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہو گیا

بخت کاشاکی وہ تنہا مین سنکے پیغام وصال
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہو گیا

ہو گیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دیدۂ الفت مگر چشم عداوت ہو گیا

دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا

کسسے امید الطاف ستم آمیز حورون سے
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے سوا آیا

ستم ڈھانے کو میرے پاس بیتابانہ آتی ہین
کمند گردن خوبان ہے ہر نقش قدم میرا

یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی
جذب دل کا زور ہم دکھلائین کیا

اک زخم دلکو لگا واہ رے نصیب
تا شا تھا دم مردن اگر وہ ضد پہ آجاتے
آسمان خاک مین ملا نے کو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو اسنے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین مین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑھ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق سے وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد پیا نسے مگر ہے آج
ہے معترف گنا ہون کا نساخ اے کریم
میرے مرنیکا غم ہے کہ مجاور بنینگے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فنیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہو آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جاے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار رہا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ہا ہا ہی نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا یہ آپ
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خستگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوی در ہی کج
گردش پہر آسمان کے برنگ دگر ہی کج
اک دن ادا ہو ئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھے رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فنیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لالہ مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تنہا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو عہار کہا ہے لب پہ شوق دید مین — کر رہا ہے دیکھیئے کار مسیحا انتظار
تواضع سے کیا ہے صیدن شہری غزالون کو — قد خم گشتہ کا رتیر کرتا ہے کمان ہوکر
مجھے گمراہی نسخ سے حیرت یہ حیرت ہے — چلا کعبے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
بلائے تو اشارے سے جو ای پردہ نشین مجھکو — کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
ہو اگر سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین — رہا محفوظ مین تیس دانتون مین زبان ہوکر
نہ جائیگا مرا خون رایگان ای قاتل عالم — گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
کرتی ہے جو تسکین دل ناساز کی آواز — قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی یہ مگر لایا ہے — پائے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
خود بخود آکے جو کٹواتی ہین عشاق گلے — نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
سا تون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے — ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
پتانہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے — چراغ لیکے اگر ڈھونڈتی کو جای چراغ
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو — اے حضرت مسیح ہے مشکل دوای عشق
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے — نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرت دل
ہے بوسہ لب شیرین ہی کسقدر شیرین — کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایت دل
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے نساخ — ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرت دل
ہوی ہین لاکھون ہی انسے کرامتین ظاہر — ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
اپنے دلمین کیا ہی پچھتاتے ہین در کو کھولکر — غصب کو مثل غیر جب زنجیر کھڑکاتے ہین ہم
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہے تم — لیکن کسیکے ہوتی ہو کچھ محجب ہو تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی — کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم
تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج — پھر کونسے مرض کی تباوداہو تم
کیسا فلک ہے پہونچے کبھی اونکے کان تک — ہم جانتے ہین نالو بڑے نارسا ہو تم
سودا زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے — کب تک سنا کرین یہ بہلا کیا بلا ہو تم
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا — مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکھ بار تو نے کہا — خاک اثر تیرے مر کہین مین نہین
وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین — کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین
اوسکے حسن تکین کا یہ سمایا ہے خیال — خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گزر آنکھون مین
مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا — مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھ بلا نہین آتے
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین — یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے یہان وہ آہن کرون
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا — ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر دنسے وہ لگاؤ کیون
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے — مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین
تم سے ڈرتا ہون کہین تو بہ نہ آئے نوبت — آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو
دم تزئین جو شانے کو — زلفین اوجھین مرے پہنسانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا — ہین دم سرد جی جلانے کو
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے — اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح — سنگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
نہ بولو منہ سے مگر آنکھو نسے سلام تو لو — تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹگیا برباد ہوا — شمع نے تو ابھی نہ لی کچھ خبر پروانہ
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم — شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پر پروانہ
اے سکندر کس سے مانگون داد اپنے بخت کی — کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
آئینہ کی اوٹ کرلی میری صورت دیکھکر — وائے ناکامی بنا سد سکندر آئینہ
بزم مین اوسنی اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ — ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ اگر — شور دل ہے نالہ زنجیر پشت آئینہ
کیا صفائے سینہ ہے چوٹی نظر آتی ہے صاف — آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے — اے اجل مرحبا جزاک اللہ
بیباکیون سے آتی ہے صاحب جا مجھے — تم بھی خدا کی شان کہو ہو فا مجھے
یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے — اب بوالہوس بھی کہنے لگے ہو فا مجھے

مرجاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
بس جانکنی زبان ہی مری حق مین سود ہے

کرتے نہین ہین بات شبِ وصل کیا گلے
عقدہ دہانِ یار کا دشمن کا راز ہے

نہین پہونچتے ہین زلفِ دراز ہی اوسکو
شبِ فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے

برسون سے جان دیتے ہین مرنا ہین نصیب
حاصل یہی ہے الفتِ زلفِ دراز سے

ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزمِ یار مین جسپہ ہون
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے

تدبیر اپنی جان کی اللہ کیا کرین
آتی نہین فراق مین کیا موت مر گئی

کبھی طور پر بنجاؤن ارنی کہون نہ ہر
مرے دم مین دم کہان ہے کسے تاب نشتر انی

زلفین سنبل نے سنواری سسی سوسن نے ملی
آمد فصلِ بہاری کی چمن مین دہوم ہے

جمع جو عشاق مین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
نقش پائے یار کیا قہرِ دلِ مرحوم ہے

میرے تیرے عشق کی سب مردوزن مین دہوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے

گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے

کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
پیری یہ فلک کی ہے یارونکی جوانی ہے

بہار آئی ہے اے نسّاخ جی مین ہے نکل جاؤن
بر نگ نالۂ زنجیر مین بند سلاسل سے

کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے

بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
سراپا تمنّا ہوا چاہتا ہے

جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے

پھڑکتی ہین نسّاخ جو اپنی آنکھین
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے

یون محبّت وہ جتاتے نہین مجھسے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے

ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
بات پردے سے سناتے ہین مجھے

ہوا نقش محبّت کا اثر
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے

کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
اپنے نزدیک بناتے ہین مجھے

کشمکش مین جو پھنسا زلفون کی سلجھاتی ہے
دلِ صد چاک اوبجتا ہے ترے شانے سے

خاک آلودہ لباسی اپنا جو دیکھا کی وفا
گرد ہے یا سُرمۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا — سرد ہی دل باد سحری سے
دیوانہ ہون وون جو تشبیہ — آگ وہ ہونگے نام پری سے
گاہے جلایا گاہے مارا — خوش نگہی سے بد نظری سے
شانے نے سلجھائین وہ زلفین — اور الجھائین آشفتہ سری سے
خاک خبر لے میری وہ غافل — بیخبری ہے بیخبری سے
گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے — خضر بیخبری عمر جاودان سے
مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا — نسخہ مجھکو رات وہ ناصح کے گھر ملے
تم دشمن مدعا مین سے جو پردا نہین کرتے — اچھا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان — بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ — وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے — جلین سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ ملا لو — اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
گر کیجیے کچھ بوسے کیون وصل مین چپ ہین — کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نسناخ — اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
مجھے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی — بزم مین ہائے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
رشک اونکو بھی ہے جو باغ مین دیکھتے ہین یہ حکم — مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما — کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق — ہائے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع — بولے وہ ہائے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی
ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت — چبھن سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نسناخ — زعم مین اپنے کوئی پیر ہے مودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد ستوطن شاہ آباد شاگرد مفتون و عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا — شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم رنجی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین — مجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ
پل بھر اک شخص سے جو کرتی ہے — کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشہور

دم بدم آج دم بسر دم جو بھرتی ہو نسیم — یاد شاید چمن کو چۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندۂ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہو — اپنی آنکھون کو ذرا اوبت پہ فن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی — تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل — ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہوون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف — گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھہ اوسکو نوسا رہو نپا کیجیے — اک ہم ہی اے نسیم اوڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندۂ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ — یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو — آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدارناتھہ دہلوی پنشکار نظارت دربار شاہی نبیرۂ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا — در دوسرے روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے چھپا ہم سے وہ آرام ہمارا — پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

مسی مالیدہ دندان بار کے یکسر چمکتے ہین | تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج نا تھہ اکبر آبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خارمین روح | تو آکے دیکھے بیان میرے جسم زارمین روح
نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان | ہر ایک گل ہین پڑی جان ہر ایک خارمین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان
اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا
نظر سے گزرا ۱۲۳۳ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا | غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر | میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا
اونھین ہٹ تھی مجھ خواہش رہا جھگڑا انہین ہان کا | وہان دہن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا
جا بڑ ہنسے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا | اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر | کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند | دیکھو بھی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر | ہاے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو | کیا جہنم ہی کوئی کوچۂ جانان ہو گا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین | کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہو گا
دیکھو رقیب آئے تو دیکھو رقیب آئے | کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا
نہ گھورئیے مجھے یوسہ اگر لیا تو لیا | رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا
افسانۂ محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک | آنکھون مین نہان تھا کوئی دہن مین چھپا تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اسنے کی | مونس جان حزین شب ہجر ترا اقرار تھا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا | مجھکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا | ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
یہ حسن تھا کہ آنکھہ ہماری جھپک گئی | پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی — رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
وائے قسمت کہہ رہے ہیں وہ بھی سو دیکھ کر — کیسے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے کیا
ایک بوسہ بھی نہیں اچھی طرح لینے دیا — بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل — ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
دشمنی کی مجھ سے میری اڑ یاد شوق نے — اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی — مانند قول یار میں بے اعتبار تھا
آنکھوں میں ہے لحاظ تبسم فزا لب — شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ
ہوتی ہیں جوش عشق میں جو جو شکستگیاں — کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درشت
کہتے ہیں مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے — کیوں چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
کسقدر خاطر غدیدہ ہے دشوار پسند — خجر ابرو کچھ نہیں کرتا ترا ہمار پسند
ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز — یہ ارادے ایک مشت خاک پر
بوسے گر مجھنے لیے ہیں تو دیے بھی تم کو — چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر
کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ — کیا کیا اٹھائے ہیں شب غم میں قضا کے ناز
دیکھہ او قاتل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم — چارہ گر سے درد نالاں درد دل ہی کم
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا — سیکڑوں باتیں ہیں ایسی خاطر ناشاد میں
موت کا ہے کو قیامت تک اب آئیگی میرے — سخت جانی حضرت عیسے بنائیگی ہمیں
شوق شراب و خواہش جام و سبو نہیں — ہے سب حرام جب سے کہ پہلو میں تو نہیں
بوسہ ہم آج مانگتے ہیں — کرتے ہیں قسمت آزمائی
برہم ہیں وہ غیر بے حیا سے — مانگیں کچھ اور ہی خدا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے — جاؤ جاؤ اجی بلا سے
ارمان نکل جائیں کچھ عاشق مضطر کے — آنسو نہ مرے پوچھو روئیے دو جی بھر کے
تنہا یہ خطرہ کہیں پسند نہ ہو ن — گالیاں بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کرو گے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے
کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو — کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے
سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی نیند آتی ہے — نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی — خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی
یہان تک تھی حریص نالہ بلبل — نکالی پھپھے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادۂ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے — جانیو خاکسار ہے اپنا
ہوگئے خاک ہم ولے ظالم — دل مین تیرے غبار ہے اب تک
کوئی نبہتی ہے اسطرح کہ سدا — اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس سب — نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ فقیہ بنے بدل تھے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جاے — آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جاے

نشاط تخلص ایسری سنگھ کایتہ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپی ہے مار چشم کا اور کوئی قامت کا — ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط — ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین جاتا
نشہ کے حلقے کا دیکھکر عالم — ناک مین آرہا ہے میرا دم
آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی — دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی
جسے چاہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے — پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے
اے بتو ہم نہ پھرے پاس وفا سے اپنے — جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

فشا تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا	اور کیا عشق سے اٹھا ہے دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشد آباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی میکشی جو تری برشکال مین	بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کائنھہ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا	تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

باوری پر ہے آج کل تقدیر	ورنہ مین اور کوچۂ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہے اہتمام	حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چند و لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا نہوا ہے انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے ترے یہ خط ریحان ایسا	منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی	پڑھکی افسون جو کہلائے کو مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو نسبت دیدۂ تر ہے پنا	یہ محل پنبہ مردہ ہے اسکو چمڑکر کر بیچنا
فلک پہ دیکھہ مری دود آہ کا ٹکڑا	گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا	بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کہیئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی	اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

بیوجہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا

تیر خاکی ہے نگاہ سرمۂ الوداعی دیکھ
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا

قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
چھڑی لے سرو چمن بینوا فقیر ہوا

کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا

ٹانکون سے زخم ہیلو لگتا ہے کنگھورا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہی کنگھورا

باز آ کہین اب سگ صفتی سے نفس شوم
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا

شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
کیا کاسۂ فلک مین افسوس بال آیا

جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا

ہے ذوق سا قبا بطے کے تنکا رکا
پھندا بناؤن کیونکہ نہ بارش کے تار کا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار سا ہون
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا

یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانے کا

آہ کچھہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خیر
اے حباب لب جو تونے یہ عقدا کھولا

یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہنچکر
جون قافلہ ریگ روان اوٹھہ نہین سکتا

نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
سر و مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا

چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
ہمسے توبت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی ہوا

نہ بہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف تمخانہ ہوئے
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھہ نالی کی
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہمیات نہ لپٹا پاؤ سے
دل تجھسے برنگ پان دہنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مجنون تو پھر اجنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
مین آہ رہا ہی دست و پا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منہ تھا کہ پنجا کرتا

مژہ تر سے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی + ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا یہ فسونگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب جھوٹ بولون تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پر جو ان الف یار نہین دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا گاڑھی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو انگار سمیت
پائے بوسی پر نجا اے شمع تو گلگیر کے عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیا سر سمیت
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
سرگرم نالہ کو نہ سا گذرا ہے اے نسیم بہاگی جو آہ سرد پہر اوسکی گلی سے آج
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گلعذار بند
چشم جنون افشان عاشق قہقہہ ہے رنگ کا دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
خال چشم ایک یہ بعوید نظر ہے تیرا چشم بد دور لگی کسکی تجھے یار نظر
اوس فسانہ خو کی بزم مین ست کہیل جانچ اسکے شمع لانہ حرف مشارت زبان پر
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پر گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
او ٹھہ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر ہے سفر درپیش غافل فکر زاد راہ کر
چورائی چادر مہتاب شب سکیش نے جیحون پر کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردون پر
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیری کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شنجون پر
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ ساقیا شکل سبوے خانہ خمار سر بہر
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
دم چرانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہی تیز میری تربت کی سد الوح حجر سے تلوار
معجز نما ہے یار کا شبدیز اے فلک نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال چار
او وہی وسمی کی نہین ہے یہ رزائے سپہر سہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سپہر
خیال زلف بتان مین نصیر پیٹا کر گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے
ہے سردار پہ بھی کردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پرآب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریادلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر
ہون بہر آب و دانہ کبھی آشنای حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ تجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل
یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر رقمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے بینوا تو مرا سر جبین پہ خط

خاک اب پروانہ دلسوز رکھی تجھسے چشم
تیری آنکھون پر نوچربی چھا گئی اکبار شمع

آساقیا شتاب تری انتظار مین
بڑھتا ہے یہان دعاے قدح جام اب تلک

سرگشتہ تجھ ہون صورت پرکار پر کبھو
باہر کہا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق سوا ہے کسکو ہوا سے شکست رنگ
دل کی شکستگی ہے بناے شکست رنگ

کرے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمع عکس مہر نبوت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور صحبت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھپھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے نخچیر ہین قربان
تو دی کسطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین
اب مین ہمہ تن گوش نہون یا ہمہ تن چشم

فساد خون اسی سے ہوتا ہے بلبل
صبا کر تو ہوا خواہی سے درمان گل و نسترن

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم — دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
ہوا سے زلف کیسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین — کبھو بدلی گہر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
بربادرفتگان محبت کی خاک ہے — اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
سر کنگھی پیوجہ کچھ کرتی ہین زلفین آپ کی — مجھکو سوجھی ہے کہین اب ماریہ کہا دین نہین
یہ وجہ ہے کہ خط ترے منہ پر عیان نہین — آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھا دہوان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا — عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا — کیونکر اوٹھون جگہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
پایا نصیب گلشن ہستی سے یہ ثمر — بارگنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
سرمژگان سے وقت ناز آنسو کو ترستے ہین — یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
جنگجو کہانہ کر تو تیر رسید ہے ہاتھ مین — دست چپ مین رکھہ سپر شمشیر سیدہی ہاتھ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ جہانیان دیکھین — گھٹائین چاند پہ سو بار چہائیان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین — تو لوز پستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چہاتی پر — جو پہونچی ہاتھہ تو بد لاگی کے بار سہو لون
اوسکے تیردن کی ہین یون سرخ لہو سے پیکان — جیسے شاخون پہ نظر آئین چمن مین مرجھین
دل اپنا کیون نہ ہو بحر جہان مین جون گہر قانع — تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم — شبنم کی دیکھکر تری اس سینہ بند کو
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین — دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
واشد نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح — کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہمدم — تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
تو ہم کو دکھاتا ہے مہ نو کو بعبث چرخ — ناخن جو ترا شیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
اوسنے تو ڈبویا مجھے اور اسنے جلایا — ہو خانہ خراب آنکھہ کا اور دل کا برا ہو
سب سے ملا کرو ہم سے نفاق رکھو — اس دوستی کو اپنی بالا طاق رکھو
آہ فرمگان سے نہ کاوش کرو اے طفل سرشک — جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیکھے دل مین کیون جگہہ اوس آہ بے تاثیر کو
جسمین پیکان بھی نہ ہو رکھتا ہی کیا اوس تیر کو

مست ستا اوز لف اتنا عاشق دلگیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو

آب و دانہ چاہیئے اے رہرو جوان اشک سا
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو

کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج
ہے نیش زنی مین مجھے کرتوم سے زیادہ

پامال ہو کے کون سنی سخت گا لیان
رفتار تو یہ کہتی ہی تری گفتگو سو وہ

زندگی مشکل ہے دست اشک سے پانی مجھے
قتل یہ اکدن کرے گا طفل دزدانی مجھے

کشتی دل غرق ہو جائے نہ کس صورت سے آہ
موج طوفان ہی تمہاری چین پیشانی مجھے

سود بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

پروانہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
اے شمع کوئی خاک لگن تجھسے لگا وے

کیونکر نہ یہ فسردہ ہو دلا اغنی گردون
مہتاب جوہر شب قدح شیر پلاوے

دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل باری
جو کھیلے جانپر وہ اوس بت گلفام سے کھیلے

جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور گئے

وحشت سے مجھے اٹھا دو اٹھا نہین جاتے
پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی دن بنے

زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے

اے غافلو دم ارہ صفت آئی جا ہی ہر
چینچو کہ نخل عمر کو یہ کہا ے جا ے ہے

کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
چاہیئے ہر کفن چاد رمہتاب مجھے

کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
اوس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے

افشاے راز دیدہ و دانستہ کر دیا
ہرگز یہ تجھسے چشم نہ تھی چشم تر مجھے

شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
خط بھی لگے ہے حاشیہ مختصر مجھے

ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
ہم شہر بدر ماہ کو اے یار کرینگے

یہ درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے

فنا دیکھی ہے پھلکاری کی شب کس ماہ وش کی
فلک جو کاڑ رہنے سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے
کہ جیکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

دل کا کیا دل بہلا زلف چلیپا ٹھہرے | کچھ ترے گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
در پردہ آنکھ پار سے لڑتی ہو رات سے | تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

تصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ماسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان پہ رقم | سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض
جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو | ہے عرض اب بڑھاؤ نہ طول کلام زلف
چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین | کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہین
آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن | حیرت سے شمع سان نہ اٹھین انجمن کے پاؤن
مردم چشم دلبران ہو سپند | چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
بولے بالین پہ چشم مار وشن | پھرتی دیکھی جو جان بلب کی آنکھ

تصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ مستی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے شرم سے | قلزم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا
انہین سے میرے در پے آزار ہے ہیرا | ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

تصیر تخلص ارجن سنگھ ولد بدھ سنگھ داروغہ توپخانہ راجہ سمتھر شاگرد محمد عسکری اخگر مقیم فرخ آباد

یہ کالی کٹارات اندھیری یہ سیاہی | کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

تصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر پادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب سزا ہمارے جلانے کی پاہی دل | جنت نہو نصیب جہنم مین جائے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر | اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہائے ہائے دل
اللہ رے حسن دیکھکر اوس سیمبر کی بو | بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

تصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اثر دام لالہ رخان
ہزار کشمکشون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولادمین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی وارد دگزرے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسّر
کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام
ملکے اوس عیّار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا ارنسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین
تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین
تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
جو ایک زخم ہو مرہم لگائے اوس پر
ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولادمین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن انکا عرب مولد و مسکن لکھنؤ

بصد آئینہ مری قبر پہ کرنا پیس مرگ
جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عاش

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا دہان جہان گزری نہین
کیا کرون کوئی راہبری نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا
شب ہجران کی کیا سحری نہین

نظیر تخلص گھنیت رائے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین
ہمچشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین
وعدۂ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین
درد بھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی
ہم بلا نوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسے سکا | لبہاے نزاکت سے اک شور رہا بس سر کا
تہا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے | وہ بہی کم بخت ترا جانہنے والا نکلا
تجھے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل آرسا | ہمارا دل بہت ترساری ترسانہ اب ترسا
سبھون کو می ہمین خونناب دل پلاتا تہا | فلک ہمین پہ تجھے کیا یہ زہر کہانا تہا
خرام ناز سے اوس شوخ نے دہنکو جب جنبکا | تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھہ نہ لپٹکا
عبث محنت ہے کچہ حاصل نہین تیشہ ترا فرہاد | یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کسٹ کسٹ کا
دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر | کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کہینچکر | ویسے مرے صدا یہی نکلی کہ ہاے دل
سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ | حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے | چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے
قہر جہکی کی جہمک تس پہ غضب بالا ہے | اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکہے تجھے اے مہ تابان | رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تہے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف بہ اسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین | اب آکہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس ہین یار کے ایسا شتاب دل | آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر ہین جس یار کی خاطر | اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی فدا حسین خان باشندۂ کاکوری عیش بہی تخلص کرتے ہین بیشتر کلکتہ

مین رہتے تھے اندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اسسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیئے | بیہوشی عین ہوش ہے محبہ بادہ خوار کا
اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا | رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پیر وجو تری یاد مین ہو اپنا وصال | خلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور سے ہم
آنہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل | ہجر جانان سے یہان تک طاقت دل طاق ہے

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے مو کمر کو روتا ہون | وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھ نہین

نعیم تخلص سید امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب | ہچکی لگی رہی ہین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گستے ہین جبین سنگ دربار سے اگر | اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کرملا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون سے نقی گزری ہین کیا کیا آنکھین | مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین
کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو | اے جان کیا کرگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور اب اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچاے جان ہماری خدا سے ہو یہ دعا | بڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا بھی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد | حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت پہ میری نرگس کے | کہ نکلے آنکھون سے ہے میری انتظار مین روح

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اسسے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑ کے اوسکو مین کبوتر بنگیا | خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا
دل کو دو پارہ مری کیا کر دیا | تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا
نہ لگنا دل گر اوس زلف سیہ سے تیرہ بختون کا | تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی
نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہی بوسے | انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی
دمبدم قاتل کا دم بھرتے رہے | جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب مین یہان جمع ایک جا | رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب
اچھا ہوا کہ آنکھ سے خون ہو کے بہ گیا | مدت سے ایک آفت جان تھی بلا ہی دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم موجی کہو لا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پر فن کے رہ گئے | بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے
اللہ ری خوف روز نقاہت کہ طفل اشک | امید وار گوشۂ دامن کے رہ گئے
مدفن عشاق پر آتا ہے وہ مختر خرام | خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے
ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین | کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادۂ مرزا محمد آسمانقدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ الکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کشتگان ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین | کہ جا ہی دل نہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین
ہوئے نالو سے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے | ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین
جو ہی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی کیفیت | کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جا ہو جلاؤ چاہو اسی خاک مین ملاؤ | اے جان میرے پاس نہین کچھ سوا دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف جمو کے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھپک جاے چشم مہر منیر | اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نواب تخلص قدرت اللہ دہلوی متعلمی کرتے تھے

ہنسے نا بھی کہ محشر مین ملے گی دل کی دا | پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نواب تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداؤن شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے حرات نے انکے اہاجی رکیکہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کیجو نہ اے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز | کچہ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تہا

اوس ماہ جبنائی پر رو کر جو رکہون سر کو | کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو

تہکا ہے منزلون کا یا پیام یاس لاتا ہے | الہی خیر کیجو نامہ بر کچہ سست آتا ہے

ہے گرفتاری سے میرے سارے عالم کو نجات | شور نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

بر رنگ نقش پا اوس در کے جب مین زمین بکی | اوٹھالے کو کسی نے پھر نہ میری تن خاکی

الہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے | کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبر بکی

ہو کیا اور دسرا اس رشک مہ مجہہ ناشکیبا کو | لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکہیے کیا ہو | ادہر اندیشۂ دشمن ادہر اوسنی نہین پکڑی

او نہین کیا لطف ہستی ہو جنہون کے ناز نینون کے | نہ چشم عشوہ زا دیکہی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص سید نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم سید علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی انکہہ مین | نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا

تجھے جنت مین کب بہایا خرام ناز حور و نگا | وہان بہی دیکہنا چاہینگے اوس موش کی چال آتشین

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا | مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اُمّی محض ہین ۱۲۵۷ اٹھارہ سو

شاہان عیسوی میں کلکتہ میں تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد
لکھا ہے انہوں نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری حبس روز سے سودا ہوا | پاؤں پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف
بھول جاتے ہیں خدا کو یہ بتوں کی یاد میں | آخرت کرتی ہیں غارت اہل دنیا ہاتھ سے
گمرہ بلا میں لیتے ہیں گمرہ جاتے ہیں محرم نکلے | اے نوازش اب گنہ ہوتے ہیں کیا کیا ہاتھ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان
ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا | جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا
حال بد کا شریک دنیا میں | نہ برادر نہ آشنا دیکھا
کیف میں کم ہے بہت نوازش سے | عشق خوبان میں جو نشا دیکھا
عشق میں ایک خلل سا تہہ لگا رہتا ہے | اشک چل نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا
زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دھیان لگا | صدائے در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا
یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر | تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر
وہ گئی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی میں | اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھوں میں
یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے | کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر میں
بن ہاتھ لگے دس کی جا سی نہیں ہتھا میں | لاغر اسے کہتے ہیں تیار اسے کہتے ہیں
حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے | الٰہی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو
کسی تیغ جفائے حرج سے امیدبہبودی کی | جو ہووے بھی تو وہاں شاید وہاں مرہم نہ ہو
یہ جانتے تو نہ باتوں کی تجھسے خو کرتے | ترے خیال میں پہروں ہی گفتگو کرتے
ایک میں کیا خوب کر دیکھے او سحر آفرین | اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر رہے
ایام وصل میں ہم لپٹے ہیں جیسے اوس سے | یوں وصلی کی بھی کاغذ چسپاں بہم نہ ہونگے
آغاز عشق ہی میں شکوہ بتوں کا اے دل | تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا | کوئی کسیکا نہیں دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا
میرا نامہ مرے اعمال کا بر جا ٹھہرا

عاشق سے کیا ضرور ہین یہ التزا نیان
موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین

مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون
تقریر چل کے یار سے اب دو بدو کرین

حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے
معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندہ بریلی مسبب منسوب ہونے ساتھ دختر ہمشیرہ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا
رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل

بعد مرون بھی کسی سے نہین نیکی کی امید
خاک مین مجھکو ملانے کو اجا آئے

نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر
لو وہ تھامے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا
یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف و رہبگا ضلع ترہت باشندہ شہر کمائی شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا
اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا

تھا شوق شہادت مجھے وہ برسر کین تھا
خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا

سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر
ناسور مرے دل کا صنم نافۂ چین تھا

ترتب یہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب
روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اعداد دیکھتے ہین وس پری کو میری پہلو مین
تو کہتا کیا رنگ حنا کی طرح ہر دم بدلتے ہین

روان ہین اشک میگون فرقت ساقی مین کب سے ہم
جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل مین کبھی یا ہی نازک تک | اسی حسرت مین مدت سے کف افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ وشاہ آل احمد عرف اچھے میان وحضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ | دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دستگیر اب جو پہونچے نہ توانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدر آباد

خواب ان خانہ خراب آنکھون مین کیونکر ہو نہان | جنکی بے برسات بھی رہتے ہین گھر بھیگے ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی وشاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستتر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی واردو انکا نظر سے گزرا

مجھے جین خواب عدم مین بہانہ تہا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسی بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی ز ورق گردون سبھا ل | بیطرح اٹھا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین | سب کے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کی میکدے مین آ | جام فنا و بیخودی ابتو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ

سادہ لوحی دیکھیئے میری کہ ڈھونڈھوں ہون ہن آسے | جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ بگنا تھہ باشندۂ بھکونت نگر

ہو لکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے | کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بجھراؤن ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دل ناشاد و حزین تھا | شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا
برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے | آباد کر گئین مری برباد یان مجھے

نیر تخلص مرزا حسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

کس حسن کے ہین اوس بت پیمان شکن کے ہاتھ | ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہندی زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار | احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا
گرانتا نہین ستم و جور یار کو | شوق زیادہ جو کہ مری جی گران نہین
پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کا اب | لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین
مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین | ساقیا لیجیو سنبھال ہمین
شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر | گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
کیا ہو نیچے تو فرشتہ کا جسکا گزر نہ ہو | بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو
رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئی ہین آنسو | آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو
چاک کیسر مرا گریبان ہے | دل کا محضر مرا گریبان ہے
بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش | لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واجد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی
سمجھے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبدالواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا
واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے
پوچھے کیا ہو اسیران قفس کا احوال
بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا نہ دہر وہ بت خود کام ہمارا
کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی مین مرزا خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر ہی جلوہ جہان تہان ہے
ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا
نہ ٹوٹ جاے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پہ جا کہ پہونچے ہین
اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا کیجے
بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم
تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا منگو بیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

موجین لہرانے لگین مارسیہ کے مانند
آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو
سر عاشق پہ کرینگی یہ بلائین نازل
پاؤن تک آئے ہین بڑھکر جو تمہارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آتے ہین نظر | موتیئے کے ہار یہ لپٹے نہین بالای زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیئے | صحرا کی آج چلنے کا سامان کیجیئے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھڑایا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا | لے چلا ہے اودل بیتاب و نادان کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

واصل اب اودسے کیا ہمین چشم امید ہو | ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب | عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی | کب عیان سوز شش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کے دل کو وفا کے ہاتھ | اے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ
صبح پر وصل یار کی ٹھہرے | ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیئے | آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیئے
خوبرو ہو کے باوفا ہووے | مین نہ مانون اگر خدا ہووے
رحم ای زلف سنگدل لطف اے بخت سیاہ | موکشان کھینچے بہرے کب تک پریشانی مجھ

واقف تخلص مرزا قوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سو لخت جگر سا تھہ ہین سو پارۂ دل ہین | اشک آنکھہ سے اس سان سے اس دھوم سے نکلے
ہر کوچۂ و بازار سے ہو سنگ فشانی | دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

والہ تخلص مرحمت خان فارسی مین ثاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی
مسکن لکھنؤ

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار مجھے	تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوۂ نرا انسان کی تصویر سے	صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

والہ تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشد آباد
علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دل بیتاب مین آتش	نہ دیکھی تھی کسینے اب تلک سیماب مین آتش

والہ تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل پہ میری درامید جو مسدود ہوا	جلوہ گر سامنے آشنا مقصود ہوا

والہ تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ	مضمون کہ یار کا عقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ بنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار و حال تباہ میرا	بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد
محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب	کیا یقین آئے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوۂ جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے	ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر
لیکن بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رواں کے جم چشمون مین	پانی پانی ہوا خجلت سے مین مجھمون مین
تسکین ورود دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو	بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمیت رائے کایتھ باشندۂ میرٹھ

محروم ہے عندلیب کو اب غم نال کی	فصل بہار آتی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کاکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

سرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا	نصف تن آگ مین ہے نصف بدن پانی مین

وحشت تخلص میر ابوالحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر	پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہوچکا
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے جیو ترپو	خنجر تو ایک دم کے لیے مُنہ نہ موڑیو
کرونگا اسس لیے یوانہ کی تدبیر آنکھوں سے	لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھوں سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندہ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا بون غش نہ آؤن ہوش مین	ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالائے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جایئے کدھر کو گیا ہو اداس دل	جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دی مے نوشی مین	دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا	سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندہ اولدن ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین	لرزے مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد غلام بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے	کھا کھا کے گل بنا کے ہین گلدستہ سارے ہاتھ

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعرا نکے خوب ہوتے ہین *

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین — آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
آئین حرمت صہبا کی سنا ناہون اور سے — ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت — کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
منفعل ضعف کہنون سے ہوئی ایسی کہ چولا — طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
جو نہ جاتا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا — ایسے دیوانے کو کوئی حاجت زنجیر نہین
اے دل آسان نہین جو را وٹھانی اوسکی — نوجوان یار ہے وہ کوچہ فلک پیر نہین
اوڑ چکا ہے جو یہ شدت سے فلق کی بالکل — رنگ رخ مین مری اسو اسلے تغیر نہین
پہری وحشت مری دن پھر کی جو دیکھا اوسنے — گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا — مجھسے چھپا نہین کاش وہ الفت رقیب کی
گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے — بہا گتی ہے دھوپ میری سایہ دیوار سے
بے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع — کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے
نالہ سیرا روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی — اہل عالم اب نہین مرنیکے بانگ شور سے
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا — سمر پھرتے ہے تیری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن — آئینہ طوطی ہوا نرنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار — ایک دن اونکے در پہ آہی رہا
خانہ خراب نالہ وزاری سے باز آ — ہر دم کے ہائے ہائے مین ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا امید تسلی شب غم — خیال یہ دل مضطر شدا کدھر آیا
کونسے فنون مین ہے فتنہ محشر ظالم — سیکڑون فتنے ہین ایسے تری فتنا کر پر
ناحق کی ظلم و کاوش بیجا سے کیا حصول — لوگی ستا کی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید الدین مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفقت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد اخیار امپور سکن کلکتہ ہوگلی مین عہدۂ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز دن حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بغایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین بعمر ۲۱ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مر گئے حیف حضرتِ دحشت — یا خدا ہون وہ داخلِ جنت
گوہرِ درجِ علم و فضل تھے وہ — نیّرِ برجِ علم و فضل تھے وہ
عالم با عمل تھے اور کامل — علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضیِ شرع حافظِ قرآن — تھے وہ بے شبہ صاحبِ عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا — مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ — مر گئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسوخ خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جسدم خبر — شاعرِ شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا — وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ

۱۲۷۴ ہ

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید البنی — راہ رو کشورِ فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا — خسرو اقلیم معانی ہوئے

۱۲۷۴ ہ

اشعار

مقابلی یہ جلوہ ہے جو اوس شکل پری کا — عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا — رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہی پری کا
عریانی مین کیا ندر کردن دست جنون کو — دامن ہی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت مین شب و روز کا — بیان زیر نگین ملک ہی خشکی و تری کا
کہانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم — یہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی رشک پری کا
قمار و نظر بازی خوبان جہان سے — ہر مسئلہ بیان نو کی زبان ہی نظری کا
آنکھون سے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو — لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے — ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان زخم — دخشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
کیجیے موے میان طبع رسا سے پیدا — بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین تری چہری پہ کہان — پر تو مردم نسان ہین صفا سے پیدا
زخم دل پر نمک افشان ہی فراق احباب — شور سر مین ہے مری بانگ درا سی پیدا
چشم انسان ہے مرا گہر کہ مثال مردم — رو سیاہی مین ہون مین یمین ضیا سے پیدا
آب حیوان اسے حق مین شربت سم ہو گیا — خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
بارش تیر قضا سے اس تواضع کا اثر — موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم — ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو — مجھکو دخشت مین دہان یار عالم ہو گیا
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا — سر جو شیشے کا جھکا سجدہ شکرانہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا — ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بی مہر سے — نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
امی پری تنکے جو وہ میری طرح خبطی ہے — کہر ابھی تری آنکھون پہ ہو دیوانہ ہوا
پانون مین سلسلہ زلف پریشان الجھا — اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
صاد چہری پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا — باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
ہوکے برباد غبار تن لاغر اپنا — راکب دوش صبا صورت آوارہ رہا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا — آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا — سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف ہے یہان سلسلۂ آزادی
عین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا

روی جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
برگ گل بھی سبب نور شر احراق رہا

حال بیتاب کہا ہی تجھے معلوم نہین ؟
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا

رشتۂ مہر و وفا بابی بتا کر تو ڑ دی
کب تو پابستۂ زنجیر مشاق رہا

خون تھوکتا ہون الفت ابر کے یار مین
لکھہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ

گیسو ہین مشک آنکھین ہین چکاری غمزہ ہین تیر
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ

جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
دیکھی ہے کسنے پھولتے پھلتے ہرن کی شاخ

بیٹھے جو ہاتھہ رکھہ کے سر گلرو تہ ذقن
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ

پہونچی نہین ہے آہ شرر بار تا فلک
پھوٹی ہے دوش اشک سے جرخ کہن کی شاخ

ماتگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالا سر
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالا سر

تھا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالا سر

شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالا سر

کیا ہی تھی چین برجبین تعویذ لٹکانے مین شب
اونکے بالون مین جو اوجھل ہو چڑیان بالا سر

نہین باقی کوئی تار گریبان بھی مگر تن پر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون دمبدم کے سر

بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
بجاے شمع ہووے مارمرہ اپنی مدفن پر

مسی آلودہ لعل تر ہے گیسو اونکے آہو پنجے
یہ اغنی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر

قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھون کے پردے سے
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روی روشن پر

خیال اوس لعل و لب کا نقش ہر بت کی ہوا دیکھی
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر

غضب وزد حنا کو تم نے ہاتھون مل تھہ باندہا ہے
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عادل کی

تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کی پاس
حب فلفل ہے عیان حنیمہ کافور کی پاس

بارہا دس بزم مین وہ پاے ہین جو مرد تہے
زندگی مین کوئی ممکن ہے گزر حور کی پاس

کار دل بخیہ و مرہم سے تو اب در گزرا
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس

آتش فندق جانان نے جلایا ہی مجھے
ٹٹی مہدی کی ہو قبر تن مجمر در کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے ۔۔۔ ورنہ کیا اوس لب شیرین کو دشنام سے کام
پاس ناموس نہین ہے دل مختی کو کبھی ۔۔۔ یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر ۔۔۔ بال خدنگ سے کہین خالی بدن نکلین
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیتے ہین ۔۔۔ باغ سبز اپنا بلا کردہ دکھا دیتے ہین
چہرہ جالی سے جو برقع کی دکھا دیتے ہین ۔۔۔ ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
پرتو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح ۔۔۔ اپنے بال کی وہ مچھلی کو جلا دیتے ہین
اونچا ادنی یہ فسکو فہ ہے کہ گلشن مین نسیم ۔۔۔ ہنستے ہنستے گل و بلبل کو لڑا دیتے ہین
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان مین ہلال ۔۔۔ اشک خونین مجھے کس رتبہ بڑھا دیتے ہین
سرو بالا نہین بالا یہ بتانا اچھا ۔۔۔ فتنے کیا آپ کڑے ہمکو سنا دیتے ہین
باندھ لیتے ہین جو وہ دزد حنا ہاتھون کا ۔۔۔ دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
دو نی باتین ہین جو تکرار کی غیر ذکی سبب ۔۔۔ کیا فتنا ۃ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین
کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین ۔۔۔ کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین ۔۔۔ شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین ۔۔۔ ایکدم یہان عالم دل خلا ہوتا نہین
آستین زن ہے چراغ عقل پر باد بہار ۔۔۔ ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
سینہ ہے آماج گاہ ناوک مژگان یار ۔۔۔ کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
سادگی یار نے مارا ہے جسے غمزین ۔۔۔ دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ ۔۔۔ غنچہ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
کونسی شب ہے کہ خال مردمک پر مہربان ۔۔۔ ثابت و سیارۂ گردون فدا ہوتا نہین
لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اکثر ۔۔۔ اندرون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
خط نکلا ہو نسے ہوا رخسار پر دہان پایمال ۔۔۔ رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین
ہو کے برباد اب تری کی ہوا رکھتی ہین ہم ۔۔۔ کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
یہان تسلسل شک مین ثابت ہے وہان اس مین دم ۔۔۔ فلسفی کا ابتو ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین ای ترک سمن
عوض غنچہ کلاہ نسترن پیدا ہو

فرط صفا سے جسکا ہر اک تل ہی آئینہ
منہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہی آئینہ

درکار کب تجھے مہ کامل ہے آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہی آئینہ

اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہی آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہی آئینہ

او جہل جو ایک پل نہین ہوتا ہی اہل صنم
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہی آئینہ

تسخیر عکس چہرۂ رشک پری جو کی
جوہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ

اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ

اوس رخ صفا کی جبدم دیکھہ پائی جی جلک
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ

کیون ہو آئینہ زانو سے آئینہ کو فوق
گفتشان تو اوسمین ہیان تصویر پشت آئینہ

چین آتا ہے نہین بے تکیۂ زانوے یار
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ

دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنی ہاتھہ سے
جرم بوسہ پر یہ ہو تعزیر پشت آئینہ

سنبھالے ہین سیر نے نالون نے سنبھالے
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے

مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے
تا کو دہان زخم کو سونے کے تار سے

ہے خوس گردون مین مہر خاور کہ پاے گلگون کا سبز
یہ زیر کاکل ہی اوکی بجلی کہ برق خشاں سحاب مین ہے

نہین ہے مال جمال کامل منور اوس سیمتن کا ایدل
لب طلب ہان نہ کہو لعل سائل زکوۃ مال الصاب مین ہے

روان ہے اشکون سے لجہ خون کہ یا نی پانی ہو جس سے جیحون
سر شک خونین ہے جتنا گلگون کہان یہ سرخی شہاب مین ہے

دکھا کے دور شراب دل کیا ہی بطلان دور باطل
ہے جو کہ پیر مغان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے

منہ سو گل اوسنے جو کی شمع مزار عاشق
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے

غرق سونے مین ہے یا سونے مین مستغرق ہے وہ
خواب و بیداری مین غافل کا وطن سونا مین ہے

چشم قاتل جو ہر خنجر پہ رہتی ہے مدام
گردش دور فلک یا بنہ ہرن آہن مین ہے

رکتے نہین وہ رشک تو ہنگام تکلم
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے

مشتاق سمجھکر مجھے پردے مین ستم کے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے

گلمین کیطرح یا کسی دیوانہ کی صورت
تبلا کہ دہان باندھا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
وہ سنبرہ خط عالم وحشت مین دکھا کر

سہندے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
طوطے مرے ہاتھونکے اوڑا جاتی ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو

کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہوا اوسکا
ہر شے مین اوہی شمع تجلی کا ہے جلوہ
خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہو ماہ

بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
موسی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیرے گا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رگہی کنتون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین ویران
لڑائی جانے دو بس دور بہی کرو غصہ
لاے گی کسطرح سے کہبو وے پیرہن

وہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
کسطرف لگ گئی وحشت تری دیوانے کو
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
اوسکی گلی مین جا کے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالار تیبو نے جہارا توابع نرسنگہ پور دکہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ مواں متعلق لکھنؤ انسے ۱۲۸۶ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانۂ مشوریدہ سر زلف

چھپائے دل مین اگر سوزش جگر کی تپش ... تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے تو رگ سنگ
تمھارے نام سے ہستے فساد خاک بسر ہے ... بتون کے عشق مین رگ رگ ہے سر بسر رگ سنگ
جہان اس بت کافر کا یاد آتا ہے ... وحید سنگ جواہر مین دیکھتا رگ سنگ

ناحق ستانا کسی ظلم و ستم بندے پر ... اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین
ایسی پہنچے وہ چال کہ مین فوج ہو گیا ... گردن یہ میرے چل گئی تلوار بن کے پاؤن
سر اونچا آج تک نہ کسی کا رہا ہے راہ مین ... رکھتی نہی کل زمین یہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندہ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بہرت پور صاحب دیوان ہین

مارڈالے چاہنے والون کو وہ ... دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف
کوئی تیری طرف سے کوئی باتین بھی بناوے ... جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن
شکایت دل نالان کچھ اور کیا کہیے ... ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنای نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین ۱۲۱۴ بارہ سو چودہ ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد بخشش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین ... گر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رام پوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بھلا دیکھین تو ... طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو
دل مین کالے کی کہلانے کا جو بل رکھتے ہین ... ہاتھ کا فر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو
نہ سہی شرط وفا خیر لڑائی ہے سہی ... آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے ... اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندہ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسوے پریشان ہو مین ... یارب وحشت کو مری حاجت زنجیر نہ ہو

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد نقیہ شاگرد امام بخش ناسخ

سخن سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسویں ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۲ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

سحر مرا کاٹ کے بچتا ئیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

وائے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میری اور سکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

جسم کیسا یہان لباس جسم آدا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا

اپنے گناہ آنہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیئے روز حساب کا

زاہد حرام سے کو نہ کہنا دگر نہ مین
جنت مین جبین لون گا پیالہ شراب کا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

خواب مین تجھ سے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بولے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ نہ کیجیے سیب ذقن بیر ہو گیا

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

چھپ گیا دوستی کے پردے مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا

آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب ہی فرصت
ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی مہلت

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہے اے اشک تو آج

فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ نیند
وصل مین آتے ہوئی آنکھونمین شرمانی ہی نیند

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

چلا ہے اودل رحمت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کو ہی جانان سنج دیگی آسمان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بیکارروان ہو کر

کیا غیرون کو قتل اوسنے موی ہم رشک کے ماری
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنوارین خوشی سے
نہ پوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بیزبان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنے جب کھینچی
نکل آئی دہان زخم سے سو کہی زبان ہوکر

لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور دوچند غم

گزرا فلک کے پار گیا لامکان تلک
او تیرآہ بے ادبی اب کہان تلک

وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی اہی وزیر
نازمین انداز مین رفتار مین گفتار مین

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ذرا سے جرم پہ جہانگے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

وزیر آغوش یہان فرقت مین بھی خالی نہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح
کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین

گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو سہی
سمٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین

الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن مورمری نظرون مین اندر ہین

جاکے ٹھہرے استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ اے قاتل ہمارے تری شمشیر کو

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آینہ
سیدہی ہو جائے ابہی قد بر پشت آینہ

کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض
روز سنیے نالہ زنجیر پشت آینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کردیا
کیجیے اب سیماب کو اکسیر پشت آینہ

بیجا تلاش دولت دنیا ہی اے وزیر
غیر از کفن نہ جاے گا شاہ و گدا کے ساتھہ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسی کو ید بیضا ملا کے ہاتھہ

ہے آرزوے قتل اجی دم نہ دو مجھے
چھوٹا ہے نیچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھہ

جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
اے شہ حسن وہ اوڑتی ہے ہما ہوتا ہے

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہے جنبش بیحکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ ہی پھرا ہوتا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ اکہین — نہان جسطرح بد پرہیز باں بیمار کرتا ہے
بھر دے عوض شراب کی ساغر کو بنگ سے — گاڑہی چھنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے
آنکہین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے — فتنہ تو سو گیا ہے ور فتنہ باز ہے
کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا — بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے
ایک عالم نے جبہہ سائی کی — اے بتو تم نے بھی خدائی کی
نہ گئی زاہدون کے پاس کبھی — دختر رز نے پارسائی کی
ہوئی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ — ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی
پڑا ہے تفرقہ بتبا بیون سے — وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے
یوسف جو کہا اونہین تو بولے — کیا آپ نے مول لے لیا ہے
مے دے کہ نہ دے بادہ اطہر تو نہین ہے — کچہ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
کچہ معجزہ خم آپ کے لب پر تو نہین ہے — عیسے ہے تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے
کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا — منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے
باتین جو چلتی چلتی سنی میرے یار کی — زاہد تو کیا ہے اوسکا فرشتہ بہل پڑے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا — آئینہ دکہلا دیا دو ہو گئے
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے — آئینہ بہی پر تو سے مرے مین کہین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندہ الہ آباد

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم — حیف ہے خوف خدا تجہکو ذرا نہ آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن لکنؤ

کچہ بہی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری — کس بات پہ ہوتی ہے ستمگر پہ ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض

اس شخص کو موسیقی مین اچہا دخل ہے جو شراش تذکرہ کے لیے دیے رہے
سو سو اولو تازہ ہے ایک ایک گام پر — ہم خاک مین ملی نیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ایجان ہوئے
صدمے دکھانا دشمن ایمان نئے نئے

آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو
لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے

ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر
جسنے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد سعین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی درنخیتہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا آہ نے
آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اوٹھا

ہوا ہے جبسے تم پر مبتلا دل
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال
گھر کر گیا ہے دیدۂ بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

وائے قسمت ایک گال کی ہوئین دو جا
وقت گفتن جب زبان پر دو گالیان آئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان ایم علوم متداولہ درطب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گور لے کو سب سے نرالا نکلا
منہ دیکھیو یہ بڑا جانے والا نکلا

پیر ہونگے منہ نہ ہرگز داون جوانی کے بہت
روکا بھی نہ آخر مرد باریک ملا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی فتن یاد آیا
جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین فیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر صبا

کارمانی کیا تصور نے
کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص بابو امیر چند لالہ موجد شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب ہی تو مرے گھر مین وہ آکر رہگیا
داغ یہ دل مین بڑا اے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص [illegible] قاضی فضل سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات [illegible] دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد فیضم انکا وطن پٹنہ [illegible] کلکتہ پہلے اوا [illegible] تخلص کرتے تھے ہمرز و زبانمیز

شعرا جہاں کہتے ہین انکا نام تاریخی ہے +

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا | ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا
غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل | رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا
ہوگا کونین مین اے وصل یقیناً دو غنی | دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا
غیرون کے حق مین زہر ہون یا قتل یا سل | اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین
پارہ پارہ ہوا دل سیماب | دیکھا جسوقت بیقرار ہمین
برمین گردہ جانی ہو لطف زندگانی ہو | لطف زندگانی ہو برمین گردہ جانی ہو
سر سے پا تک ہے کامل جانان | آج کل رات دن برابر ہے
لعل و الماس و درد مرجان نثار دیدہ ہے | دیکھئے کیا عین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجۂ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا انگیا پر ہوا گر دسترس | مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین
وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی ہی | مثل شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ مشہور بہ تپہ کہتے تھے

لیا تک جو آغوش مین مین تو بولا | ابی چھوڑ کب تک مسلتا رہے گا
ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہو | ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکتے جاوین

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کی ہمین پانچ چار دے | ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار دے
محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپ نے | فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپنے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن جہیرا موضع فرخ آباد

جھکی جاتے دو بس وصل سے بولو جاؤ | رہے الطاف وہی اگلی عنایات رہے

وصی تخلص شاہ وصی احمد پہلواری کے پیرزادے ہین انسے پہلواری مین ملاقات ہوئی تہی

میرا خون گرچہ پایمال ہوا	آستانہ تو اونکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول رائے برادر کلان راجہ گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گزرے

کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان	یا رب جیا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکہرا سے کوئی زلف کو اپنی جو ای وفا	پہر آہ کسطرح ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ میرے پاس نہ ہے جان دل مجھے	یہان سے فقط ایجان جوان ناصر خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیری بدن مین	لازم ہے رہے ورد زبان ناصر خدا کا

وفا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی معلمی کرتے تہے

وہ لب زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا	جسمین جو انگشت حیرت ہو وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا دارا بخت مرحوم نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان جہان

منہ سے تو کچہ کہو تم کسواسطے خفا ہو	اس اپنی خستہ دل سے اس اپنی جان سے
مین نے کہا جو ذکر مرتا ہون تم نہ جاؤ	اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کب سے

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل ملکر خاک مین ملاتے ہو	خاک دوستی کا ہو آپ پر گمان اپنا
سینے سے لگے بوسے بہی دے ہمکو دغا دے	یہ طور نہین اوس بت بے پیر مین دونو

وفا تخلص محمد علیخان خلف مولوی احمد علیخان خوشنویس مقیم شاہ جہان پور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بھر مین اے صنم	حق نے زبان دی ہے ترے نام کے لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان دداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی بیتابی جیسی نظر سے گزری

فوج اشک و لشکر داغ اور علم ہے آہ کا	دہوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا | کیون لوے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

اب تو خاموشی سے دل ورنہ قیامت ہوتی | آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب اسیر الدولہ بہادر پیش از ۱۲۱۲

زندگی ہماری ہے بے تیرے صنم | پتھرون سے سر کو ٹکرا لے ہین ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس | جامے سے باہر ہوے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوٹل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون | کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرۂ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر درک

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی | قفس مین ابتو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادۂ شاہ اسرار اللہ معاصر و صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے ترے قتل کیا اک جہان | یار مرے مت کہین ہر کسے کو نظر دیکھنا
بیکسی پر مری کبھی کوئی | تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا تیغ سے اوسکی کر ہنوز | ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین پر ہنوز
کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے | اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا مین ہین جو وہ یار وا کرے | لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دہلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضاے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکن مین شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ یار ساکو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گرچہ خاکسار ولے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترائنہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصائے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کرکے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگو کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجھر باشندۂ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہے وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جاے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جاے گا

غمہ ہستیون نہین ہے کہ آگے سے ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفر پانجان

راسخ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ کیجیے
ناز بیجا آپ کی اے مہربان بالاے سر

اندوہ و یاس و درد و غم و رنج و بیخودی
کیا کیا میسر آے ہمین آشناے دل

شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین
دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سواے دل

ولا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا
جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو کعبہ

چہار یار پیمبر کو ربع مسکون مین
ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین

محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو
کیا کیا ہوے رقیب سیہ رو چراغ پا

ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے ولے
پاے طلب حشر تک نہ ہمارے فراغ پا

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ ملازم سرکار صفدر الدولہ بہادر

کو فکر تیرے دل کے تئین سو لگی رہی
پر وہم ہے یہ شرط وہی لو لگی رہی

جا کے اوس سے اتنا اب کوئی
ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہاے ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا
ایسے جو ملیے احسان رہے گا

میت پہ جو چھپ نشینین کہ مہمان مین کہان تھے
دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہ جہان پور
مقیم فرخ آباد صاحب فرائض ہاتفی و رموز القرآن

دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر
موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے
سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

فریاد رس ہے کون تری داد خواہ کا
فریاد آہ کا

کہ موج تاب مین ہے تار تار بستر کا
کیا ہے کسی کی مجھے یاد زلف نے بیمار

لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا
چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل
صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے
ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا

خندان خندان جدہر پھرا وہ
گریان گریان اودہر گئے ہم

یہان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی
پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہو کہ نہین

جی مین حسرت نرہی زخم کی تیری قربان
قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین شبیہ ترے زلف کی جانان
ہے عین خطا کہیئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد
روشن یہ قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین بیری مین بھی ہادی کو تن پر بیشمار
گر یہ کم آتا ہے پھل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حرمان تخلص نائب و اوستاد نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل
شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چھپے کسطرح کہ ان روزون
ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

لوٹی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار
بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

واشد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے
کھلتا ہے کہین غنچہ تصویر ہوا سے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب
دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامۂ پر آرزو پہونچا
اودھر سے پر جواب صاف پہونچا جب وہ پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے
مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے کو پہونچا

کچھ کفر و دین مین شاید رشتہ ہوا برہمن
تسبیح شیخ کی ہو زنار درمیان سے

غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین
پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا | مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ نے میکشون کو کیا فلک سر پر اوٹھایا ہے | کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین | سر لوح محبت مدبسم اللہ لکھتے ہین
ہے جو سودا اے سر کاکل پریشان ہم کو | خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسۂ آغا مرزا چکلہ دار شاگرد خواجۂ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون کیا جانان پر جو ہاتھ | ماہی بے آب ہو مچھلی کا جیسا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس عیسی کے ہین معجز نما | ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین
سیر اکرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر آنکھ مین | زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھ مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہٗ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے سلسلۂ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسدم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا | کچھ دل کو میرے جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گرد پر | کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی باؤ سے | کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا
دیکھیہ اوسکی چشم نرگس کو دل تو بہک گیا | بس میری جان دوہی پیالونمین چھک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا | اے آہ و نالۂ سحری تجھکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا | میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب | یارب کیا آج سو گئی صبح

سینے کی خبر کہتی ہے اے میری جان نہ | آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند
وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی | وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے
طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی | سن حال مرا بیٹ گئی چھاتی بہی قلم کی
صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو میری | مبادا گرد اوسکے چہرہ گلفام پر بیٹھے
شب ہجران مین تری صبح کی ہوتی ہوتی | استخوان شمع صفت بہ گئی رو تو رو تے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

ڈہلی ہے پڑتے ہین باہر ہمارے طفل اشک | رکھون مین کب تلک انکو سنبھال آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبداللہ باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

دہمکاتے ہین کس بات پہ اے ماہ لقا آپ | کیا جرم ہوا مجھسے جو ہین آج خفا آپ

ہد ہد تخلص عبدالرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواہش رکھتا ہے

رباعی

ہد ہد کا مذاق ہے نرالا سب سے | انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ | اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجہ بجل کشور بادفروش

پردۂ ظلمات دل پر سے وہین سب اوٹھ گئے | شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالباً نام ہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گزرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر ٹیکتا ہے | ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس لف پیچان کا
رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے | برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
بولے یون حور و پری دیکہہ کے حسن بے رو | کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا
مری طرح سے جو تو بیٹھہ جاتی ہے اے گرد | ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مروف و سراپا ہین

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا | پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل
دیکھین تجھکو تو نہین چشمۂ خورشید آنکھین | صورتِ خط شعاعی ہون منور پلکین
چلتے ہین خوب وصل مین مجھپر جوانی پری | کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہاتھ مین
یہ ہاتھا پائی بھی کہین دیکھی سنی نہین | لاتون کے ساتھ آپ کی چلتی ہین کہنیان
بڑھ بڑھکے کیا ہی وار لگائے مین جی مین ہے | ہاتھون کے بدلے جوم نون اوس تیغزن کے پاؤن

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجۂ وزیر لکھنوی اچھا کہتے ہین نشتہ بارہ سو اسّی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مرے اون لب کو لوگون جن خط آئے نہان | اے ہما اس لعل کا کالا نگہبان ہو گیا
لاکھون ہوے ہین غنچہ دہن خاک کے تلے | پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے
عاشق کو چھوڑتی ہے نہ معشوق کو زمین | گل خاک کے تلے ہے دمن خاک کے تلے
دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے | کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے | غنیمت ہی کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندۂ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

پڑی ہے جا بجا لاشِ شہیدان | ترا کوچہ زمین کربلا ہے
بلائین لیتی ہے زلفِ دوتا کی | ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی
اوٹھاؤن گا نہ سر قدمون سے تیرے | قسم ہے مجھکو تیرے کفشِ پا کی
خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی | قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتا رام باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

مین مرون صدمۂ فرقت سہی ہی منظور | پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ ہی نہین

ہمدم تخلص نواب عبداللہ خان ساکن رام پور ولد نواب فتح علیخان رئیس کثیر

نوگرفتار ہون کچھ رسم مجھے یاد نہین | اسلئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کسکو حال دل غمگین مین سناؤن اپنا | قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اپنی اس راستی کا ہون عاشق | ایسے جھوٹی کا اعتبار کیا
کٹتا ہے جی اوسکے نالے پہ یارو | کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیز الدین اورنگ آبادی

گر ادھر کو ترا گذارہ ہوا | تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار رہتا ہے چشم تر کو دیکھ | گریہ تک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہنر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب مونس باشندۂ لکھنؤ

کب تک رہائی دیکھیے زلفون سے پای دل | کیا پھنس گیا ہے دام مین بیٹھے بٹھای دل
الفت نہ کیجۂ وفا نہ تسلی نہ دلبری | نادان ہے وہ جو آپ سے صاحب لگای دل

ہنر تخلص مرزا مظفر علی ولد مرزا امام علی باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا اونسے کلکتے کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعرا چنا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا | زیر سر تکیہ نہین بستر نیا گھر دوسرا
ہوئی پیری گئی تاب و توان آہستہ آہستہ | گھٹا کھنچ کھنچ کے کیا تار کمان آہستہ آہستہ
نشان تیرہ بختی ہے نمایان اپنے مدفن سے | بنا ہے سا تیان قبر دود شمع روشن سے
نکلکر خط نے رونق کھوئی اوسکی روی روشن سے | تعجب ہے گھٹا حسن رخ تصویر روغن سے
آتی نہین وہ ہچکیان آتی ہین دم بدم مرگ | مرنے نہین دیتی ہے مجھے یاد کسی کی

جو دیکھے شمع لگن کے جلوے تو بولے پروانے گرد پھر کے
نقطہ ہین میرات بھر کے جلنے دم سحر ہم ہین اور نہ تو ہے

ترے شہیدون مین آملا ہون تو محو استغفر اللہ ہوا ہون
یہ خاک و خون مین جو لوٹتا ہون کبھی تیمم کبھی وضو ہے

نہ دیر مین جب صنم کو پایا یا حرم مین بھر تلاش آیا
بُرا محبت کا ہو خدا یا کہ ٹھوکرین کہائین در بدر کی
ہزار باتین دھر بنگے نکاتین سب مری کر بنگے
رقیب کان آپ کے بھر بنگے نہ سنیے باتین ادھر ادھر کی

ہنر تخلص مرزا نجتا ورنجت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا تجھ اپنے درد پنہان کا اثر
پردہ ہے پردے مین اونکو شوق پیدا ہو گیا
ہنر کچھ اب کی لگا ہین وہ کر گئین جادو
وگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ

باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے صاحب تذکرے سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہے اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شاذ و نادر کہنی مین خوب ہوتی ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر سے گزرا

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اونسے ہمین یاد کیا
دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
محفل مین ساتھ لے نہ گیا کیون نشان یار
سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا
بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رولایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رولایا
بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
درد دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ کر
کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پتھر اختلاط
کر وہ کچھ نکال ایسی جسمین راہ عشق ملے ہووے
ہوس گر لاکھ فن کی تم ہوے استاد کیا حاصل
رنجش کا اونھون نے بھی کیا وقت نکالا
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین
کیا کیا نہ رنج ہم پہ تری بن گزر گئی
اب جلد آ کہین کہ بہت دن گزر گئے
غلطی باہم جو جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کہانی مین کبھی ہوتی تھی
مجنون سے ہوس ہو بنگے ہم جا کے مقابل
تھوڑی سی تو انائی بھی مجھکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھوٹے
یہ فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھوٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت پہ خدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھوٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ نامرا قیس حزین نجم ہجر کے درد و الم سے چھوٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
بادہ ہستی کی وہین سو جہہ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر مینجوا ر توڑ لے — سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش خان منویر

ذبح ہوتے ہین جانکر عاشق — اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ نظیر الدین محو تخلص

ہے اے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا — وہ رگ رگ مین ایسے سمائے ہوی ہین

ہوش تخلص سوتی بہاری لال باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد — اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکہلا کے تونے قد بالا کو — سہی کو سرو کو تمشا کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہے سلام اپنا — صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہوید تخلص میر محمد اعظم مرتبہ کو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط خاستے ہین — اے مرے خون جگر ہای یہ کیا ستتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے
شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بتِ سنگدل سے ڈالا مجکو
مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یا و تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طالب شاہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کی آگے

یا و تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

جیب گئے میرے حال کے اخبار
مجھکو اے بے خبر خبر نہ ہوئی

یا و تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آئینگے شب کو
سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین
یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندۂ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاسِ خستہ
پھر کونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس
یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
ہنسیون سے یہ راہ و رسم اور پھر
یاس کہتے ہو یار سا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دلِ خون گشتہ
جب کہین بزم مین ہم جام وسبو دیکھتے ہین
کاوشِ مین پر دہی کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے
بیحجابی نے کیا اور ہی بیتاب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی
ہمرہ شور قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک
عشق ہی ابتو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش

پھر یہ آخر مرا گریبان ہے
رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکھنؤ

جی تلک دے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز
مجھکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین

تو نے کیا جانے کیون یاس کو دل گیر کیا
اتنا نہ ناز کر صنم بندی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جو نقش قدم
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان

جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سر پاؤن

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
ربط غیرون سے بڑھانے دو نہ دم کھانے دو

کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
دل مین سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعنے سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تھم جا

کم ہے ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دیکھہ قاتل کا مرے دھیان بٹا جاتا ہے

گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھا
وان تجھے کھیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکھہ رائے ابن رائے لچھمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت رائے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکھو
صاف شیشے کا گمان ہوتا ہو دیوار و در

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد صفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی رائخ اٹھارہ اونس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی وارد و انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے

گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
پر یہ نہین معلوم کدھر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس	بات بھی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کسطرح سے نبھے گی کہیئے تو	آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن الکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ سے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا	اوس گل کے کان تک نہ گئی نالہاے دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین	بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بُری وقت مین اپنا یاور	مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے	بھلا یا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید البنی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال	کیون نہ عالم ہو زمین شعر پر بوقلمون کا
سیماب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو	گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تھے

ہم تو آتے ہین ترے کوچے مین اے یار پہ جو	یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کہیں

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے وطن اصلی سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا پر اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پُر درد

دبا مزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آتا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا
ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہین ہین تجھکو یقین ہے سراسری
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سے باز آیا
یقین پر ہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا

شکوہ حسن سے آنسو ہا رہی سوکھ جاتی ہیز
یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا

اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا
جب حنا کو تری پاؤن سے سروکار نہ تھا

آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج
جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا

شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین
بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین

کبھے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین

سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے
بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین

یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع
شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین

کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہار ان مین
عبث بیتے ہوا دسکو کیا رہا ہے اب گریباں مین

کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے
ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے

جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
کرتے تو کبی یہ اس نہ آئی وفا مجھے

حق مجھے باطل آشنا نہ کرے
مین بتون سے پھرون خدا نہ کرے

جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے عذاب
ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون
مری فریاد ہے شاید مری فریاد کو پہنچے

پریشان خاک سے اوگتا ہی سنبل اس سے طاہر ہے
کھلے ہین سو سو لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے

دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے
الٰہی سبز رہتا ہے جہان مین تاک ہو جاوے

اپنے بندون کو بلا کر دفع کرتے ہین یقین
ان بتونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان کونسی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب | شہرمندہ ہو مسیح سُنے گر کلام لب
خط سیہ نہین لب شیرین پہ نمکین | طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ | تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

برسات مین کہی ہے کہ یکتا نہ پی شراب | واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے | کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نور روزعلی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کو ستارے | روشن ہے مہ و مہر سے گردون کی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے | مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم یہ ہوا گل سے | پھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کہون ہوئی ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر | دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے بیخبر
کیا ہوا سینے وصال ترا ہو کسے نصیب | ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یکل تخلص عبدالقادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کمند و رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے | ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس دبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

تب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا | کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنؤ

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہین آب و تاب مین پاؤن
ندیکھے چشم فلک نے بھی ایسے خواب مین پاؤن

کانٹا پہاڑ دل مین نہ تیرین کے گھر کیا
پتھر پڑے نصیب یہ اے کوہکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف

نہین ہے جب سوا ی یوسف وہ رشک صد پہلو
برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین

بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے ہین
نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے بار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کاٹتے ہے انگشت رہ گئے

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے نے کردیا ہے یہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھاکر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیے کیا کرینگے

تذکرۂ اشاعرات

اپیل تخلص سنگین جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہی یاں | شادی وہان رجائی ہے ماتم بہت ہی یاں

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ نازو انداز مین طاق عشوہ وادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدہر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے | اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین | صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا | نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنو تخلص اورنام دہلی کی یک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے خون کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہوگیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس بھیجدیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجکو کہان اے بت گمراہ چلا | تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو | ہائے آشفتہ ترے مرنے کے مارا مجھکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کروں کیا ورنہ | تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو
اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب | نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنو | موت آجاے تو ہو عمر دوبارا مجھکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے | آتش غم ہی جو انا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد تقی میر

برشگال خم گیسو مین گرفتار تو رکھا | اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی | ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تاراہیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ | رکھتا ہے سو بہار کی یہ یک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنو متخلص بہ اختر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنو کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین متبتیر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا | گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا
نہ بھیجونگی سسرال مین تم کو خانم | نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو | یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا
ہوا بال بیکا جو مرزا تمھارا | تو پھر سنگ ہے اور شانا تمھارا
گھر سے گانا کے دوگانا مری مہمان گئی | مین یہ انکارون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جاتی ہے دل ترستا ہے | جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل جیتے ہین ہم اپنی | ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمرالدین خان زوجہ نواب صفدر جنگ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا ادنکے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے | رگ رگ مین میرے غم ہے کیجے کہان کہان کے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی | کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا عیش بہانا تھا | مدعا تم کو یہان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے | کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص ملقا طوائف ساکنہ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کرڈالون آینہ کو | پر کیا کرون کہ تیرا منہ درمیان نہیگا

حجاب تخلص نئی جان ساکنہ بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا منہ سے سد اواہ واہ | نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص مناجان طوالف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اے پری تونے | مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی | ہماری خوبہ ہے ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے نہ ہوا ہاے صد افسوس | یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا | قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہوبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجۂ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا | تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین | مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

فرہرہ تخلص نئی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد ومسکن دارالامارت کلکتہ گلرو وگلبدن وگلندام ہے۔ خوشخو وخوش گلو وخوشخرام ہے۔ سخن سنجی وسخن فہمی وسخن طرازی مین آفت ہے۔ سخن چینی وسخن سازی وسخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا | سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا
دل ہمارا اور دکا پتلا بنا اے برہمن | ہے تصور دمبدم جو اوس بت کا پیر کا
ہے جو غنا ورقص کا چرچا بسنت مین | ہنڈول کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش زد | جوش جنون ہوا ہے زیادا بسنت مین
کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار | دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو بیدار آئینہ
درد وغم فراق سے شبکو ہوئی جو بیکلی | دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیگئی

روتے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب سے ملے وہ جانجان کیون نہو دل کو بیکلی

ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہو جان حزن
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراو جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوڑے سے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
آیئے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ ارزاہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہروہے اور ہم ہین

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر
پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم نہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑا ئی دل
آخر نہ میری جان یہ آئے بلائے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا وہ سے کچھ دھیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلے گا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگر پی ہو شراب
ہاتھ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار انجام

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اسپر بھی تجھکو قدر نہ من تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جایئن
پیارے بجائے تکیہ پہلو ہمین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندہ لکھنؤ کلکتہ مین بھی آئی تھی
راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مُردے زندے ہو گئے پازیب کی جھنکار سے | ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے | کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے
بلے غمزے سے یار آنکھون کے آگے | مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر و امداد علی بحر
راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا | ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی | جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے | آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے
شیرین ترے کلام کو پھیکا نہ پائے گا | دیکھے گا جو غزل کو غنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ بیگم عرف صاحبی ساکنہ لکھنؤ دہلی کی سیر بھی کی تھی
مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسیکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکھتا تو | سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گئے کیا صنم کے نظارے مین زاہد | یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین اوسنے پیرہن یوسفی کو بند | تہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبا کی گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو | پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبر آباد قوم ہنود سے ہے

چھپا کر رخ پر نور اپنا | جیے گا طالب دیدار کیونکر

طوائف تخلص دہلی کے یک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوسکے لب ہین شراب سے بہتر | حسن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندرون ٹمیا برج
تعلق اکلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

کیونکے خدا راد سکے رخ پہ بل کمانے لگا | سینۂ عشاق پر بس سانب لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی | شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا
او جاڑے دیکھیے کس کس کے آشیانے کو | یہی چمن مین ہے اب چار سو فغان بیداد
اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے | لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی بس نہ کیا | گنڈے بنا کے پہنے گریبان کو تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہونگے او سبدن | جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

غزنین تخلص غزنین طوائف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

جبکہ باغ دہر مین آرد دیکھین گے | ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
تم نہ دیکھوگے گو ہمین یکبار | ہم تمھین لاکھ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تمسے بچھڑ جاتے ہین | صدمے ہوتے ہین فلک پر ہوتی ہین گہبراتی ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنہ کانٹہ شاہ بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے | نگاہ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا | بھول کر بیٹھے ہمین پھر نہ کبھی یاد کیا
مرکے بھی خونہ گئی بادہ کشی کی زاہد | حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد | ہائے کیا فصل بہاری مین گریبان چھوٹا
لیگیا قیس یہ بھی فوق تمہارا وحشی | مرکے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو — اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا
داغ سودا سر پہ ہے پاؤن مین زنجیر کشاع — ہے پر پر و تیری الفت مین یہ حال آشفتہ
گر مقابل ہو تمہاری روی آتشین رنگ کے — بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
سوزش داغ دل بیتاب سے پایا فروغ — اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گناہ — بہر عذاب آئے ہین مرقد مین مار سبز
گر آب زندگی کبھی تو برسائے ای فلک — کشت امید وصل ہنوز ہیں مار سبز
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا — شیشے ہین سرخ جام مے خوشگوار سبز
شیدا ہین چشم پر فن آہو شکار کے — گلشن مین کب ہے نرگس بیمار سے غرض
ہون وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ ای خوش خبون — لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
تیرے جانبازون کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ — قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
گل سودا شگفتہ ہین یہ فیض انکباری ہے — نسیم آہ کا جھونکا یہان باد بہاری ہے
نہ پوچھو ہمنشین ہمسے شب فرقت کی بیتابی — الم ہے درد و حسرت ہے فغان ہے آہ و زاری ہے
گرے اتنے ستارے فرش پر تیری سرتابان — روش گلزار کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجملی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارض جانان کے یکدم آئی گل — شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائی گل
کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے — کالی بلا سے ہائے مجھے مار کر چلے

محبوب تخلص محبوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون
ثم ابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین

اڑھا سکے نہ مصیبت فراق یار مین روح — نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ہائے یہی کہ موت آئے — ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے فگار مین روح
ہے آرزو تیرے ہاتھون سے قتل ہون میں بھی — لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار مین روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر نجان عرف منجھو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے ناز حسن سے یہ بے نیازیان | بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین | جب سن چکے گلے سے اوترتی دوا نہین
ناکسون سے ربط بد وضعونسے صحبت واہ واہ | دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپ کی
شیخی کی لیا کرین فرشتے | جانے کی دہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین | ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی * | چہرے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے | یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سہے جنسے جور بتان کیسے کیسے | اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جو رگردون دون سے | نہین کیسے کیسے نکان کیسے کیسے
دلمین سمجھا چشم کا بجا رہے | جسنے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین ہی یکسان نیک و بد | اے مبصر قدردانی دیکھ لی
بیمروت کر دیا اوس ماہ کو | آسمان کی مہربانی دیکھ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو | سستے چھوٹے جو ترے ہاتھ سے مرکر چھوٹے
اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر | یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اے مشتری اس نے تیرے | زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے اژدر چھوٹے

ملکہ تخلص انی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہر موسیقی ہے سمن بو کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازکبدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئی کہ شرف باسلام ہوگئین

ہوئی نہ بند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام
مینے نالہ جو کسی رات سر شام کیا

آہ و زاری نہین سنتے بحد ارانون کو
اوس صنم کو ملکہ نے ہی مگر رام کیا

ہجر مین دل کو بیقراری ہے
جوشش فریاد آہ و زاری ہے

آنکھین پتھرا سے ہو گئین ہین سفید
کسی بت کی جو انتظاری ہے

مقنطر تخلص گنا بیگم بنت علی قلی خان شش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی تخلص بہ نظام شاگرد میر سوز بعض صاحب تذکرہ نے انکا گنا تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین بنت لکھا ہے

ترے غنہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے
زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی

اب خواب مین گر وصل ترا ہو دی تو ہو دے
ظاہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے

مہتاب تخلص اور نام بریلی کی ایک شاہد بازاری کا ہے

دل اوٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ
آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

ناز تخلص بجان شاہد بازاری فرخ آباد

زہرہ بلائین لینے لگے آسمان پر
توڑا لیا جو ناچ مین اوسنے اوٹھا کے پٹھہ

نزاکت تخلص رمجوطہ الف ساکنۂ دار نول دہلی مین رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفے خان شیفتہ اوسپر شیفتہ و فریفتہ تھے

جسکہ رہتا ہے یار آنکھون مین
ہے نظر بیقرار آنکھون مین

محفل گلرخان مین وہ عیار
لیگیا دل ہزار آنکھون مین

سرمۂ خاک پا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھون مین

ہون نزاکت و لے کوئی کیا ذکر
دم رخصت تری سنبھال سکے

نا منصفی اور لے بت بید اد گر ایسی
چاہت تری غیرون کو بھی ہو گی مگر ایسی

ہمبزمی دشمن کو جھپا ہی تھا قاصد
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نورن تخلص و نام نورن میر اسن ساکنۂ فرخ آباد کا ہے

مار اٹھا تیری زلف نے کل جسکو گلبن
باغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھگیا

گلزار ہے صبا ہے ولدار ہے اور میں ہوں | راتام جدائی کی تکرار ہے اور میں ہوں

قطعہ تاریخ ترتیب این تذکرہ سخن شعرا چکیدہ قلم جواہر رقم حاجی طراز عبداللہ متخلص بہ آشفتہ شاگرد وحافظ اکرام احمد ضیغم

طبع مواج حضرت نساخ | ہست در بائے علم دکان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا | رگ ابر گہر فشان سخن
مے تراود ز شجرۂ قلمش | شیرۂ جان بکام جان سخن
کرد املاچہ تازہ تذکرہ | بہر ارباب نکتہ دان سخن
یک بیک حرف نکتہ سنجان را | راست سنجیدہ در بیان سخن
زان جگر گوشگان پاک نژاد | ہر یکے فخر خاندان سخن
آمد از لعل و گوہر مضمون | نامہ اشرفی نشانگران سخن
از پے قوت روح اہل مذاق | داد ترتیب طرز نوان سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق | ہست ناخوانده میهمان سخن
سال تاریخش از سخن فضلی | گفت آشفته شکرستان سخن

وله

باملای نساخ معجز رقم | چه در رشته نظم آمد این تذکره
ز آشفته ایدل بتاریخ آن | بگو در نگارش سرآمد سخنور

قطعه تاریخ نگاشته حکیم منور حسین متخلص بہ فیض وحکیم صاحب مثنوی سلسبیل وعمدة الاعجاز وصاعقه وجواہر الحکمت وکنایات منوری وصحیفة الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ امروہہ شاگرد مہدی علی زکی

صد شکر کہ این کتاب نساخ | مسطور نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعۂ سال | این بار کلام شاعران شد

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندۂ سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد صغیم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جانِ سخن
جہان میں کہتے ہیں سب جنکو رازدانِ سخن

کیا ہے جمع اونھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب
عجیب ڈھب سے مدون ہے داستانِ سخن

سعید مجھکو بھی تاریخ کی جو اد سکے فکر
کہا سروش نے آرائشِ جہانِ سخن

۱۳۱۲ ہجری

خاتمۃ الطبع

المنتہ للہ کہ این مجلہ جاودنگار گلدستہ گلہای ہمیشہ بہار تذکرۂ سخن شعر اشعر و سخن را بہین یادگار تالیف منیف استاد نازک خیال شاعر عدیم المثال جناب معلی القاب مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر نساخ کہ گلبن سخن بنام نامیش از ثمرہای تازہ و نو شاخ شاخ در مطبع نامے گرامی منشی نول کشور لکھنؤ در شہر مبارک رمضان شریف سنہ ۱۳۱۲ ہجری مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ عیسوی بہزار زیب و تزئین منطبع گردید ۔

++++